ذخیرۃ الجنان

فی

فہم القرآن

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ علیہ

ناشر
میر محمد لقمان برادران
سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورة النور
سورة الفرقان
سورة الشعراء
سورة النمل

(مکمل)

جلد............۱۴

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب ---- ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن (سورۃ نور، فرقان، شعراء، نمل مکمل)

افادات ---- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتب ---- مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ

سرورق ---- محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ

کمپوزنگ ---- محمد صفدر بلوچ

تعداد ---- گیارہ سو [۱۱۰۰]

طباعت ---- دوم

قیمت ----

مطبع ----

طابع و ناشر ---- لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اُردو بازار گوجرانوالہ

۲) جامع مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالہ

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اُردو بازار، لاہور

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آ رہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔(چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کروں گے،چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کرلیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے،دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم۔اے پنجابی بھی کیا ہے۔اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آگئی۔میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم۔اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے،میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کردونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے ۔دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدِّ راہ بن گئی۔قرآنی آیات ،احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کرکے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہوکر کام شروع کردیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں ،باقی سارا فیض علماءِ ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہوجاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کرکے تشفی کرلیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کرکے تسلی کرلیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف ریڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جا کر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔ لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم وفاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

پیش لفظ

نحمدہ تبارك وتعالىٰ ونصلى ونسلم على رسوله الكريم وعلى اله واصحابه وازواجه واتباعه اجمعين ۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ العزیز پاک و ہند و بنگلہ دیش کو فرنگی استعمار سے آزادی دلانے کی جدوجہد میں گرفتار ہو کر مالٹا جزیرے میں تقریباً ساڑھے تین سال نظر بند رہے اور رہائی کے بعد جب دیوبند واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے زندگی بھر کے تجربات اور جدوجہد کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے ادبار وزوال کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک قرآن پاک سے دوری اور دوسرا باہمی اختلافات وتنازعات۔ اس لئے مسلم اُمہ کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد و مفاہمت کو فروغ دینے کیلئے محنت کی جائے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا یہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ تھا اور اس کے بعد جلد ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کے تلامذہ اور خوشہ چینوں نے اس نصیحت کو پلے باندھا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کیلئے نئے جذبہ و لگن کیساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ اس قبل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے عظیم المرتبت فرزندوں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن کریم کے فارسی اور اردو میں تراجم اور تفسیریں کر کے اس خطہ کے مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی کہ ان کا

قرآن کریم کیساتھ فہم وشعور کا تعلق قائم ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر وہ کفر وضلالت کے حملوں اور گمراہ کن افکار ونظریات کی یلغار سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

جب کہ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں کی یہ جدوجہد بھی اسی کا تسلسل تھی بالخصوص پنجاب میں بدعات واوہام کے سراب کے پیچھے بھاگتے چلے جانے والے ضعیف العقیدہ مسلمانوں کو خرافات ورسوم کی دلدل سے نکال کر قرآن وسنت کی تعلیمات سے براہِ راست روشناس کرانا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن اس کیلئے جن اربابِ عزیمت نے عزم وہمت سے کام لیا اور کسی مخالفت اور طعن وتشنیع کی پروا کیے بغیر قرآن کریم کو عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ وتفسیر کیساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ان میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز آف واں بھچراں ضلع میانوالی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں جنہوں نے اس دور میں علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر سے عام مسلمانوں کو روشناس کرانے کی مہم شروع کی جب عام سطح پر اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا مگر ان اربابِ ہمت کے عزم واستقلال کا ثمرہ ہے کہ آج پنجاب کے طول وعرض میں قرآن کریم کے دروس کی محافل کو شمار کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔ جنہوں نے ۱۹۴۳ء میں گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی میں صبح نماز کے بعد روزانہ درسِ قرآن کریم کا آغاز کیا اور جب تک صحت نے اجازت دی کم وبیش پچپن برس تک اس سلسلہ کو پوری پابندی کیساتھ جاری رکھا۔ انہیں حدیث میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ترجمہ وتفسیر میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ واجازت حاصل ہے اور انہی کے اسلوب وطرز پر

انہوں نے زندگی بھر اپنے تلامذہ اور خوشہ چینوں کو قرآن وحدیث کے علوم وتعلیمات سے بہرہ ور کرنے کی مسلسل محنت کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس قرآن کریم کے چار الگ الگ حلقے رہے ہیں ایک درس بالکل عوامی سطح کا تھا جو صبح نماز فجر کے بعد مسجد میں ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ دوسرا حلقہ گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے تھا جو سالہا سال جاری رہا۔ تیسرا حلقہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں متوسط اور منتہی درجہ کے طلبہ کیلئے ہوتا تھا اور دو سال میں مکمل ہوتا تھا اور چوتھا مدرسہ نصرۃ العلوم میں ۷۶ء کے بعد شعبان اور رمضان کی تعطیلات کے دوران دورۂ تفسیر کی طرز پر تھا جو پچیس برس تک پابندی سے ہوتا رہا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا تھا۔ ان چار حلقہ ہائے درس کا اپنا اپنا رنگ تھا اور ہر درس میں مخاطبین کی ذہنی سطح اور فہم کے لحاظ سے قرآنی علوم ومعارف کے موتی ان کے دامن قلب وذہن میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس میں جن علماء کرام، طلبہ، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔

وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء

ان میں عام لوگوں کے استفادہ کیلئے جامع مسجد گکھڑ والا درسِ قرآن کریم زیادہ تفصیلی اور عام فہم ہوتا تھا جس کے بارے میں متعدد حضرات نے خواہش کا اظہار کیا اور بعض دفعہ عملی کوشش کا آغاز بھی ہوا کہ اسے قلمبند کر کے شائع کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہوسکیں لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ درس خالص پنجابی میں ہوتا تھا جو اگرچہ پورے کا پورا ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے محفوظ ہو چکا ہے مگر اسے پنجابی سے اُردو میں منتقل کرنا سب سے کٹھن مرحلہ تھا اس لئے بہت سی خواہشیں بلکہ کوششیں اس مرحلہ پر آ کر دم توڑ گئیں۔

البتہ ہر کام کا قدرت کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کی سعادت بھی قدرتِ خداوندی کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے۔ اس لئے تاخیر در تاخیر کے بعد یہ صورت سامنے آئی کہ اب مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم اور برادرم محمد لقمان میر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور تمام تر مشکلات کے باوجود اس کا آغاز بھی کر دیا جس پر دونوں حضرات اور ان کے دیگر سب رفقاء نہ صرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی طرف سے بھی ہدیہ تشکر و تبریک کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس فرضِ کفایہ کی سعادت کو تکمیل تک پہنچا سکیں اور ان کی یہ مبارک سعی قرآنی تعلیمات کے فروغ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے افادات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور اَن گنت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے سرفراز ہو۔ (آمین)

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ یہ دروس کی کاپیاں ہیں اور درس و خطاب کا انداز تحریر سے مختلف ہوتا ہے اس لئے بعض جگہ تکرار نظر آئے گا جو درس کے لوازمات میں سے ہے لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو ملحوظ رکھا جائے اس کے ساتھ ہی ان دروس کے ذریعے محفوظ کرنے میں محمد اقبال آف دبئی اور محمد سرور منہاس آف ککھڑ کی مسلسل محنت کا تذکرہ بھی ضروری ہے جنہوں نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو ریکارڈ کرنے کیلئے سالہا سال تک پابندی کیساتھ خدمت سرانجام دی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

ابو عمار زاہد الراشدی   یکم مارچ ۲۰۰۲ء

خطیب جامع مسجد مرکزی، گوجرانوالہ

فہرست مضامین

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝١ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۖ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٣ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٤ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥

سُوْرَةٌ یہ سورت ہے اَنْزَلْنٰهَا ہم نے اس کو نازل کیا ہے وَفَرَضْنٰهَا اور اس کے احکام ہم نے فرض کیے ہیں وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اور ہم نے نازل کی ہیں اس سورت میں اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ صاف صاف آیتیں لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تا کہ تم نصیحت حاصل کرو اَلزَّانِيَةُ زنا کرنے والی عورت وَالزَّانِيْ اور زنا کرنے والا مرد فَاجْلِدُوْا پس تم کوڑے مارو كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ان میں سے ہر ایک کو

مِائَةَ جَلْدَةٍ سوسوکوڑے وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا اور نہ پکڑے تمہیں دونوں کے متعلق رَاْفَةٌ شفقت اورنرمی فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ اگر ہوتم ایمان لاتے بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا اور چاہیے کہ حاضر ہوان دونوں کی سزا کے موقع پر طَآئِفَةٌ ایک گروہ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والوں کا اَلزَّانِیْ زانی مرد لَا يَنْكِحُ نہیں نکاح کرتا اِلَّا زَانِيَةً مگر زانیہ کے ساتھ اَوْ مُشْرِكَةً یا شرک کرنے والی ہے وَّالزَّانِيَةُ اور جو زنا کرنے والی عورت ہے لَا يَنْكِحُهَآ نہیں نکاح کرتا اُس کے ساتھ اِلَّا زَانٍ مگر زانی مرد اَوْ مُشْرِكٌ یا مشرک وَحُرِّمَ ذٰلِكَ اور حرام قرار دیا گیا ہے عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والوں پر وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ يَرْمُوْنَ جو تہمت لگاتے ہیں الْمُحْصَنٰتِ پاک دامن عورتوں پر ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا پھر وہ نہیں لاتے بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ چار گواہ فَاجْلِدُوْهُمْ پس مارو تم ان کو ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً اسی کوڑے وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا اور نہ قبول کرو ان کی گواہی کبھی بھی وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور یہی لوگ نافرمان ہیں اِلَّا الَّذِيْنَ مگر وہ لوگ تَابُوْا جنہوں نے توبہ کی مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ اس کے بعد وَ اَصْلَحُوْا اور اپنی اصلاح کی فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۃ نور کی وجہ تسمیہ :

اس سورت کا نام نور ہے۔ چار رکوع کے بعد آئے گا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''اللہ تعالیٰ ہی نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا'' یعنی آسمانوں اور زمینوں کو روشن کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ پس اس لفظِ نور کی وجہ سے اس کا نام سورہ نور رکھا ہے۔ یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ ایک سو ایک سورتیں اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے ۹ رکوع اور چونسٹھ (۶۴) آیات ہیں۔ اس میں سخت احکامات بیان ہوئے ہیں۔ خصوصاً جس کا ایمان کمزور ہے اس کے لیے تو بہت ہی سخت ہیں۔ اس لیے رب تعالیٰ نے شروع سورت میں ہی فرمایا کہ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا اس سورت کو ہم نے نازل کیا ہے وَفَرَضْنٰهَا اور اس کے احکام بھی ہم نے فرض کیے ہیں وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ اور ہم نے اس سورت میں نازل کی ہیں آیتیں صاف صاف۔ دیکھو! کتنے واضح الفاظ ہیں کہ یہ سورت ہم نے نازل کی ہے اور اس کے احکام ہم نے فرض کیے ہیں۔ جن کی تشریح اور ان میں ترمیم کی ضرورت نہیں ہے لیکن بے دین لوگ ان احکام سے چیختے چلاتے ہیں ترمیم کرنے کے درپے ہیں۔ یہ کون ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام میں ترمیم کرنے والے؟ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سورت ہم نے نازل کی ہے اور اس کے احکام بھی ہم نے نازل کیے ہیں لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

پہلا حکم اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ زانیہ عورت اور زانی مرد پس مارو تم ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے۔ یہ حکم ان کے متعلق ہے جو شادی شدہ نہ ہوں وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا اور نہ پکڑے تمہیں ان دونوں کے بارے میں رَاْفَةٌ شفقت اور نرمی فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں کوئی نرمی اور

شفقت نہ کرو اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اگر ہو تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہو تو بالکل نرمی نہیں کرنی۔

رجم کرنے کا ثبوت :

باقی رہا شادی شدہ کا حکم تو اس کے متعلق متواتر احادیث اور اجماع امت ہے۔ ان کے متعلق قرآن پاک کی آیتیں نازل ہوئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی لیکن حکم باقی ہے کہ شادی شدہ مرد، عورت بدکاری کریں اور وہ ثابت ہو جائے چار گواہوں سے۔ چار گواہوں کا ذکر آئندہ آیت کریمہ میں آرہا ہے۔ یا وہ خود اقرار کریں کہ کہ واقعی ہم نے یہ کام کیا ہے تو ان کو میدان میں کھڑا کر کے پتھروں کے ساتھ مار مار کر ختم کر دیا جائے گا۔ اس کاروائی کو عربی میں رجم کہتے ہیں جس کا اردو میں ترجمہ سنگسار کرنا ہے۔

ضیاء الحق کے دور میں ہائی کورٹ کے ایک جج نے بڑھک ماری کہ رجم کا مسئلہ یہودیوں سے لیا گیا ہے اور یہ سزا اس روشن زمانے میں ناقابل عمل ہے۔ وہ ڈاکٹر تنزیل غیر مسلم پرویزی ذہن کا جج تھا منکرین حدیث میں سے تھا۔ اس سلسلے میں علمائے کرام نے ہر جگہ احتجاج کیا اور پچاس علماء پر مشتمل ایک وفد جس میں ہر طبقے کے علماء شامل تھے ضیاء الحق کو بھی ملا۔ اس وفد میں میں (امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ) بھی شامل تھا۔ اور اس کو خطوط بھی لکھے کہ تم اسلام اسلام کرتے ہو جج کی اس بات کا نوٹس لو کیونکہ ہائی کورٹ کا جج ہے اس کے یہ الفاظ قانون ہیں۔ پھر دوسرے جج اس کو بطور مثال کے پیش کریں گے۔ اگر کوئی سیاسی لیڈر بڑھک مارتا تو ہم سٹیج پر منبروں پر اس کی تردید کر دیتے ،درسوں میں تردید کر دیتے اور ہمارا فرض ادا ہو جاتا۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی اسلام کے خلاف بات کرے اور سارے مسلمان خاموش رہیں تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر ایک بھی

ذمہ دار اس کی تردید کردے تو فرض کفایہ ادا ہو جائے گا اور سب گنہگار ہونے سے بچ جائیں گے۔

تو ہم نے کہا کہ تمہارے دور میں یہ بات ہو، ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ ضیاء الحق مرحوم نے اس جج کو فارغ کردیا۔ پھر اس نے کہا کہ تم اس طرح کرو کہ تین عالم دوان کو ہم نگران مقرر کریں گے جو بھی شرعی مسئلہ ہوگا وہ ان کے سامنے پیش ہوگا کوئی جج ان کے بغیر فیصلہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ ہماری طرف سے مولانا تقی عثمانی، بریلویوں کی طرف سے پیر کرم شاہ صاحب اور تیسرے مولوی غلام علی صاحب جو مودودی صاحب کے منشی ہوتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ پھر کسی جج کو کھل کر اسلام کے خلاف بکواس کرنے کا موقع نہ ملا۔ تو شادی شدہ مرد عورت کی سزا رجم ہے۔

حضور کے دور کے سنگسار کرنے کے چند واقعات :

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں چند واقعات پیش آئے۔ قبیلہ بنو غامد کے ایک آدمی کی بیوی نے آکر کہا کہ حضرت! مجھ سے یہ فعل سرزد ہوا ہے اور میں شادی شدہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بی بی! تمہارے ہوش وحواس درست ہیں کیا تو نے شراب تو نہیں پی ہوئی وہ بی بی کہنے لگی حضرت! مجھے نہ ٹالیں میرے پیٹ میں بچہ بھی ہے مجھے آپ سزا دیں تاکہ میری آخرت تباہ نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پیٹ میں بچہ ہے تو قصور تمہارا ہے بچے کا تو نہیں ہے بچے کی پیدائش کے بعد آنا۔ چنانچہ وہ عورت بچے کی پیدائش کے بعد آکر کہنے لگی حضرت! اب وعدہ پورا کریں مجھے سنگسار کردیں تاکہ میری آخرت برباد نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دودھ پیتا بچہ ہے اس کا کیا بنے گا؟ تحقیق کی تو بچے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ فرمایا بچے کو دودھ پلاؤ جب دودھ پلانے کی مدت پوری ہو جائے تو پھر آنا۔ دو سال

بچے کو دودھ پلایا اور وہ چلنے بھی لگ گیا، اب اس بچے کو لے کر آئی اس نے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا پکڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے عورت کے سامنے اس بچے کو کہا کہ روٹی کھاؤ۔ اس نے روٹی کھانی شروع کر دی۔ اس عورت نے کہا حضرت دیکھو! یہ بچہ اب روٹی کھانے لگ گیا ہے لہٰذا مجھے پاک کر دیں۔ چنانچہ اس عورت کو رجم کر دیا گیا۔ ایک ساتھی نے کہا کہ اس عورت نے خواہ مخواہ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا خاموش ہو جاتی تو کیا تھا رب تعالیٰ سے معافی مانگ لیتی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کی توبہ ایسی ہے کہ مدینہ طیبہ کے تمام گنہگاروں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کے گناہ معاف ہو جائیں۔

ایک اور واقعہ حضرت ماعز ؓ کا ہے۔ وہ بھی خود آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے حضرت! میں شادی شدہ ہوں اور برائی کر بیٹھا ہوں آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ وہ دوسری طرف سامنے آ کے کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے پھر چہرہ پھیر لیا، اسی طرح تیسری طرف اور چوتھی طرف آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ پاگل تو نہیں ہے؟ کہنے لگے حضرت! میں سمجھدار ہوں۔ فرمایا دیکھو اس نے نشہ تو نہیں کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ نہیں، نشہ بھی نہیں کیا ہوا۔ پھر ان کو رجم کیا گیا۔

تو غیر شادی شدہ مرد عورت بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا سو کوڑے ہیں۔ فرمایا وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ اور نہ پکڑے تمہیں ان دونوں کے متعلق شفقت اور نرمی فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اگر ہو تم ایمان لاتے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر۔ اگر تمہارا اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان ہے تو سزا دینے میں نرمی نہ کرنا کیونکہ سزا کے بعد دنیا والوں کے لیے عبرت ہوگی اور یہ جرم نہیں کریں گے وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا اور چاہیے کہ حاضر ہوں ان دونوں

کی سزا کے موقع پر طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کا ایک گروہ تا کہ وہ آنکھوں سے دیکھیں اور آگے بیان کریں تا کہ سزا کی خوب تشہیر ہو اور لوگ اس سے بچیں اَلزَّانِیْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً زانی مرد نہیں نکاح کرتا مگر زانیہ عورت کے ساتھ یا مشرکہ عورت کے ساتھ۔ کیونکہ اس کا طبعی رجحان برائی کی طرف ہوتا ہے وَّالزَّانِيَةُ اور جو زانیہ عورت ہے لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ نہیں نکاح کرتا اس سے مگر زانی مرد یا مشرک مرد وَحُرِّمَ ذٰلِكَ اور یہ زنا حرام کر دیا گیا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں پر۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس عورت نے زنا کر کے غیر کا نطفہ خاوند کے ساتھ ملایا ایسی عورت پر جنت حرام ہے۔ اس لیے کہ اس نے غیر وارث کو وارث بنایا ہے۔ کیونکہ اس کے خاوند کے گھر جو بچہ پیدا ہوگا وہ خاوند ہی کا شمار ہوگا اور اس میں دوسرے ورثاء کی حق تلفی ہوگی۔ خدا کا حکم توڑا، خاوند سے خیانت کی۔ تو زنا ایک گناہ نہیں کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔

حدقذف :

اور حکم سنو! وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر اور جو عورتوں کا حکم ہے وہی مردوں کا حکم ہے یعنی اگر کوئی پاک دامن مردوں پر تہمت لگائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ پھر وہ نہیں لاتے چار گواہ فَاجْلِدُوْهُمْ پس ماروان تہمت لگانے والوں کو ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً اسی کوڑے وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا اور نہ قبول کروان کی گواہی کبھی بھی۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مرد یا عورت کسی مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے کہ یہ زانی ہے یا زانیہ ہے تو تہمت لگانے والے کے ذمہ فرض ہے کہ وہ چار گواہ لائے اگر چار

گواہ نہ لا سکا تین گواہ لا سکا، دو گواہ لا سکا تو تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑے لگیں گے اور یہ سزا توبہ سے بھی معاف نہیں ہوگی۔ کسی کو حرامی کہنے پر بھی اسّی کوڑے سزا ہے۔ اور ہم تو حرامی حرامی کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

اور شرابی کی سزا آنحضرت ﷺ کے دور میں بخاری شریف کی روایت میں چالیس کوڑے ہے اور اسّی کوڑے بھی ہے۔ جب شرابی کو اسّی کوڑے لگیں گے تو پھر شراب کون پیئے گا۔ ان سزاؤں کو شریعت حد کہتی ہے۔ اس آیت کریمہ میں چار مرد گواہ ثابت ہیں عورتیں نہیں۔ گرائمر کے لحاظ سے اَرْبَعَۃ کا معنی چار مرد ہیں۔ اگر تا نہ ہوتی تو پھر عورتیں بھی شامل ہوتیں۔ تو قرآن پاک کی نص سے چار مرد ثابت ہیں۔ پہلے تو کہتے تھے کہ چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹنا ظلم ہے، ڈاکوؤں کو سزا دینا ظلم ہے۔ اب کہتے ہیں کہ اس زمانے میں زنا کے لیے ایسے چار گواہ کہاں سے لائیں جو متقی ہوں۔ یہ بے ایمان قرآن میں ترمیم کرتے ہیں۔ بھئی! یہ کسی مولوی یا فقیہ کا مسئلہ تو نہیں ہے یہ تو قرآن کا مسئلہ ہے۔ اگر تم چار گواہ نہیں مانتے تو کیا تم نے قرآن کو تسلیم کیا ہے؟ قطعاً نہیں۔ لہٰذا ایسے آدمی کو مسلمان سمجھنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ یہ کھلا کفر ہے۔ اس کھلے کافر کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

تو فرمایا جنہوں نے پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائی اور چار گواہ نہ لائے تو ان کو اسّی کوڑے مارو اور ان کی شہادت بھی قبول نہ کرو کبھی بھی وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور یہی لوگ نافرمان ہیں۔ ہاں! اگر توبہ کر لیں تو ان سے فسق کا حکم ختم ہو جائے گا لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گواہی قبول نہیں ہوگی کیونکہ گواہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابداً کی قید لگائی ہے کہ کبھی بھی قبول نہ کریں۔ فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ

کی مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ اس کے بعد وَ اَصْلَحُوْا اور اپنی اصلاح کی فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظ زنا بولنے کی قباحت :

ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں۔ زنا جیسے الفاظ بھی منہ سے نکالنا بہت برا ہے۔ موطا امام مالک میں روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور تھا۔ دو آدمیوں کا آپس میں جھگڑا ہوا ایک نے دوسرے کو لعن طعن کیا تو اس نے کہا اِنَّ اُمِّیْ وَلَیْسَتْ بِزَانِیَۃٍ ''میری ماں کوئی زنا کار تو نہیں تھی۔'' ان الفاظ پر مقدمہ دائر ہوا صحابہ کرامؓ کے ایک گروہ نے کہا کہ اس نے اپنی ماں کی صفائی بیان کی ہے۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ صفائی کے لیے اور الفاظ بھی تھے یہ الفاظ کیوں استعمال کیے ہیں؟ ایسے بھی کہہ سکتا تھا اِنَّ اُمِّیْ عَفِیْفَۃٌ ''بے شک میری ماں پاک دامن ہے۔'' یہ برے الفاظ کیوں استعمال کیے ہیں؟ اس کو اسّی کوڑوں کی سزا ہوئی۔ اب آپ اپنے معاشرے کا اندازہ کرلیں کتنا گندہ ہو چکا ہے۔ کیا مرد، کیا عورتیں، کیا بچے، کیا بوڑھے بلکہ نیک لوگ اِدھر تسبیح پر ورد ہو رہا ہے اور اُدھر گالیوں کی گردان ہو رہی ہے خدا کی پناہ! اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ
شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ
اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۷ وَیَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ
اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۸
وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۹
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِیْمٌ ۝۱۰
اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ
بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ
وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝۱۱ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ
ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَاۤ
اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۲ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا
بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۳

وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ یَرْمُوْنَ جو تہمت لگاتے ہیں اَزْوَاجَهُمْ اپنی
بیویوں پر وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اور نہیں ہیں ان کے لیے شُهَدَآءُ گواہ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ
مگر ان کی اپنی جانیں فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ پس ان میں سے ایک کی گواہی اَرْبَعُ
شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ چار گواہیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ

بے شک وہ البتہ سچ بولنے والوں میں سے ہے وَالْخَامِسَةُ اور پانچویں اَنَّ
لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ بے شک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر اِنْ كَانَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ اگر ہے وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اور
دور کر دے گا اس عورت سے بھی سزا کو اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ یہ کہ
وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ بے شک وہ
البتہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے وَالْخَامِسَةَ اور پانچویں گواہی اَنَّ
غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ بے شک اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اس پر اِنْ كَانَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ اگر اس کا خاوند سچ کہنے والوں میں سے ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی مہربانی وَاَنَّ
اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ اور بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ بے شک وہ لوگ جو لائے بہتان عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ
ایک گروہ ہے تم میں لَا تَحْسَبُوْهُ نہ خیال کرو اس کو شَرًّا لَّكُمْ اپنے حق میں
برا بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ ہر
آدمی کے لیے ان میں سے مَّا وہ ہے اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ جو کمایا اس نے
گناہ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ اور وہ شخص جس نے سرپرستی کی اس بہتان کے
بڑے حصے کی مِنْهُمْ ان میں سے لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اس کے لیے عذاب
ہے بڑا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا اس کو ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ

گمان کرتے مومن مرد وَالْمُؤْمِنٰتُ اور مومن عورتیں بِاَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں کے بارے میں خَيْرًا بھلائی کا وَّقَالُوْا اور کہہ دیتے هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ یہ بہتان ہے کھلا لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ کیوں نہیں لاتے وہ اس پر بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ چار گواہ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ پس جب وہ نہیں لا سکے گواہ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ پس وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں هُمُ الْكٰذِبُوْنَ وہی جھوٹے ہیں۔

آج جو آیات آپ حضرات کے سامنے پڑھی گئی ہیں ان میں دو قسم کے حکم بیان ہوئے ہیں۔ایک یہ کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر بدکاری کا الزام لگائیں تو اس کا حکم لعان ہے۔اور دوسرا یہ کہ ایک آدمی دوسرے آدمی پر بدکاری کا الزام لگاتا ہے اور چار گواہ نہیں پیش کرسکتا تو یہ مدعی جھوٹا کہلائے گا اور اس کو بہتان تراشی کی سزا دی جائے گی۔

لعان کا حکم :

پہلا حکم کہ کوئی مرد اپنی بیوی پر بدکاری کا الزام لگاتا ہے کہ میری بیوی بدکار ہے تو اس کو اس الزام پر چار گواہ پیش کرنا ہوں گے۔اگر اس کے پاس گواہ نہیں ہیں تو پھر لعان ہو گا۔عربی میں لعان بھی کہتے ہیں مُلَاعَنَہ بھی کہتے ہیں۔اس کی صورت یہ ہوگی کہ مرد عورت دونوں قاضی اور جج کی عدالت میں پیش ہوں گے۔قاضی یا جج کی عدالت میں مرد چار گواہیاں اس طرح دے گا کہ ہر گواہی کے ساتھ قسم اٹھائے کہ میں قسم اٹھا کر اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میری بیوی میں یہ گناہ ہے۔پھر دوبارہ کہے کہ میں قسم اٹھا کر گواہی دیتا ہوں کہ میری بیوی بدکار ہے۔پھر تیسری مرتبہ قسم اٹھا کر کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر

گواہی دیتا ہوں کہ میری بیوی بدکار ہے میری بیوی میں واقعی برائی ہے۔ پھر چوتھی مرتبہ قسم اٹھائے کہ میں قسم اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میری بیوی میں برائی ہے۔ یہ چار شہادتیں ان الفاظ کے ساتھ اور پانچویں میں اس لفظ کے ساتھ ہوگی کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اس کے بعد اگر عورت اپنے عیب کو تسلیم کر لے تو اس کو رجم کر دیا جائے گا کیونکہ شادی شدہ کا یہی حکم ہے۔ لیکن اگر عورت اپنے عیب کو تسلیم نہیں کرتی تو اس کو بھی چار گواہیاں دینا پڑیں گی کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتی ہوں کہ مجھ میں وہ عیب نہیں ہے جو خاوند کہہ رہا ہے۔ پھر دوبارہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتی ہوں کہ مجھ میں وہ عیب نہیں ہے جو خاوند کہہ رہا ہے۔ تیسری دفعہ پھر کہے گی کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتی ہوں کہ میرے خاوند نے مجھ پر جو الزام لگایا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ پھر چوتھی دفعہ گواہی دے گی کہ میں رب تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتی ہوں کہ مجھ میں یہ برائی نہیں ہے۔ اور پانچویں دفعہ کہے گی کہ مجھ پر رب تعالیٰ کا غضب ہو اگر خاوند سچا ہے اور میں جھوٹی ہوں۔ اس کارروائی کے بعد ان کے درمیان خود بخود تفریق ہو جائے گی۔ نہ وہ اس کا خاوند رہا اور نہ وہ اس کی بیوی رہی اس کو شریعت میں لعان کہتے ہیں۔

اب درحقیقت ان میں سے ایک تو جھوٹا ہے یا خاوند جھوٹا ہے یا بیوی جھوٹی ہے۔ تو ان کا معاملہ اب آخرت کی طرف منتقل ہو گیا وہاں فیصلہ ہوگا کہ کون جھوٹا تھا۔ دنیا کی سزا سے خاوند بھی بچ گیا کہ اس کو اسی کوڑوں کی سزا نہیں ملے گی اور دنیا کی سزا سے عورت بھی بچ گئی کہ رجم نہ ہوئی۔ عورت کے پاس جو بچہ ہے اس کے متعلق اگر خاوند کہے کہ وہ میرا ہے اور اس کی نفی نہیں کرتا تو شرعاً بچہ اس کا ہوگا اور اس کی تعلیم و تربیت کا خرچہ اس کے ذمہ ہوگا اور وراثت وغیرہ کے سارے احکام جاری ہوں گے اور اگر خاوند انکار کر دے اور کہے کہ یہ

بچہ میرا نہیں ہے تو اس کی نسبت خاوند سے ختم ہو جائے گی۔ ماں نے چونکہ جنا ہے تو اس کی نسبت ماں کی طرف کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں اَزْوَاجَهُمْ اپنی بیویوں پر وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اور نہیں ہیں ان کے لیے گواہ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ مگر ان کی اپنی جانیں فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ پس گواہی ان میں سے ایک کی اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ چار گواہیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ بے شک وہ البتہ سچ بولنے والوں میں سے ہے کہ بے شک میں جو کہتا ہوں سچ کہتا ہوں وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور پانچویں یہ کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر اگر ہے وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اور دور کر دے گا اس عورت سے بھی سزا کو اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ یہ کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ کہ بے شک وہ خاوند اس کا جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے وَالْخَامِسَةَ اور پانچویں قسم یہ کہ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ بے شک اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اس عورت پر اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر اس کا خاوند سچ کہنے والوں میں سے ہو اور میں جھوٹی ہوں اس کو شریعت میں لعان کہتے ہیں۔ اس کے بعد دنیا کی سزا دونوں سے ٹل جائے گی اور ان میں سے جو جھوٹا ہو گا اس کو آخرت میں سزا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ اور بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے حکمت والا ہے۔ ساتھیو! شریعت نے جو اصول بتائے ہیں اگر انسان

ان اصولوں پر چلے تو اس طرح کی نوبت کبھی بھی واقع نہیں ہوسکتی۔ وہ کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے عورت پردے میں رہے، کوئی آدمی بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں داخل نہ ہو، غیر محرم مرد عورت کا اختلاط نہ ہو، ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو اور خط وکتابت نہ ہو، یہ تمام برائی کی باتیں ہیں اگر ان سے بچا جائے تو تہمت کی نوبت کبھی نہیں آئے گی۔

غزوہ بنوالمصطلق اور واقعہ اِفک :

ہجرت کا پانچویں سال تھا آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنوالمصطلق عرب کا مشہور قبیلہ تھا اور اس کے جوان بڑے لڑنے بھڑنے والے تھے اور ان کا دوسرے قبائل کے ساتھ بھی رابطہ تھا وہ مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس بات کی تحقیق کرو کیونکہ بعض باتیں افواہ ہوتی ہیں اور افواہ پر عمل کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ واقعتاً ان لوگوں کا ارادہ ہے مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا اور انہوں نے تیاری کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم ان کو حملہ نہیں کرنے دیں گے بلکہ ہم خود ان پر حملہ کریں گے۔ آنحضرت ﷺ تقریباً پانچ سو صحابہ کرام ﷺ کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ کچھ عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ آپ ﷺ کی بیویوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ عورتوں کا کام تھا کھانا تیار کرنا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور جو عورتوں کے کام ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی قبیلہ بنوالمصطلق پر غلبہ نصیب ہوا۔ اس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں۔ مریسیع جگہ کا نام ہے۔

واپسی ہوئی تو مجاہدین کا قافلہ رات کے پچھلے پہر میں ایک مقام پر تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ سحری کا وقت تھا آنحضرت ﷺ کے تمام صحابہ ﷺ تہجد گزار تھے اسی لیے آپ ﷺ

فجر کی نماز صبح صادق کے فوراً بعد پڑھا دیتے تھے کیونکہ سب تیار ہوتے تھے۔آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ اب ہم نے نماز پڑھ کر چل پڑنا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ قافلہ روانگی کے بعد دوپہر سے پہلے کسی جگہ نہیں ٹھہرے گا تو میں قضائے حاجت سے فارغ ہو جاؤں تاکہ راستے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بڑی ہمشیرہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے موتیوں کا ایک ہار مانگ کر لے گئیں تھیں گلے میں ڈالنے کے لیے کیونکہ ان کے پاس اپنا ہار نہیں تھا۔عورتوں کو زیور کے ساتھ فطری طور پر پیار ہوتا ہے۔قرآن پاک میں آتا ہے اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ [زخرف:۱۷] ''بھلا وہ جس کو نشو ونما دی جاتی ہے زیور میں اور وہ جھگڑا کرنے میں بھی صاف بات نہیں کر سکتی۔'' قضائے حاجت کے لیے تھوڑا سا دور گئیں اندھیرا تھا اور ریتلا علاقہ تھا سوئے اتفاق کہ ہار کا دھاگا ٹوٹ گیا موتی بکھر گئے ہار قیمتی تھا، دانے تلاش کرتے کرتے دیر ہوگئی۔ جو کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر رکھتے تھے انہوں نے سمجھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کجاوے میں ہیں کیوں کہ ان کا جسم ہلکا پھلکا تھا انہوں نے کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور سفر شروع ہو گیا کسی کے علم میں نہیں تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئی ہیں۔آنحضرت ﷺ بھی ساتھ تھے۔حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم تمام بڑے بزرگ اکٹھے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب آئیں تو قافلہ جا چکا تھا سڑکیں تو ہوتی نہیں تھیں کہ پیچھے چل پڑتیں۔ریتلے علاقے میں ہوا چلے تو قدموں کے نشان بھی مٹ جاتے ہیں۔یہ ان کی دانائی تھی کہ انہوں نے سوچا کہ مجھے راستے کا علم نہیں ہے کدھر جاؤں وہیں لیٹ گئیں کہ یقیناً جب وہ دیکھیں گے کہ میں کجاوے میں نہیں ہوں تو اسی جگہ آئیں گے نوعمری

تھی اس وقت ان کی عمر مبارک تیرہ (۱۳) سال تھی۔صبح کا ٹھنڈا وقت تھا آنکھ لگ گئی۔

آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی تھے حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ ان کو حکم تھا کہ انہیں قافلے سے پیچھے رہنا ہے تاکہ قافلے والوں کی کوئی گری پڑی چیز چادر، جوتا، پگڑی وغیرہ کوئی سامان ہو اُسے اٹھانا ہے۔حضرت صفوان ابن معطل سلمی رضی اللہ عنہ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کپڑے میں لپٹی کوئی چیز پڑی ہے جلدی سے آکر چادر ہٹائی تو اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے انہوں نے ان کو دیکھا ہوا تھا۔پردے کا حکم ۳ھ میں نازل ہوا ہے۔دیکھا تو منہ سے نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بندہ جب بھی کوئی پریشانی کی بات سنے تو اس وقت یہ کلمات کہے۔ایک موقع پر مٹی کا چراغ جل رہا تھا تیز ہوا چلی تو چراغ بجھ گیا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ کوئی اتنی بڑی مصیبت تو نہیں ہے ابھی ہم دوبارہ جلا لیں گی۔آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! ہر وہ چیز جو مسلمان کو تکلیف پہنچائے وہاں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لینا چاہیے۔کیونکہ اچانک چراغ کا بجھ جانا بھی پریشانی کا سبب ہے اس لیے میں نے پڑھا ہے۔

حضرت صفوان ابن معطل سلمیؓ نے یہ پڑھا اور اونٹ بٹھایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں نکیل پکڑی اور چل پڑے دوپہر کے وقت قافلے کے ساتھ جانے اور مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

عبداللہ بن ابی کی منافقت :

عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین بڑا شیطان قسم کا آدمی تھا وہ ایسی باتوں کی تلاش میں رہتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف کوئی بات مل جائے تاکہ وہ اسے بطور ہتھیار ان

کے خلاف استعمال کر سکے۔اس کو موقع مل گیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس شخص کے تعلقات اچھے نہیں اور اتنا زور دار پروپیگنڈہ کیا کہ تین مخلص صحابی بھی اس کے پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے۔مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ اور آنحضرت ﷺ کی سالی اور پھوپھی زاد بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا۔کہنے لگے نوعمری ہے ایسا گناہ ہو سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے گلیوں میں یہ باتیں ہو رہی ہیں، بازاروں میں ہو رہی ہیں، اپنے بے گانے کر رہے ہیں، عجیب قسم کا منظر ہے۔پورا ایک مہینہ گزر گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن آنحضرت ﷺ میرے پاس بیٹھے تھے فرمایا عائشہ! اگر آپ سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو خدا سے معافی مانگ لو، توبہ کر لو۔فرماتی ہیں جب آپ ﷺ نے فرمایا تو میرے ہوش و حواس اڑ گئے۔میں نے کہا آپ بھی یقین کرتے ہیں کہ واقعی کوئی ایسی بات ہوئی ہے۔میں رو پڑی اور کہا کہ مجھ میں تو ایسا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ میری صفائی دے گا۔خیال تھا کہ خواب کے ذریعے میری صفائی بیان کر دی جائے گی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر میری صفائی دی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ سے لے کر لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ تک اٹھارہ آیتیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ بے شک وہ لوگ جو بہتان لائے ہیں عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ وہ ایک گروہ ہے تم میں سے۔منافق تو سارے تھے تین مخلص بھی شکار ہو گئے لَا تَحْسَبُوْہُ نہ خیال کرو تم اس بہتان کو شَرًّا لَّکُمْ اپنے لیے برا بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے کہ تمہاری صفائی قرآن میں بیان

ہوئی ہے جو قیامت تک پڑھی جائے گی۔فرمایا لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ ہر آدمی کے لیے ان بہتان تراشوں میں سے مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وہ ہے جو کمایا اس نے گناہ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ اور وہ شخص جس نے سرپرستی کی ہے اس بہتان کے بڑے حصے کی مِنْهُمْ ان میں سے عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اس کے لیے بڑا عذاب ہے کہ وہ اس سلسلے کا ــــ ہے اور وہی اس کی نشر و اشاعت کرنے والا ہے اور لوگوں کو آمادہ کرنے والا ہے کہ اس کو خوب پھیلاؤ لہٰذا اس کو بڑا عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ کیوں نہ ہوا جب تم نے یہ بہتان سنا تھا ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ گمان کرتے مومن مرد اور مومن عورتیں بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا۔ اپنی جانوں کے بارے میں بھلائی کا وَّقَالُوْا اور وہ کہتے هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ یہ بہتان ہے کھلا لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ کیوں نہ لائے وہ اس پر بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ چار گواہ اپنے دعوے کے ثبوت پر۔ چار گواہ کیوں نہ لائے کہ زنا کے الزام کو ثابت کرنے کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے جو چشم دید گواہی دیں فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ پس جب وہ نہیں لا سکے گواہ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ پس یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹے ہیں اور ان کا الزام صریح بہتان ہے۔ان کی یہ سزا پائیں گے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ
اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ
بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ
اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ
نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ
اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ
الْاٰيٰتِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ
الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۗ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ
رَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل عَلَيْكُمْ تم پر
وَرَحْمَتُهٗ اور اس کی رحمت فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا اور آخرت میں
لَمَسَّكُمْ البتہ پہنچتا تمہیں فِيْ مَا اس کے بدلے میں اَفَضْتُمْ فِيْهِ جس میں تم
مصروف ہوئے عَذَابٌ عَظِيْمٌ بڑا عذاب اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ جس وقت تم لے رہے
تھے اس افک کو بِاَلْسِنَتِكُمْ اپنی زبانوں کے ساتھ وَتَقُوْلُوْنَ اور تم کہتے
تھے بِاَفْوَاهِكُمْ اپنے مونہوں کے ساتھ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وہ جس کا تمہیں

علم نہیں تھا وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا اور تم اس کو خیال کرتے تھے ہلکی بات وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ اور کیوں نہ ہوا جب تم نے اس کو سنا قُلْتُمْ تم کہہ دیتے مَّا يَكُوْنُ لَنَآ کوئی حق نہیں ہمیں اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا کہ ہم کلام کریں اس بہتان کے بارے میں سُبْحٰنَكَ آپ کی ذات پاک ہے هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ یہ بہتان ہے بہت بڑا يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے اَنْ تَعُوْدُوْا یہ کہ تم لوٹو لِمِثْلِهٖ اس کی مثل کی طرف اَبَدًا کبھی بھی اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم مومن وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اور بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ يُحِبُّوْنَ جو پسند کرتے ہیں اَنْ اس کو تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ کہ پھیل جائے بے حیائی فِي الَّذِيْنَ ان لوگوں میں اٰمَنُوْا جو ایمان لائے ہیں لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان لوگوں کے لیے عذاب ہوگا دردناک فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا اور آخرت میں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم نہیں جانتے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر وَرَحْمَتُهٗ اور اس کی رحمت وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ اور بے شک اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے رَّحِيْمٌ مہربان ہے۔

ربطِ آیات :

کل کے درس میں بقدرِ ضرورت تھوڑی سی تفصیل بیان ہوئی تھی کہ ہجرت کے پانچویں سال آنحضرت ﷺ کو قبیلہ بنو المصطلق کے ساتھ جہاد کی ضرورت پیش آئی۔ اس جہاد میں آپ کے ساتھ کم وبیش پانچ سو مجاہد اور چند بیبیاں بھی تھیں اور ازواجِ مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ اس سفر میں دو اہم واقعات پیش آئے۔ ایک جاتے ہوئے اور ایک آتے ہوئے۔

تیمّم کا حکم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا امت پر احسان :

جاتے ہوئے یہ صورت پیش آئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی بڑی ہمشیرہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک موتیوں کا ہار مانگ کر لائی تھیں۔ کیونکہ ان کے پاس زیور کوئی نہیں تھا۔ وہ ہار قیمتی موتیوں کا تھا۔ جاتے ہوئے مجاہدین ایک جگہ ٹھہرے۔ ناتجربہ کاری اور بچپن کی بنا پر دھیان نہ کر سکیں اور وہ ہار گم ہو گیا۔ کیونکہ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر صرف تیرہ سال تھی فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ "پس آنحضرت ﷺ اس کی تلاش کے لیے ٹھہر گئے اور دوسرے لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہر گئے۔" آپ ﷺ نے بھی اس ہار کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی پوری کوشش کی مگر ہار نہ ملا۔ آنحضرت ﷺ تھکے ہوئے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران مبارک پر سر مبارک رکھا سو گئے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ اور کسی کے پاس پانی نہیں تھا اور وہاں اردگرد بھی پانی نہیں تھا لوگ پریشان ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے شکوہ کیا کہ دیکھو! تمہاری صاحبزادی نے قوم کو مصیبت میں ڈال دیا ہے نماز کا وقت ہو گیا ہے اور کسی

کے پاس پانی نہیں ہے اور یہاں بھی پانی نہیں ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابا جی آئے اور مجھے دو چوکے مارے کہ ساری قوم کو تو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ مجھے بڑی تکلیف ہوئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں مر جاؤں گی لیکن میں نے حرکت نہیں کی کہ آنحضرت ﷺ کی نیند میں خلل نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرما کر یہ مسئلہ حل فرما دیا کہ اگر پانی نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔ پھر لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مبارک دینے آئے کہ تمہاری بچی کی وجہ سے امت کے لیے بڑی سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے یہاں ڈیرا تو نہیں لگانا، جانا بھی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ [نسائی] ''پس جب ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمیں اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔'' اور بخاری شریف جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 38 پر یہ روایت موجود ہے۔

اب آپ حضرات ایک بات سمجھ لیں۔ آج اہل بدعت کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہر چیز کو قریب دور سے دیکھتے ہیں اور ولی بھی سب کچھ دیکھتے ہیں۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهٖ ''آنحضرت ﷺ نے بھی اس ہار کو ڈھونڈا وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ اور لوگوں نے بھی ڈھونڈا۔'' اور ہر ایک ان میں سے ولی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑا کوئی ولی نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ہیں، حضرت عمر فاروق ہیں، حضرت عثمان غنی ہیں، حضرت علی حیدر کرار ہیں رضی اللہ عنہم۔ یہ سب اولیاء کے سردار ہیں۔ سب نے تلاش کیا مگر ہار نہ ملا۔ اونٹ اٹھایا تو ہار اس کے نیچے پڑا تھا۔ یہ ہجرت کے پانچویں سال کا واقعہ ہے۔ ہم کیسے مان لیں کہ تمام چیزیں ہر وقت آپ ﷺ کی نگاہ میں ہیں۔ یہ

صفت صرف رب تعالیٰ کی ہے کہ وہ ہر وقت ہر شے کو دیکھ رہا ہے۔ تو جاتے ہوئے یہ واقعہ پیش آیا۔ اور واپسی پر جو واقعہ پیش آیا وہ کل تم سن چکے ہو کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے گئی ہوئی تھیں قافلہ روانہ ہو گیا یہ واپس آ کر وہیں لیٹ گئیں۔ حضرت صفوان ابن معطل سلمی ثم المرادی رضی اللہ عنہ جن کی ڈیوٹی تھی کہ قافلے کی گری پڑی چیز اٹھا کر لائیں۔ جب یہاں پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، یہ اٹھ گئیں، اونٹ پر بٹھایا اور دوپہر کے وقت قافلے سے آ کر مل گئے۔

عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کے ہاتھ بات لگ گئی۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ اس نے کہا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس شخص کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں ہیں اور اتنا زور دار پروپیگنڈہ کیا کہ تین مخلص صحابی بھی اس کا شکار ہو گئے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیات قرآن پاک کی نازل فرمائیں۔ کچھ تو آپ حضرات کل سن چکے ہو اور کچھ آج سن لو۔

آیات مذکورہ کی تشریح :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر وَرَحْمَتُهٗ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا اور آخرت میں لَمَسَّكُمْ البتہ پہنچتا تمہیں فِيْ مَآ اس چیز کے مقابلے میں اَفَضْتُمْ فِيْهِ جس میں تم مصروف ہو جس کا تم چرچا کر رہے ہو اس کی وجہ سے تم کو پہنچتا عَذَابٌ عَظِيْمٌ بہت بڑا عذاب یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو تم نے بہتان گھڑا ہے اس کی وجہ سے تم پر دنیا اور آخرت میں عذاب نازل ہوتا اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی مہربانی نہ ہوتی اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ جس وقت تم لے دے رہے تھے اس بہتان کو اپنی زبانوں کے

ساتھ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ اورتم کہتے تھے اپنے مونہوں کے ساتھ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وہ جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ یعنی ایک دوسرے سے پوچھتے تھے بھئی! بڑے افسوس کی بات ہے مجھے تو بڑا صدمہ ہوا ہے تم نے یہ بات سنی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فلاں شخص کے ساتھ تعلقات تھے۔ وہ اس سے پوچھتا، وہ اس سے پوچھتا، فرمایا تم مونہوں سے وہ بات کر رہے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا اورتم اس کو آسان اور ہلکی بات سمجھ رہے تھے وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی بات تھی کہ جس پر تم الزام لگا رہے تھے۔

مقامِ عائشہ :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا بڑا مقام ہے کتنا بلند مقام ہے۔ پھر وہ بیٹی کس کی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جو تمام پیغمبروں کے بعد تمام مخلوقات میں پہلے نمبر کے آدمی ہیں۔ پھر وہ بیوی کس کی ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی جو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں اونچی شان والے ہیں تم نے کچھ بھی خیال نہیں کیا تم نے اس بات کو ہلکا سمجھا ہے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ اور کیوں نہ ہوا جب تم نے یہ بات سنی قُلْتُمْ فوراً کہہ دیتے مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا کوئی حق نہیں ہمیں کہ ہم کلام کریں اس بہتان کے بارے میں، کوئی لفظ زبان سے نکالیں۔ تمہارا فریضہ تھا کہہ دیتے سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے تمام عیوب سے یہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت کی گئی ہے بڑا بہتان ہے يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ لوٹو تم اس بات کی مثل کی طرف کبھی بھی اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو تو پھر کبھی بھی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا۔

رافضیوں کا عقیدہ اور حضرت مہدی علیہ السلام :

لیکن بد بخت قوم رافضی آج بھی باز نہیں آتے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کے متعلق زبان درازی کرتے ہیں۔ خمینی نے اپنی کتابوں میں اس پر بڑا زور لگایا ہے اور ملا باقر کی کتابیں پڑھو جوان کا بڑا محقق، عالم اور مجتہد اعظم ہے۔ خمینی نے اپنی قوم کو ترغیب دی ہے کہ ملا باقر مجلسی کی کتابوں کو تم ضرور پڑھو غور کے ساتھ اور ان پر یقین رکھو۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی کی کتاب ہے ''حق الیقین'' اس میں وہ لکھتا ہے کہ جب مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔ یہ ظاہر ہونے والا نظریہ رافضیوں کا ہے۔

اور یہ بات یاد رکھنا! کہ ہمارے نزدیک تو مہدی علیہ السلام پیدا ہوں گے مدینہ طیبہ میں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام محمد ہوگا والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ اور رافضیوں کے نزدیک ۲۵۵ھ میں ایک غار کے اندر جا کے چھپ گئے تھے وہ غار بغداد سے ساٹھ میل دور ہے اس کا نام ہے سُرّ من رأی۔ رافضی کہتے ہیں کہ وہ قرآن لے کر اس غار میں چھپے ہوئے ہیں۔ تو ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ جب وہ ظاہر ہوں گے تو ان کا پہلا کام یہ ہوگا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری دیں گے آنحضرت ﷺ کی قبر پھٹے گی اور آپ ﷺ امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ دوسرا کام ان کا یہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی قبر کے پاس جو دو بت ہیں ان بتوں کو قبروں سے نکال کر دور پھینک دیں گے۔ ایک بت ابو بکر اور دوسرا بت عمر رضی اللہ عنہما معاذ اللہ تعالیٰ۔ اور وہ تیسرا کام یہ کریں گے کہ جنت البقیع کے قبرستان جا کر عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس جا کر کھڑے ہوں گے قبر پھٹے گی ان کو قبر سے نکال کر حد جاری کریں گے اور چوتھا کام ان کا یہ ہوگا کہ سنیوں یعنی اہل سنت والجماعت کے علماء کو قتل کریں گے اور ان کا پانچواں کام یہ ہوگا

کہ عام سنیوں کو قتل کریں گے۔ یہ ہے اس مہدی کا نقشہ جو غار میں چھپا ہوا ہے۔ آج ساری دنیا حقوق، حقوق، حقوق کا پروپیگنڈہ کرتی ہے۔ تہران میں پانچ لاکھ سنی آباد ہیں لیکن اہل سنت کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔ ہندوؤں کے مندر ہیں، سکھوں کے گردوارے ہیں، آتش پرستوں کے آتش کدے ہیں یہودیوں کے معبد خانے ہیں، عیسائیوں کے گرجے ہیں لیکن سنیوں کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔ آج کل اخبارات میں تم نے پڑھا ہوگا احتجاج ہوا تھا کہ خامنائی کے گھر کے پاس ایک مسجد تھی اہل سنت والجماعت کی وہ بھی انہوں نے گرادی اور اس وقت حکومت میں جتنے ہیں بے نظیر سے لے کر تمام اہم عہدوں پر یہی رافضی فائز ہیں۔ اور یہاں اگر علماء کوئی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ فرقہ واریت ہے۔ بھئی! اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا کہ پانچ لاکھ کی آبادی کے پاس ایک بھی مسجد نہیں ہے اور ساری دنیا میں حقوق حقوق کی رٹ لگاتے پھرتے ہو۔ اہل سنت پر جتنا ظلم ایران میں ہوا ہے شاید دنیا میں کسی اور جگہ نہ ہوا ہو۔ تو خیر امام مہدی علیہ السلام کا انہوں نے یہ نقشہ کھینچا ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر سے نکال کر ان پر حد جاری کریں گے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بچھتے والا کا ایک واقعہ :

پاکستان بننے سے پہلے کا واقعہ ہے غالباً ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۹ء کی بات ہے بچھتے والا میں ایک جلسہ تھا ساتھیوں نے مجھے اس کا صدر بنا دیا قاضی نور محمد صاحب "قلعہ دیدار سنگھ کے رہنے والے تھے۔ ہمارے پیر بھائی اور بڑے محقق علماء میں سے تھے، ان کی تقریر تھی۔ انہوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کچھ فضائل بیان فرمائے اور یہ بھی بیان فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں، پاک دامن ہیں، اس واقعہ کے پانچ

سال بعد بھی آپ ﷺ کے نکاح میں رہی ہیں معاذ اللہ تعالیٰ اگر ان میں کوئی ایسی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا معصوم پیغمبر ایسی بیوی کو گھر میں نہ رکھتا۔ وہاں کے رافضیوں نے کہا کہ گھروں میں تو چوہیاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ ان کا جواب تھا معاذ اللہ تعالیٰ۔

شیعہ مسلمان نہیں ہیں :

یاد رکھنا! شیعہ مسلمان نہیں ہیں رافضی مسلمان نہیں ہیں۔ یہ آج کل اپنے آپ کو جعفری کہتے ہیں جعفری کے لفظ سے دھوکا نہ کھانا یہ کافر ہیں۔ ہمارے سامنے ساری باتیں مانیں گے تقیہ کے طور پر کہیں گے ہم مسلمان ہیں کلمہ پڑھتے ہیں قرآن بھی۔ یہ سب کچھ ہے ظاہر میں اندر کچھ نہیں ہے۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتے ہیں کہ تم ایسی بات کرو کبھی بھی اگر تم مومن ہو وَیُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ اور بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ جو پسند کرتے ہیں کہ شائع ہو، مشہور ہو، پھیلے بے حیائی فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں میں جو مومن ہیں کہ ان مومنوں کے بارے میں بے حیائی کی باتوں کی نشر و اشاعت ہو لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ان کے لیے عذاب ہے دردناک دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اسی اسی کوڑے سب کو لگائے گئے جو حد ہے قذف کی چاہے مخلص تھے یا غیر مخلص تھے اور آخرت کی سزا علیحدہ ہے وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر وَرَحْمَتُہٗ اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یہ حقیقت تمہارے

سامنے بیان نہ کرتا وَاَنَّ اللّٰہَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اور بے شک اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے مہربان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۪ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے لوگوں جو ایمان لائے ہو لَا تَتَّبِعُوْا نہ پیروی کرو تم خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ شیطان کے نقش قدم کی وَمَنْ اور وہ شخص يَّتَّبِعْ جس نے پیروی کی خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ شیطان کے نقش قدم کی فَاِنَّهٗ پس بے شک وہ شیطان يَاْمُرُ حکم کرتا ہے بِالْفَحْشَآءِ بے حیائی کا وَالْمُنْكَرِ اور برائی کا وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ تعالیٰ کا تم پر وَرَحْمَتُهٗ اور اس کی رحمت مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ نہ پاک ہوتا تم میں

سے کوئی بھی اَبَدًا کبھی وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ اور لیکن اللہ تعالیٰ یُزَکِّیْ پاک کرتا ہے مَنْ یَّشَآءُ جس کو چاہے وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا عَلِیْمٌ جاننے والا ہے وَلَا یَاْتَلِ اور قسم نہ اٹھائیں اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ فضیلت والے تم میں سے وَالسَّعَةِ اور مالی وسعت والے اَنْ یہ کہ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰى دیں وہ قریبی رشتہ داروں کو وَالْمَسٰكِیْنَ اور مسکینوں کو وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور ان لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَلْیَعْفُوْا اور ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں وَلْیَصْفَحُوْا اور چاہیے کہ درگزر کریں اَلَا تُحِبُّوْنَ کیا تم پسند نہیں کرتے اَنْ اس بات کو یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ کہ اللہ تعالیٰ بخش دے تمہیں وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ یَرْمُوْنَ تہمت لگاتے ہیں الْمُحْصَنٰتِ پاک دامن عورتوں پر الْغٰفِلٰتِ جو گناہوں سے غافل ہیں الْمُؤْمِنٰتِ جو مومن ہیں لُعِنُوْا ایسے لوگوں پر لعنت کی گئی فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا اور آخرت میں وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ان کے لیے بڑا عذاب ہے یَّوْمَ اس دن تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ گواہی دیں گی ان کے خلاف اَلْسِنَتُهُمْ ان کی زبانیں وَاَیْدِیْهِمْ اور ان کے ہاتھ وَاَرْجُلُهُمْ اور ان کے پاؤں بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اس کے بارے میں جو وہ کرتے رہے یَوْمَئِذٍ اس دن یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ پورا پورا دے گا ان کو اللہ تعالیٰ دِیْنَهُمُ ان کا بدلہ

الْحَقَّ جوحق ہے وَ یَعْلَمُوْنَ اوروہ جان لیں گے اَنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ وہ سچا ہے حق کوکھول کر بیان کرنے والا۔

گزشتہ آیات کا خلاصہ :

اگرچہ تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ بیان ہو چکا ہے لیکن ان آیات کو سمجھانے کے لیے میں اس کا پھر خلاصہ عرض کر دیتا ہوں۔ ۵ھ میں آپ کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنوالمصطلق جو مریسیع کے علاقہ میں آباد ہے مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے العیاذ باللہ مسلمانوں کا صفایا کرنا چاہتا ہے۔ تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی ان لوگوں کا ارادہ ہے اور تیاری میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم ان کو حملہ کرنے کی مہلت کیوں دیں کہ وہ ہمارے گھروں میں آکر حملہ آور ہوں بلکہ ہم ان پر حملہ کریں گے۔ تقریباً پانچ سو مجاہدین کو لے کر آپ ان کے مقابلے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں اور ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا اونٹ پر جو کجاوہ ہوتا ہے اس میں بیٹھ جاتی تھیں اور کجاوہ اٹھا کر رکھنے والے اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قبیلہ بنوالمصطلق پر غلبہ عطا فرمایا۔

واپسی کے سفر میں مجاہدین کا قافلہ رات کے پچھلے حصے میں ایک مقام پر تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ علی الصبح روانگی کا پروگرام تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ قافلہ چلنے کے بعد دوپہر سے پہلے تو نہیں رکے گا میں اپنی ضرورت سے فارغ ہو جاؤں تاکہ راستے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ جب قضائے حاجت کے لیے گئیں تو وہ موتیوں والا ہار جو اپنی بڑی ہمشیرہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریتاً لے کر گئی تھیں۔ اس کا دھاگا ٹوٹ گیا موتی بکھر گئے ہر یتلی زمین اور اندھیرا تھا کوئی تمیز نہ تھی کہ موتی ہے یا ریت کا دانہ ہے تلاش کرنے میں دیر

ہو گئی قافلہ چل پڑا۔ کجاوہ رکھنے والوں نے کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ خیال تھا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کجاوے میں ہیں لیکن وہ کجاوہ وزنی تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جسم ہلکا پھلکا تھا عمر تیرہ سال تھی ان کو وہم بھی نہ ہوا کہ اندر نہیں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس آئیں دیکھا تو قافلہ جا چکا تھا سڑکیں نہیں تھیں کہ سڑک پر چل پڑتیں ریتلا علاقہ تھا صبح کو جب ہوا چلتی ہے تو قدموں کے نشانات بھی مٹا دیتی ہے۔ انہوں نے عقلمندی کی وہیں بیٹھ گئیں کہ جب مجھے نہیں پائیں گے تو واپس یہیں آئیں گے میں کدھر جاؤں۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا تھی نیند آ گئی۔

حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ جن کی ڈیوٹی تھی کہ قافلے سے پیچھے پیچھے رہیں۔ قافلے کی گری پڑی چیز کا اٹھانا ان کی ذمہ داری تھی۔ وہ جب یہاں پہنچے تو دیکھا کہ کوئی آدمی لیٹا ہوا ہے چادر کھینچی تو دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ پردے کے حکم سے پہلے ان کو دیکھا ہوا تھا کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر بٹھایا اور دوپہر کے وقت قافلے کے ساتھ جا ملے۔ مدینہ طیبہ پہنچے تو عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کو یہ بات مل گئی اس نے خوب پروپیگنڈہ کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس شخص کے ساتھ غلط تعلقات ہیں۔ آنحضرت ﷺ ایک مہینہ پریشان رہے۔ وحی کوئی نہ آئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ تو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بری فرما دیں گے مگر یہ بات ان کے وہم میں بھی نہ تھی کہ ان کی صفائی میں قرآن کریم نازل ہوگا۔ یہ خیال تھا کہ خواب کے ذریعے یا جبرائیل علیہ السلام آ کر صفائی بیان کر دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی صفائی میں اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔ آج کی آیات بھی اسی سلسلے میں ہیں۔

مذکورہ آیات کی تشریح :

پہلے اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو تنبیہ فرمائی کہ تم نے یہ طوفان کیوں برپا کیا؟ اب مومنوں کو تنبیہ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ نہ پیروی کرو تم شیطان کے نقش قدم کی وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور جس نے پیروی کی شیطان کے قدموں کی فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ پس بے شک وہ شیطان حکم کرتا ہے بے حیائی کا وَالْمُنْكَرِ اور برائی کا۔شیطان نے اچھی بات تو نہیں کرنی تم شیطان کے کہنے پر کیوں آئے؟ کیونکہ تین مخلص صحابی بھی اس پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے تھے۔آپ ﷺ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ،آپ کی سالی اور پھوپھی زاد بہن حمنہ بنت جحشؓ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہم یہ مہاجر بھی تھے اور بدری بھی تھے۔فرمایا یاد رکھو! وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر وَرَحْمَتُهٗ اور اس کی رحمت مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا نہ پاک صاف ہوتا تم میں سے کوئی کبھی بھی۔نہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صفائی نازل ہوتی نہ کسی دوسرے کی وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ لیکن اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

بخاری شریف میں روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں آنحضرت ﷺ بڑے پریشان تھے اور مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ میرے بارے میں کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ایک دن میری والدہ اُمّ رومان ان کی کنیت تھی اور زینب ان کا نام تھا رضی اللہ عنہا، یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سگی والدہ تھیں، میرے پاس آئیں اور انہوں نے اس واقعہ کی طرف کچھ اشارہ کیا۔میں نے کہا کہ اباجی کو بھی اس بات کا علم ہے کہ لوگ میرے اوپر

تہمت لگاتے ہیں۔ والدہ تھوڑا سا روئیں اور کہا کہ ہاں آپ کے والد کو بھی علم ہے اور مدینہ طیبہ کے درودیوار کو بھی پتا ہے۔ میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو بھی خبر ہے کہ لوگوں نے مجھ پر ایسا بہتان باندھا ہے؟ والدہ نے کہا ہاں! تو پھر میں رو پڑی۔

پھر فرماتی ہیں کہ میں اپنی دادی جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، کے ساتھ باہر گئی۔ نیم چاندنی رات تھی میری دادی نیم اندھیرے میں گر پڑی اور کہا ناس ہو مسطح بن اثاثہ کا، رب کرے مسطح مر جائے۔ فرماتی ہیں میں نے کہا دادی جی! گری تم خود ہو اور بددعا دیتی ہو مسطح کو، اس کا کیا قصور ہے۔ مجھے دادی کہنے لگی یہ لوگ منحوس ہیں جنہوں نے آپ پر تہمت لگائی ہے میرا بیٹا بھی ان تہمت لگانے والوں میں شامل ہے۔ میں نے کہا دادی جی! کیا کہہ رہی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں کہہ رہی ہوں کہ میرا بیٹا بھی ان تہمت لگانے والوں میں شامل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا ماہانہ وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا جب ان کو اطلاع ملی کہ میری پاک دامن بیٹی پر تہمت لگانے والوں میں مسطح بھی شامل ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ میں آئندہ مسطح بن اثاثہ پر کچھ نہیں خرچ کروں گا اور غیرت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ان کو خرچہ بند کر دینا چاہیے تھا کہ اس کو اتنا بھی خیال نہ آیا کہ میں کس پر تہمت لگانے والوں میں شامل ہو رہا ہوں۔ جو بیٹی ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جن کے گھر سے میں کھاتا پیتا ہوں اور وہ بیوی ہیں کائنات کے سردار کی اور خود حضور پاک ﷺ کا بھی خیال نہ آیا۔

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ بند کرنے پر اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ اور قسم نہ اٹھائیں تم میں سے فضیلت والے اور مالی وسعت والے۔ جو فضیلت رکھتے ہیں اور مالی گنجائش رکھتے ہیں یہ قسم نہ اٹھائیں

اَنْ یہ کہ یُؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی کہ وہ نہیں دیں گے قریبی رشتہ داروں کو وَالْمَسٰکِیْنَ اور مسکینوں کو وَالْمُھٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور ان لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔ قرآن کریم کی اس نص سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ اولوا الفضل فضیلت والوں میں سے ہیں وَلْیَعْفُوْا اور ان کو چاہیے کہ وہ معاف کردیں وَلْیَصْفَحُوْا اور ان کو چاہیے کہ وہ درگزر کریں اَلَا تُحِبُّوْنَ کیا تم نہیں پسند کرتے اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ یہ کہ معاف کردے اللہ تعالیٰ تمہیں۔ اگر تم بندے ہوکر کسی کی غلطی معاف نہیں کرو گے تو رب تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ تمہاری غلطی کیوں معاف کرے گا؟ اگر تم نرمی کرو گے تو رب تعالیٰ بھی معاف کردے گا اگر تم سختی کرو گے تو رب تعالیٰ کی گرفت میں آجاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک واقعہ :

بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک بڑا مال دار آدمی تھا اور عموماً مال کی خاصیت ہے کہ یہ جب کسی کے پاس آجاتا ہے وہ انسان اللہ تعالیٰ سے، دین سے، آخرت سے غافل ہوجاتا ہے۔ اسی لیے رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ [شوریٰ: ۲۷] "اور اگر اللہ تعالیٰ کشادہ کردے رزق اپنے بندوں کا تو البتہ وہ سرکشی کریں زمین میں۔" لیکن وہ ایک اندازے سے دیتا ہے جو اس کی حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ تو ایک بڑا مال دار آدمی تھا۔ اس کے بہت سے ملازم تھے، کئی دکانیں تھیں، بڑا وسیع کاروبار تھا وہ فوت ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بندے! کوئی نیکی پیش کرو کہ تمہاری بخشش ہوجائے۔ اس نے گردن جھکادی اور رب تعالیٰ کے سامنے اقرار کیا کہ میرے پاس اے پروردگار! کوئی نیکی نہیں ہے اگر ہوتی میں پیش کرتا۔ رب تعالیٰ نے

فرمایا سوچو شاید کوئی نیکی ہو جس کی وجہ سے میں تجھے معاف کر دوں۔ اس نے کہا اے پروردگار! مجھے ایک نیکی یاد ہے کہ میں نے اپنے ملازموں کو کہا ہوا تھا جو آدمی تمہارے پاس سودا لینے کے لیے آئے تو دے دینا۔ نقد بھی دے دینا، ادھار بھی دے دینا۔ اگر کسی غریب آدمی کے پاس پیسے نہ ہوں مفت میں دے دینا۔ بس اتنی نیکی مجھے یاد ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ تم بندے ہو کر معاف کر سکتے ہو میں تو قادر مطلق ہوں میں کیوں نہ معاف کروں۔ جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ رب تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔

بخاری شریف میں روایت ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بَلٰی نُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَنَا ''کیوں نہیں ہم پسند کرتے ہیں کہ رب تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے۔'' چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ جاری فرما دیا۔ صرف جاری ہی نہیں فرمایا بلکہ پہلے سے دگنا کر دیا۔ مثلاً پہلے سو دیتے تھے اور اب دو سو کر دیا۔ کیونکہ وہ غریب تھے رب تعالیٰ نے ان کو مسکین فرمایا ہے والمسکین. اور ہجرت بھی کر کے آئے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کپڑے کا کام کرتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حیرت انگیز حالات :

تاریخ بتلاتی ہے مدینہ طیبہ سے چند میل کے فاصلے پر 'سنا' کے مقام پر کھڈیاں لگائی ہوئی تھیں جن پر کاریگر کام کرتے تھے بُنے ہوئے لے آتے اور پھیری لگا کر بیچتے تھے دکان نہیں تھی۔ دن کے کچھ حصے میں وہ تھان بک جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے برکت دی تھی۔ اس سے گھر کا خرچہ بھی چلتا تھا اور غریبوں مسکینوں کے ساتھ ہمدردی بھی کرتے تھے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ الرسول منتخب کیا گیا تو پانچ نمازیں بھی پڑھانی تھیں، لوگوں

کے مقدمات بھی نمٹانے تھے، جمعہ، عیدین بھی پڑھانی تھیں۔ سارا وقت ادھر گزر جاتا کئی دنوں تک پھیری نہ لگا سکے گھر میں فاقے شروع ہو گئے تو ایک دن اہل خانہ نے کہا کہ ہم تو فاقے سے ہیں۔ ایک دن مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کے بعد فرمایا کہ کوئی ساتھی جائے نہ، میری بات سن کے جانا۔ سب ساتھی بیٹھے رہے۔ فرمایا تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میری روزی کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ میں پھیری لگا کر گھر کے افراد کی روزی مہیا کرتا تھا اب میرے پاس پھیری لگانے کا وقت نہیں ہے۔ آخر میں انسان ہوں اور میرے بیوی بچے بھی ہیں رب تعالیٰ نے پیٹ لگایا ہے سیدھی سادھی بات یہ ہے کہ یا تو خلافت کی ذمہ داری کسی اور کو دے دو جو غنی اور مال دار ہو یا پھر میرا وظیفہ مقرر کر دو بیت المال سے تاکہ میں اپنا کام جاری رکھوں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ اہل شوریٰ نے کہا کہ آپ نے بجا فرمایا ہے اور ہمارے علم میں ہے اب آپ اپنا کام نہیں کر سکتے۔ چنانچہ پچیس درہم ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا جس سے گزر اوقات ہوتی رہی۔

وفات کے وقت بخاری شریف کی روایت کے مطابق آپؓ کے پاس دو چادریں تھیں۔ عرب کے علاقے میں اس وقت بھی اور اب بھی گرمی زیادہ ہوتی ہے مگر اب سہولتیں بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت ایک چادر نیچے ہوتی تھی جس کو ازار کہتے تھے اور ایک اوپر ہوتی تھی جس کو رِدا کہتے تھے۔ کرتہ وغیرہ گرمی میں بہت کم استعمال کرتے تھے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیٹی آنحضرت ﷺ کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ فرمایا ابا جی! سوموار والے دن۔ بیٹی! آج کون سا دن ہے؟ ابا جی! آج بھی سوموار ہی ہے۔ فرمایا میں آج جانے والا ہوں۔ بیٹی! یہ جو دو چادریں ہیں ان کو دھو لینا اور ایک اور چادر مہیا کر لینا اور مجھے ان تین چادروں میں کفنا

دینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابا جی! بیماریوں سے موت نہیں آتی موت اپنے وقت پر آتی ہے اور اگر موت کا وقت آ گیا تو ہم آپ کے لیے تین نئی چادریں لے لیں گے۔ فرمایا نہیں انہی دو چادروں کو دھونا ہے اور ایک اور چادر مہیا کرنی ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے گھر میں تین نئی چادروں کی توفیق نہیں ہے اور مرتے وقت میں بیت المال پر اپنے کفن کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ یہ ہیں خلیفہ راشد۔ خلافت راشدہ بڑی چیز ہے۔ اور آج صدر اور وزیروں کے گھپلے دیکھو، مشیروں کے گھپلے دیکھو۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فضیلت والے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینے سے نہ رکیں اور اس پر قسم نہ اٹھائیں معاف کر دیں اور درگزر کر دیں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور معاف کر دے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر الْغٰفِلٰتِ جو گناہوں سے غافل ہیں۔ جن کی طرف گناہ کی نسبت کی گئی ہے ان بے چاریوں کو پتا ہی نہیں کہ گناہ کب ہوا کس نے کیا؟ الْمُؤْمِنٰتِ مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ایسے لوگوں پر لعنت کی گئی دنیا اور آخرت میں۔ دنیا میں لعنت ایسے کہ ان کو اسّی کوڑے لگے اور آخرت کا عذاب علیحدہ ہوگا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔ کس دن ہوگا؟ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ جس دن گواہی دیں گی ان کے خلاف ان کی زبانیں۔ وَاَيْدِيْهِمْ اور ان کے ہاتھ گواہی دیں گے وَاَرْجُلُهُمْ اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس کے بارے میں جو وہ کرتے رہے۔

یہاں اجمال ہے۔ دوسرے مقام پر آتا ہے کہ رب تعالیٰ مجرموں سے پوچھیں گے

کہ تم نے گناہ کیا ہے تو وہ پہلے جھوٹ بولیں گے اور کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ [الانعام: ۲۳] ''قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے ہمارے رب ہم نے شرک نہیں کیا۔'' پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دیں گے ہاتھ پاؤں بول کر گواہی دیں گے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [یٰسین: ۶۵] ''ہم مہر لگا دیں گے ان کے مونہوں پر اور کلام کریں گے ہمارے ساتھ ہمارے سامنے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے۔'' ہاتھ پاؤں بولیں گے، چمڑے بولیں گے اس کے بعد پھر زبان بھی بولے گی۔ اس دن عذاب ہوگا۔ يَوْمَئِذٍ اس دن يُوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ پورا پورا دے گا ان کو اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ الْحَقَّ جو سچا ہے وَ يَعْلَمُوْنَ اور وہ جان لیں گے اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ بے شک اللہ تعالیٰ سچا ہے حق کھول کر بیان کرنے والا ہے۔ سب حقیقتیں کھول کر رکھ دے گا۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ
وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ
حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ
لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ
مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ
اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

اَلْخَبِيْثٰتُ گندی عورتیں لِلْخَبِيْثِيْنَ گندے مردوں کے لیے ہوتی
ہیں وَالْخَبِيْثُوْنَ اور گندے مرد لِلْخَبِيْثٰتِ گندی عورتوں کے لیے ہوتے ہیں
وَالطَّيِّبٰتُ اور پاکیزہ عورتیں لِلطَّيِّبِيْنَ پاکیزہ مردوں کے لیے ہوتی ہیں
وَالطَّيِّبُوْنَ اور پاکیزہ مرد لِلطَّيِّبٰتِ پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں اُولٰٓئِكَ
مُبَرَّءُوْنَ وہ لوگ مبرہ اور منزہ ہیں مِمَّا ان تہمتوں سے يَقُوْلُوْنَ جو وہ کہتے
ہیں لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے بخشش ہے وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور عمدہ رزق ہے
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَدْخُلُوْا نہ داخل ہو بُيُوْتًا
گھروں میں غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ اپنے گھروں کے علاوہ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا یہاں

تک کہ تم اجازت لے لو وَتُسَلِّمُوْا اور سلام کہہ لو عَلٰٓى اَهْلِهَا ان گھر والوں پر ذٰلِكُمْ یہی خَيْرٌ لَّكُمْ تمہارے لیے بہتر ہے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا پس اگر نہ پاؤ تم ان گھروں میں سے کسی کو فَلَا تَدْخُلُوْهَا پس نہ داخل ہو تم ان گھروں میں حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ اور اگر تمہیں کہا جائے ارْجِعُوْا واپس چلے جاؤ فَارْجِعُوْا پس واپس لوٹ جاؤ هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ یہی چیز تمہارے لیے پاکیزہ ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو عَلِيْمٌ خوب جانتا ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا کہ داخل ہو تم ایسے گھروں میں غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ جو سکونت والے نہیں ہیں فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ان میں تمہارا کچھ سامان ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے مَا تُبْدُوْنَ اس چیز کو جو تم ظاہر کرتے ہو وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور اس چیز کو جو تم چھپاتے ہو قُلْ آپ کہہ دیں لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والے مردوں کو يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ یہی چیز ان کے لیے ستھری ہے اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ بے شک اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کاروائی سے جو وہ کرتے ہیں۔

آج کے درس کی پہلی آیت کریمہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے لے کر رِزْقٌ كَرِيْمٌ تک کا تعلق واقعہ افک کے ساتھ ہے جو تم تفصیل کے ساتھ سن چکے ہو کہ منافقوں نے

ام المومنین پر اتہام لگایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو جھڑکا کہ تم نے اتہام کیوں لگایا، یہ طوفان کیوں گھڑا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تنبیہ فرمائی کہ جب تم نے سنا تو یہ کیوں نہ کہا سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ.

آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بہتان لگانے والوں اور ان کی تائید کرنے والوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگا کر آنحضرت ﷺ کے دامن کو داغ دار کر رہے ہیں۔ کیونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان ﷺ کے نکاح میں ہیں اور یہ بات بھی تم تفصیل کے ساتھ سن چکے ہو کہ یہ واقعہ ۵ ھ کا ہے۔ یہ سال بھی پورا گزرا اور پانچ سال اور گزرے تو تقریباً پانچ چھ سال بعد تک آپ ﷺ دنیا میں تشریف فرما رہے اور عائشہ صدیقہؓ بدستور آپ ﷺ کی بیوی رہی ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات بھی ان کے حجرے میں ہوئی ہے اور آپ ﷺ دفن بھی ان کے کمرے میں ہوئے ہیں۔ دفات کے وقت آنحضرت ﷺ کو تکلیف تھی آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! مجھے سہارا دو آپ رضی اللہ عنہا پیچھے بیٹھ گئیں اور آپ ﷺ کو اپنی گود میں لے لیا اس وقت آپ ﷺ کا سر مبارک ام المومنین رضی اللہ عنہا کی چھاتی کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ ﷺ مسواک بہت زیادہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آتے ہیں تو دو چیزوں کی بڑی تاکید کرتے ہیں

❀ ایک مسواک کی کہ میں نے مسواک کر کے اپنے مسوڑے چھیل لیے ہیں۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے اس کا درجہ باقی نمازوں سے ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔

❀ ... ہمسائے کے متعلق اتنی تاکید کرتے ہیں کہ مجھے اپنی جگہ وہم ہوا کہ کہیں ایسا نہ

ہو کہ مرنے کے بعد پڑوسی کو وارث بنا دیا جائے۔

تو آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک دیکھی آپ ﷺ کمزور تھے زیادہ بول نہیں سکتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے دیکھنے سے سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کے طالب ہیں میں نے کہا حضرت! آپ مسواک چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہے ہاں! میں نے اپنے بھائی سے مسواک لے کر اس کا سرا تھوڑا سا نرم کیا لیکن ابھی سخت تھا پھر میں نے دانتوں کے ساتھ چبا کر اس کو اچھی طرح نرم کیا اور اٹھی تا کہ دھو کر آپ ﷺ کو دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! دھونے کی ضرورت نہیں ہے ایسے ہی مجھے دے دو۔ اس قدر محبت تھی اپنی اہلیہ سے۔ ظالموں نے کچھ بھی نہ سوچا، کسی شے کا بھی لحاظ نہ کیا اور تہمت لگا دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلْخَبِيْثٰتُ گندی عورتیں لِلْخَبِيْثِيْنَ گندے مردوں کے لیے ہیں۔ تم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگاتے ہوئے یہ نہ سوچا کہ وہ کس کے نکاح میں ہیں وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ اور پاکیزہ اور پاک دامن عورتیں پاک دامن پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اور پاکیزہ اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے لیے ہیں۔ اگر آنحضرت ﷺ پاک دامن ہیں اور یقیناً ہیں تو تمہیں یقین کرنا چاہیے تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی پاک دامن ہیں۔ پھر دوسری شق اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ پر بھی غور کرو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کس کے نکاح میں ہیں؟ جمہور مفسرین آیت کا یہی ترجمہ اور تفسیر کرتے ہیں۔ اور بعض مفسرین کرامؒ یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ وہ افعال اور کارنامے جو برے ہیں وہ خبیث مردوں کے لیے ہیں یعنی خبیث مرد خبیث کام کرتے ہیں

اور پاکیزہ افعال اور کام پاکیزہ لوگ کرتے ہیں۔ یعنی اچھے آدمی اچھے کام کرتے ہیں اور برے آدمی برے کام کرتے ہیں **اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ** یہ جو لوگ بزرگ ہیں یہ بالکل بری ہیں ان کاموں سے جو یہ منافق کہہ رہے ہیں۔ منافقوں نے جو تہمت لگائی ہے ام المومنین رضی اللہ عنہا پر ان کے والد اور والدہ پر یہ تمام بزرگ اس سے بری ہیں **لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ** ان کی بخشش ہو چکی ہے **وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ** اور ان کے لیے عمدہ اور نفیس رزق ہے جو انہیں برزخ میں، حشر میں اور جنت میں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت بیان فرمائی ہے لیکن بد باطن ابھی تک ان کو معاف نہیں کرتے۔

گزشتہ ہفتہ کے درس میں آپ نے شیعوں کی کتاب "حق الیقین" کا حوالہ سنا تھا اور لکھنے والا ان کا بہت بڑا مجتہد ہے جس کو یہ اٹھا کر کہتے امام خمینی، امام خمینی۔ وہ اپنے شیعوں کو ترغیب دیتے ہوئے کہتا ہے جب تم نے کتابیں پڑھنی ہوں تو ملا باقر کی پڑھو کیونکہ وہ بڑا محقق اور محدث تھا، شیخ الاسلام تھا۔ تو ان کا شیخ الاسلام لکھتا ہے امام مہدی علیہ السلام غار سے نکل کر مدینہ طیبہ پہنچیں گے۔ آپ ﷺ کی قبر کے پاس کھڑے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ قبر سے نکل کر آپ کی بیعت کریں گے پھر ان کے ساتھ جو دو بت پڑے ہیں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو نکال کر باہر پھینکیں گے۔

تیسرا کام وہ یہ کریں گے کہ جنت البقیع میں جا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قبر کو اکھاڑ کر ان کو قبر سے نکال کر ان پر حد جاری کریں گے۔ یہ ہے ان کا مہدی، جس نے یہ کام کرنے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔ او ظالمو! کس بات پر حد لگائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے حد کیوں نہ لگائی؟ رب تعالیٰ نے اٹھارہ آیتیں، دو رکوع ان کی صفائی میں کیوں نازل

فرمائے؟ یہ رافضی بہت گندہ ترین اور انتہائی غلیظ فرقہ ہے۔

سورت کے آغاز میں حکم بیان ہوا تھا کہ غیر شادی شدہ مرد عورت اگر زنا کریں تو ان کو سو سو کوڑے مارو۔ پھر زنا کی تہمت لگانے والوں کی حد بیان فرمائی اسّی کوڑے۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ افک بیان فرمایا۔ اور لفظ لفظ میں ان کی صفائی بیان فرمائی۔

زنا کے اسباب :

آگے اللہ تعالیٰ نے زنا کے اسباب بیان فرمائے ہیں۔ عموماً زنا کے اسباب یہی ہیں جو اگلے رکوع میں ہیں۔ یعنی جن چیزوں کے بعد آدمی زنا میں مبتلا ہوتا ہے ان میں سے ایک چیز گھروں میں آنا جانا ہے یعنی مردوں عورتوں کا عام اختلاط ہے۔ پھر بدنظری بھی زنا کا ذریعہ ہے۔ عورت نے مرد کو دیکھا مرد نے عورت کو دیکھا خیالات خراب ہوئے نتیجہ برائی ہوئی۔ لڑکی لڑکے کا دیر تک نکاح نہ کرنا بھی برائی کا سبب ہے۔ ان تمام چیزوں کا ذکر آ رہا ہے۔

☆ پہلا حکم..... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ نہ داخل ہو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں۔ کیونکہ یہ آنا جانا عموماً خرابی کا باعث ہے حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا یہاں تک کہ تم اجازت لے لو۔ کسی کے گھر جاؤ تو اجازت لو وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا اور سلام کہہ لو ان کے گھر والوں پر۔ اجازت لینا اس لیے ضروری ہے کہ عموماً عورتیں گھروں میں پردے کا اہتمام نہیں کرتیں مجبوری ہوتی ہے۔ کسی کا سر ننگا ہوگا، کوئی برتن صاف کر رہی ہوگی، کوئی کپڑے دھو رہی ہوگی، بازو ننگے ہوں گے، کسی کی ٹانگیں ننگی ہوں گی ایسی حالت میں جب غیر محرم آئے گا اس کی نگاہ پڑے

گی خرابی پیدا ہوگی۔ اجازت مانگوگے وہ پردہ کر لے گی کپڑے درست کر لے گی۔ تو بلا اجازت کسی کے گھر میں جانا گناہ ہے اور ایسا کرنے والا قرآن کے حکم کو توڑنے والا ہے اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ گلی والے دروازے کے آگے پردہ لٹکاؤ اگر کسی نے گھر کے آگے پردہ نہیں لٹکایا تو وہ گنہگار ہے۔ کیونکہ گلی میں سے نیک، بدسب نے گزرنا ہے گھروں میں عورتوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کا سر ننگا، کسی کے بازو ننگے، کوئی کچھ کر رہی ہے کوئی کچھ کر رہی ہوتی ہے۔ لہٰذا جس نے اپنے گھر کے آگے پردہ نہ لٹکایا وہ گنہگار ہوگا۔

آدابِ ملاقات :

تو پہلا حکم یہ ہے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت مت جاؤ۔ اجازت لو اور اہل خانہ کو سلام کہو ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ یہ تمہارے لیے بہتر ہے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا پس اگر نہ پاؤ تم ان گھروں میں کسی کو کہ وہاں کوئی نہیں ہے فَلَا تَدْخُلُوْهَا پس نہ داخل ہو ان گھروں میں۔ اور یہ معنیٰ بھی کرتے ہیں کہ اگر تم نہ پاؤ گھروں میں ایسے شخص کو جس کو تم نے ملنا ہے اور گھر میں عورتیں بچے ہیں پھر داخل نہ ہو۔ کیونکہ جس سے ملاقات کرنی ہے وہ تو گھر میں ہے نہیں تو تمہارے گھر میں داخل ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو فرمایا گھروں میں داخل ہو حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ ملاقاتی دور سے آتے ہیں انہوں نے لازمی ملنا ہوتا ہے لہٰذا گھر کے افراد اگر تمہیں اجازت دے دیں بیٹھک میں بٹھا دیں تو بیٹھک میں بیٹھ جاؤ لیکن اندر عورتیں ہیں بچے ہیں وہاں تمہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اجازت کا یہ مطلب ہے۔ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا اور اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ فَارْجِعُوْا تو پس واپس لوٹ جاؤ هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ یہی چیز تمہارے لیے پاکیزہ

ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آپ جس کی ملاقات کے لیے گئے ہیں وہ سویا ہوا ہے، آرام کر رہا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اس کو اٹھاؤ جی! عربی کا مشہور مقولہ ہے......

صاحب الغرض مجنون

''غرض مند دیوانہ ہوتا ہے۔'' اس کے سامنے صرف اپنی حاجت ہی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ آرام کر رہا ہے معلوم نہیں وہ کتنا تھکا ماندہ آیا ہے اور آرام کرنا جسم کا حق ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ وَلِعَیْنِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ وَلِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ ''بے شک آپ کے بدن کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی آنکھوں کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی بیوی کا بھی آپ پر حق ہے۔'' اگر بدن کی صحت کا خیال نہیں رکھو گے تو بیمار ہونا تو اپنی جگہ رہا ہی ساتھ گنہگار بھی ہو جاؤ گے۔ اس لیے گنہگار ہو گے کہ تم نے رب تعالیٰ کی امانت کی حفاظت نہیں کی۔ یہ وجود رب تعالیٰ کی امانت ہے اپنا نہیں ہے۔ اگر اپنا ہوتا تو خودکشی جائز ہوتی لیکن خودکشی حرام ہے۔ اور یاد رکھنا! جب سڑک سے گزرو تو احتیاط کے ساتھ گزرو بدن کی حفاظت کرو۔ اگر بے احتیاطی کے ساتھ گزرو گے تو جان الگ ضائع ہو گی اور گناہ الگ ہوگا۔ اس لیے کہ تم نے رب تعالیٰ کی امانت کی حفاظت نہیں کی۔

اسی لیے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسراف کا ایک معنیٰ ہے کہ بندہ حد سے زیادہ کھائے اور ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ ضرورت سے کم کھائے کہ جس سے صحت برقرار نہ رہ سکے۔ یہ بھی وَلَا تُسْرِفُوْا کی مد میں ہے۔ وَلَا تُسْرِفُوْا کی مد میں لکھتے ہیں کہ اتنا کم کھاتا ہے کہ صحت برقرار نہیں رہتی یا نکمی چیزیں کھاتا ہے کہ صحت برقرار نہیں رہتی تو یہ بھی گناہ ہے کیونکہ جب ٹھیک نہیں ہو گی تو نماز کیسے پڑھو گے، روزہ کیسے رکھو گے، کمائی کیسے کرو

گے ،گھر والوں کی خدمت کیسے کرو گے؟ مذہب اسلام عین فطرت کے مطابق ہے۔تو فرمایا کہ اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہ بات تمہارے لیے پاکیزہ ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو جانتا ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا یہ کہ داخل ہو تم ایسے گھروں میں غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ جو سکونت والے نہیں ہیں ، جہاں عورتیں وغیرہ نہیں ہیں ۔مسافر خانہ ہے، مسجد ہے، ہوٹل وغیرہ ہے ایسے گھروں میں تمہیں داخل ہونے کی اجازت ہے فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ اس میں تمہارا سامان ہو۔مسجد، مسافر خانہ میں آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہوسٹل ہے چند ساتھی کمرے میں رہتے ہیں وہاں تمہارا سامان ہے تو تمہیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور جو تم چھپاتے ہو۔تو پہلا حکم یہ ہوا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے نہ جاؤ اور اس کی پوری تفصیل بیان ہوئی۔

☆ دوسرا حکم...... قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ آپ کہہ دیں مومن مردوں کو يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا يَا عَلِيُّ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَ لَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَةُ ”اے علی ! دوبارہ نہ دیکھو پہلی دفعہ دیکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔“ آدمی راستے پر جا رہا ہے تو دیکھے گا۔ بندہ ہے، گدھا ہے یا اور کوئی چیز ہے،اس میں عورت پر نگاہ پڑ گئی تو کوئی گناہ نہیں ہے۔دوبارہ قصداً، ارادے سے نگاہ نہیں اٹھانی وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ یہی چیز ان کے لیے ستھری ہے۔کیونکہ بدنظری بھی گناہ کا ذریعہ ہے اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا

يَصْنَعُوْنَ بے شک اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کاروائی سے جو وہ کرتے ہیں۔ کل کے سبق میں عورتوں کے متعلق آئے گا کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ
مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ
اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ
مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ
وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا
اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى
مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ
يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

وَقُلْ اور آپ کہہ دیں لِلْمُؤْمِنٰتِ مومن عورتوں کو يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ پست رکھیں اپنی نگاہوں کو وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اور ظاہر نہ کریں اپنی زینت کو اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا مگر وہ جو ظاہر ہے اس سے وَلْيَضْرِبْنَ اور چاہیے کہ لٹکائیں بِخُمُرِهِنَّ اپنی چادریں عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اپنے گریبانوں پر وَلَا يُبْدِيْنَ اور ظاہر نہ کریں زِيْنَتَهُنَّ اپنی زینت اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ مگر اپنے خاوندوں کے سامنے

اَوْ اٰبَآئِهِنَّ یا اپنے باپوں کے سامنے اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ یا اپنے خاوندوں کے باپوں کے سامنے اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ یا اپنے بیٹوں کے سامنے اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے سامنے اَوْ اِخْوَانِهِنَّ یا اپنے بھائیوں کے سامنے اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ یا اپنے بھتیجوں کے سامنے اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ یا اپنے بھانجوں کے سامنے اَوْ نِسَآئِهِنَّ یا اپنی مسلمان عورتوں کے سامنے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ یا وہ جن کے مالک ہیں ان کے داہنے ہاتھ اَوِ التّٰبِعِیْنَ یا خدمت میں مشغول رہنے والوں کے غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ جو خواہش نہیں رکھتے ہیں مِنَ الرِّجَالِ مردوں میں سے اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ یا وہ بچے لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ جو مطلع نہیں ہوئے عورتوں کے پردے پر وَلَا یَضْرِبْنَ اور نہ ماریں بِاَرْجُلِهِنَّ اپنے پاؤں لِیُعْلَمَ تاکہ معلوم ہو جائے مَا یُخْفِیْنَ وہ جس کو وہ مخفی رکھتی ہیں مِنْ زِیْنَتِهِنَّ اپنی زینت سے وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ اور توبہ کرو اللہ تعالیٰ کے سامنے جَمِیْعًا سب کے سب اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ اے مومنو! لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاؤ وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ اور نکاح کردو جو تم میں سے بے نکاح ہوں وَالصّٰلِحِیْنَ اور نیک ہیں مِنْ عِبَادِكُمْ تمہارے غلاموں میں سے وَاِمَآئِكُمْ اور لونڈیوں میں سے اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ اگر وہ محتاج ہوں گے یُغْنِهِمُ اللّٰهُ تو غنی کر دے گا اللہ تعالیٰ ان کو مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ وہ کونسے اسباب اور ذرائع ہیں جو برائی میں مبتلا کرتے ہیں ان میں سے ایک ہے گھروں میں آمد و رفت اور مردوں اور عورتوں کا اختلاط۔ اس کی تفصیل تم کل سن (اور پڑھ) چکے ہو۔ دوسری چیز بدنظری ہے۔ یہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نگاہوں کو پست رکھو اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ اسی کے متعلق آج عورتوں کو حکم ہے۔

حفاظتِ نظر:

فرمایا وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ اور آپ کہہ دیں مومن عورتوں کو یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ پست رکھیں اپنی نگاہوں کو وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی۔ قصداً اور ارادۃً بری نیت سے مرد کا عورت کو دیکھنا اور عورت کا مرد کو دیکھنا بیرہ گناہوں میں سے ہے۔ چلتے چلتے غیر ارادی طور پر نگاہ پڑ جائے تو اس پر کوئی گرفت نہیں ہے لیکن قصداً اور ارادۃً دوبارہ دیکھا تو اس پر گرفت ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کی دو بیویاں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ کے کمرے میں تھیں نابینا صحابی حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا کون؟ کہا جی میں ابن ام مکتوم ہوں کوئی بات کرنی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو فرمایا قُوْمَا فَاحْتَجِبَا" دونوں اٹھو پردے میں ہو جاؤ۔" یہ جانتی تھیں آنے والا نابینا ہے۔ کہنے لگیں حضرت! اَلَيْسَ هُوَ رَجُلٌ اَعْمٰى "کیا یہ شخص اندھا نہیں ہے؟" آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا "کیا تم بھی اندھی ہو، جاؤ پردے میں چلی جاؤ۔"

اس میں آپ ﷺ نے یہ سبق دیا کہ نہ دیکھنے کا حکم جس طرح مرد ... ہے

اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ہے۔ قرآن کا بھی یہی حکم ہے اور رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی حکم ہے کہ مرد اور عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی۔ اپنی عفت اور ناموس پر داغ نہ لگنے دیں وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا اور ظاہر نہ کریں اپنی زینت کو مگر وہ جو ظاہر ہے اس سے۔ مطلب یہ ہے کہ عورت اپنی بناوٹِ زیب وزینت یا بناؤ سنگھار کو غیر محرموں کے سامنے ظاہر نہ کرے یہ چیز فتنے کا باعث بنتی ہے۔ مگر وہ زینت جو ظاہر ہو مثلاً انگوٹھی پہنی ہوئی ہے، تِلّے والی جوتی پہنی ہوئی ہے۔ اب ظاہر بات ہے کہ چلتے ہوئے تِلّے والی جوتی اور انگوٹھی کو تو نہیں چھپا سکتی۔ اسی طرح بعض عورتوں نے نقش و نگار اور بیل بوٹے والی چادریں اوڑھی ہوتی ہیں تو وہ ان کو تو نہیں چھپا سکتیں۔ ان کو کہاں جیب میں ڈالیں گی۔ شلوار کے پائینچوں پر کڑھائی کی ہوتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ان کو چھپا نہیں سکتی وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ اور چاہیے کہ لٹکائیں اپنی چادریں۔ خُمُرٌ خِمَارٌ کی جمع ہے۔ جس کا معنیٰ دوپٹا اور چادر ہے۔ لٹکالیں اپنے دوپٹوں کو، چادروں کو عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ اپنے گریبانوں پر۔ ان کی چھاتی اور گلے کا کوئی حصہ ننگا نہ ہو۔ اور یہ مسئلہ یاد رکھنا کہ ایسا باریک دوپٹا کہ جس سے بال نظر آئیں وہ عورت کے لیے پہننا صرف حرام ہی نہیں بلکہ قطعاً اور یقیناً اس کے اوڑھنے سے نمازیں بھی نہیں ہوتیں۔

ایک اہم مسئلہ :

مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں۔ ایسا باریک لباس کہ جس سے بدن نظر آئے عورت کے لیے پہننا حرام ہے۔ جیسے عورتیں ناخن پالش لگالیں تو نہ وضو ہوتا ہے نہ نماز ہوتی ہے نہ ان کا قرآن پاک کو ہاتھ لگانا جائز ہے۔ اس حالت میں عورتوں نے جتنی نمازیں پڑھی ہیں وہ

سب ان کی گردن پر ہیں ۔ لمبے لمبے ناخنوں کے ساتھ نماز پڑھنا بھی حرام ہے کیونکہ ان کے نیچے میل کچیل جمع ہو جاتا ہے جس سے ناخنوں کے نیچے والی جگہ تر نہیں ہوتی حالانکہ غسل اور وضو میں نیچے والی جگہ کا تر کرنا فرض ہے۔ یہ بظاہر چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں مگر ان پر نمازیں موقوف ہیں، دین موقوف ہے۔عورت کے ہاتھ کی کلائی، گٹ ستر میں شامل ہے۔عورت کا سر بھی ستر میں شامل ہے۔اگر قمیص کلائی سے بقدر دو انگلیاں بھی پیچھے ہوئی تو نماز نہیں ہوگی، کان ننگے ہوئے تو پھر بھی نماز نہیں ہوگی، سر کے بالوں کا چوتھائی حصہ بھی ننگا ہوا تو نماز قطعاً نہیں ہوگی۔ یہ مسائل نہ بھولنا ایسے نہ ہو کہ ٹکریں بھی مارتی رہو اور نمازیں پھر بھی تمہاری گردن پر ہوں۔

اور یہ مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ ناک میں جو کوکا ہوتا ہے وضو کرتے وقت کوکے، کے سوراخ میں پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوتا، قطعاً نہیں ہوتا۔اچھی طرح اس سوراخ میں پانی پہنچے گا تو وضو ہوگا۔غسل کے وقت اگر پانی اس سوراخ میں نہیں پہنچائی گا تو غسل نہیں ہوگا ہرگز نہیں ہوگا۔اسی طرح کانوں میں بالیوں اور کانٹوں کے لیے جو سوراخ ہیں ضرور غسل میں اگر ان کے اندر پانی نہ گیا تو غسل نہیں ہوگا اور ظاہر بات ہے کہ جب وضو اور غسل نہیں ہوگا تو نماز بھی نہیں ہوگی۔ جہالت کا دور دورہ ہے لوگ دین سے ناواقف ہیں۔ ان مسائل کی اتنی اشاعت کرو کہ ہر ہر بچی کو معلوم ہونے چاہییں تاکہ تمہاری ہماری گرفت نہ ہو۔تو فرمایا کہ اپنی چادریں اپنے گریبانوں میں ڈال لیں تاکہ گردن کا کوئی حصہ غیر محرم کو نظر نہ آئے وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اور ظاہر نہ کریں اپنے بناؤ سنگار کو اِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ۔ بعولہ بعل کی جمع ہے۔بعل خاوند کو کہتے ہیں مگر اپنے خاوندوں کے سامنے زینت کو ظاہر کریں اَوْ اٰبَآئِهِنَّ یا وہ عورتیں اپنے باپوں کے سامنے۔باپ ہے، دادا ہے، چچا ہے،

آباء واجداد سارے اس میں آ گئے اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ یا اپنے خاوندوں کے باپوں کے سامنے۔ وہ ان کے لیے باپ کے درجے میں ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ سسر سے چہرہ کس طرح چھپا سکتی ہے؟ یا وہ زیور جو انہوں نے ڈالے ہیں کس طرح چھپا سکتی ہے اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ یا اپنے بیٹوں کے سامنے بھی اظہار زینت کا کوئی گناہ نہیں ہے اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے سامنے جو دوسری بیویوں کے سوتیلے بیٹے ہیں ان سے بھی کوئی پردہ نہیں ہے اَوْ اِخْوَانِهِنَّ یا اپنے بھائیوں کے سامنے چاہے حقیقی بھائی ہوں چاہے باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے ہوں ان سے بھی کوئی پردہ نہیں ہے اور اظہار زینت کوئی گناہ نہیں ہے اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ یا اپنے بھائی کے بیٹوں یعنی بھتیجوں کے سامنے زینت ظاہر کرے۔ کانٹے چوڑیاں ظاہر ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یعنی بھانجوں کے سامنے، یہ بھی محرم ہیں ان کے سامنے بھی زینت کا اظہار کر سکتی ہیں اَوْ نِسَآئِهِنَّ یا اپنی عورتوں کے سامنے۔

یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا! کہ خطاب رب تعالیٰ نے مومن عورتوں کو کیا ہے وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ نِسَآئِهِنَّ کی ضمیر بھی مومنات کی طرف لوٹتی ہے۔ تو اپنی عورتوں سے مراد مومن عورتیں ہیں کہ مومن عورتوں کے سامنے بھی اظہار زینت کوئی گناہ نہیں ہے اور غیر مسلم ناپاک ہیں ان سے اسی طرح پردہ ہے جس طرح غیر محرم سے پردہ ہے۔ گھروں میں جو عیسائی عورتیں آتی ہیں ان سے پردہ کرنا ہے ان کے سامنے زینت کا اظہار نہیں کر سکتیں، ان کے سامنے مومن عورتیں سر ننگا نہیں کر سکتیں، بازو ننگے نہیں کر سکتیں اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ یا وہ جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کا معنی بیان کرتے ہیں ''نہ غلاموں سے پردہ ہے اور

نہ لونڈیوں سے پردہ ہے۔'' امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اس سے لونڈیاں مراد ہیں چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ہوں آقا اور سیدہ کا ان سے کوئی پردہ نہیں ہے۔ غلام ہوں تو ان سے پردہ ہے۔'' رئیس التابعین حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَامَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ سے مراد اَلْاِمَآءُ دُوْنَ الْعَبِیْد ''اس سے لونڈیاں مراد ہیں غلام مراد نہیں ہیں۔'' کیونکہ پردے کی اصل علت یہ ہے کہ اختلاط نہ ہو۔ غلام گھر میں آئے جائے گا خاوند کسی وقت گھر ہوتا ہے اور کسی وقت نہیں ہوتا اور شیطان شیطان ہے۔ لہٰذا غلام سے پردہ ہے۔

اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ یا وہ تابع جو حاجت والے نہیں ہیں مردوں میں سے۔ وہ کام کرنے والے، خدمت کرنے والے جوان حدود سے نکل چکے ہیں جو خواہشات کی ہیں یا تم نے شاہ دولے کے چوہے دیکھے ہوں گے جو بے چارے بالکل سیدھے سادھے ہوتے ہیں ان کو کوئی سمجھ نہیں ہوتی۔ ایسے ہوں تو ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یا وہ شخص جس کے ہوش و حواس نہ ہوں اور وہ جنسی خواہش کو نہ سمجھتا ہو اس سے بھی پردہ نہیں ہے اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ یا وہ بچے لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ جو عورتوں کے پردے کی جگہوں پر مطلع نہیں ہوئے۔ چار پانچ سال کا بچہ ہے چھ سال کا ہے اس سے کوئی پردہ نہیں ہے لیکن آج کل تو فلمی دور ہے ماشاء اللہ چھوٹے بچے وہ باتیں کرتے ہیں کہ ہم بوڑھوں کو بھی نہیں آتیں، سن کر حیرت ہوتی ہے۔

مغربی تہذیب سے معاشرے میں بگاڑ :

یاد رکھو! اس مغربی تہذیب نے سارا ماحول بدل کر رکھ دیا ہے۔ ایک وہ دور تھا کہ تنہا ترکی نے پانچ سو سال تک سارے یورپ کو آگے لگائے رکھا کیونکہ ایمان اور اخلاق کی

قوت تھی۔ ان خبیث قوموں نے سوچا کہ مسلمانوں کو اس طرح تو دنیا سے نہیں مٹایا جا سکتا ان سے معاہدے کر کے ان کی تہذیب و تمدن کو، اخلاق کو مٹاؤ۔ اس میں وہ فوجی لڑائی سے زیادہ کامیاب ہوئے۔ پاکستان بننے سے لے کر اب تک پاکستان میں جتنے حکمران آئے سب انہی کے ذہن کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ گورے انگریز ہیں اور یہ کالے انگریز ہیں۔ ان خبیث قوموں نے مسلمانوں کے ذہن بگاڑ دیے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف اتنی نفرت پیدا کر دی ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اردن کو شام سے نفرت ہے شام کو مصر سے نفرت ہے مصر کو اس سے نفرت ہے حالت یہ ہے کہ یہ کافروں کے ساتھ مل سکتے ہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ اس نفرت میں کافروں کے اپنے مقاصد ہیں اور ان کافروں نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہمارا ماحول خراب کر دیا ہے۔ ٹی وی اور وی، سی، آر (کیبل، ڈش وغیرہ) کے ذریعے، کھیلوں کے ذریعے بچوں کے ذہن بگاڑ دیے ہیں۔ ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے عورتیں آ کر کہتی ہیں کہ بچے پڑھتے نہیں ہیں ان کے لیے دعا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ دو کام تم کرو تیسرے کے لیے ہم دعا کرتے ہیں۔ ٹی وی توڑ دو، کھیلیں ختم کرو پھر ہم ان کے پڑھنے کے لیے دعا کریں گے۔ بے شک ضرورت کے مطابق کھیل بھی ہے لیکن یہ کہ چوبیس گھنٹے کھیل ہی ہو یہ غلط ہے۔

وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ اور نہ ماریں عورتیں اپنے پاؤں لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ تا کہ معلوم ہو جائے جس کو وہ مخفی رکھتی ہیں مِنۡ زِیۡنَتِهِنَّ اپنی زینت سے۔ بعض علاقوں میں عورتیں پازیب پہنتی ہیں جس کو جھانجھر بھی کہتے ہیں۔ پاؤں زور سے مارنے سے ان کی آواز آتی ہے۔ تو زور سے پاؤں نہ ماریں کہ ان کی آواز سے دوسروں کو پتا چلے پازیبوں کا۔ پازیبوں کے متعلق فقہی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ اگر اندر سے خالی ہوں اور ان میں

سنگریزے ڈالے ہوئے ہوں جو بجتے ہیں تو ایسی پازیبیں حرام ہیں۔اور اگر اندر سے ٹھوس ہوں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے سے آواز پیدا ہوتی ہو تو یہ جائز ہیں لیکن عورت کو زور سے پاؤں نہیں مارنا چاہیے کہ آواز پیدا ہو۔ وَتُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو سب کے سب اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ اے ایمان والو! لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

برائی کے اسباب :

یہاں تک ان دو چیزوں کا ذکر تھا جو برائی کا سبب بنتی ہیں۔ایک گھروں میں بے تحاشا آنا جانا اور دوسرا نگاہ کو پست نہ رکھنا۔اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں سے منع فرمایا ہے۔اب تیسری چیز کا ذکر ہے۔بسا اوقات بچی بچے کی بروقت شادی نہ کرنا یہ بھی گناہ کا سبب بن جاتا ہے۔کیونکہ جنسی خواہشات تو اللہ تعالیٰ نے سب میں رکھی ہیں اس لیے حکم ہے کہ بچی بچہ جب جوان ہوں تو فوراً شادی کردو۔بعض علاقے اس سلسلے میں بہت اچھے ہیں جیسے صوبہ سرحد (اب اس کا نام خیبر پختونخواہ رکھ دیا گیا ہے) چودہ پندرہ سال سے اوپر لڑکی لڑکے کو نہیں جانے دیتے۔اور پنجاب میں یہ بیماری دیکھی ہے کہ بچیوں کی عمریں تیس تیس (۳۰، ۳۰) پینتیس پینتیس (۳۵، ۳۵) سال ہوگئی ہیں اور ابھی تک بیٹھی ہیں۔یہ ماں باپ گنہگار ہیں۔لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد ماں باپ کو فکر ہونی چاہیے اور جب تک اس فریضہ سے فارغ نہ ہو جائیں نیند نہیں آنی چاہیے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ۔اَيَامٰى اَيِّم کی جمع ہے۔اَيِّم کا معنی ہے جس کا نکاح نہ ہوا ہو۔یہ مرد پر بھی بولا جاتا ہے اور عورت پر بھی بولا جاتا ہے۔تو معنی ہوگا جن کے نکاح نہیں ہوئے ان کے نکاح فوراً کرادو۔ وَالصّٰلِحِيْنَ

مِنْ عِبَادِکُمْ اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں میں سے یہ نہ خیال کرو کہ یہ غلام ہیں وہ بھی انسان ہیں ان کے بھی نکاح کرادو تاکہ برائی پیدا نہ ہو وَ اِمَآئِکُمْ اور لونڈیوں میں سے۔لونڈیوں کے بھی نکاح کرادو تاکہ برائی پیدا نہ ہو۔یہ تمام اصول رب تعالیٰ نے ہمیں قرآن پاک میں بتلائے ہیں اگر ہم ان پر عمل کریں تو کبھی برائی کی نوبت نہ آئے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ لڑکے کے پاس کچھ نہیں ہے وہ خود کہاں سے کھائے بیوی کو کہاں سے کھلائے گا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ اگر وہ محتاج ہوں گے جن کا تم نے نکاح کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ غنی کردے گا اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے۔ایک تو غیبی سبب ہے اور ایک ظاہری سبب ہے وہ یہ کہ جب تک آدمی پر بوجھ نہ پڑے اہل وعیال کا تو بندہ بے فکر رہتا ہے محنت مزدوری کی طرف توجہ نہیں کرتا اور جب اس کے سر پر بوجھ پڑ جائے شادی ہو جائے تو وہ فکرمند ہو جاتا ہے کہ میں نے کچھ کرنا ہے بشرطیکہ بے غیرت اور ہڈ حرام نہ ہو۔

حضرت لقمان حکیم سے تین سوال :

لقمان حکیم ایک بڑے نیک بزرگ تھے ان کے نام پر قرآن کریم میں ایک سورت ہے سورت لقمان،رحمہ اللہ تعالیٰ۔ان سے پوچھا گیا کہ حضرت! آپ ہمارے تین سوالوں کا جواب دیں۔

☆ ایک یہ کہ انسانوں میں سے برا کون ہے؟

• فرمایا انسانوں میں ... وہ ہے جو ہڈ حرام ہو۔

☆ ...حضرت! یہ بتلائیں کہ انسان کے بدن میں سب سے اچھا عضو کون سا ہے؟ فرمایا زبان۔

☆...... تیسرا سوال یہ ہے کہ انسانی اعضا میں سب سے بُرا عضو کون سا ہے؟ فرمایا زبان۔ تو زبان اچھی بھی ہے اور بری بھی ہے۔ لہٰذا اگر لڑکا بڑ حرام نہیں ہوگا تو کام کرے گا۔ پھر بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عورت خوش نصیب ہوتی ہے اس کے ساتھ بھی کچھ مال آجاتا ہے اس کی برکت سے بھی آدمی کا کام چل جاتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ غنی کر دے گا اپنے فضل کے ساتھ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔ یہ تمام مسائل روزمرہ کے ہیں ان کو یاد کرو، ان کی نشر و اشاعت کرو تا کہ معاشرہ سنور جائے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ ع

وَلْيَسْتَعْفِفِ اور چاہیے کہ گناہ سے بچیں الَّذِيْنَ وہ لوگ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا جو نہیں پاتے نکاح کی طاقت حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ یہاں تک کہ غنی کر دے ان کو اللہ تعالیٰ مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے وَالَّذِيْنَ اور وہ غلام يَبْتَغُوْنَ جو چاہتے ہیں الْكِتٰبَ مکاتبت مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ان میں سے جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ فَكَاتِبُوْهُمْ پس تم ان کو مکاتب بنالو اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا اگر جانتے ہو تم ان میں بھلائی وَّاٰتُوْهُمْ اور دو ان کو مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے مال سے الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ وہ جو رب تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے وَلَا تُكْرِهُوْا اور مجبور نہ کرو فَتَيٰتِكُمْ اپنی لونڈیوں کو عَلَى الْبِغَآءِ برائی پر اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا جب کہ وہ ارادہ رکھتی ہیں پاک دامنی کا لِّتَبْتَغُوْا تاکہ تم تلاش

کرو عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کا سامان وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا فَاِنَّ اللّٰهَ پس بے شک اللہ تعالیٰ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے نازل کیں تمہاری طرف اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ کھلی آیتیں وَّمَثَلًا اور مثال مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا ان لوگوں کی جو گزر چکے ہیں مِنْ قَبْلِكُمْ تمہارے سے پہلے وَ مَوْعِظَةً اور نصیحت لِّلْمُتَّقِيْنَ پرہیزگاروں کے لیے۔

اس رکوع کے ابتدائی حصے میں ان اہم اور ضروری چیزوں کا ذکر تھا جو عموماً بدکاری کا سبب بنتی ہیں۔ مرد، عورت کا اختلاط، نگاہ کا غلط اٹھنا، دیر سے نکاح کا کرنا۔ اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا اور چاہیے کہ برائی سے، بدکاری سے، زنا سے بچیں وہ لوگ جو نہیں پاتے نکاح کی طاقت۔ جوان ہیں صحت مند ہیں لیکن ابھی نکاح کا کوئی سبب نہیں بنا ان کو بدکاری سے بچنا چاہیے۔ بچنے کے کئی طریقے ہیں۔

برائی سے بچنے کا طریقہ :

ایک یہ کہ روزہ رکھے۔ حدیث پاک میں آتا ہے فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ وِجَاءٌ ''پس بے شک روزہ اس کے شہوت کے مادے کو کچل کے رکھ دے گا۔''

عورتوں کے ساتھ اختلاط سے بچے، تانک جھانک سے بچے۔ برائی پر آمادہ ہونے کے جو اسباب ہیں ان سے بچے حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ یہاں تک کہ اللہ

تعالیٰ اس کو غنی کر دے اپنے فضل سے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس مومن نے اپنی ضروریات کے لیے قرضہ لے کر خرچ کر لیا اور وہ قرض واپس کرنے میں مخلص ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا فرمائے گا اور جو شخص گناہ سے بچے اور اخلاص کے ساتھ رب تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کے نکاح کے اسباب پیدا فرمائے گا۔ مگر ہم لوگ بڑے جلد باز ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زبان سے ابھی دعا کے الفاظ ختم نہ ہوں اور مراد پہلے پوری ہو جائے۔ رب، رب ہے ہم نے اسی سے مانگنا ہے۔ اس کے سوا تو اور کوئی دروازہ بھی نہیں ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور مثنوی شریف :

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ۲۰۶ھ میں ان کی پیدائش ہوئی ہے بلخ کے علاقے میں۔ پھر ہجرت کر کے روم کے قونیہ شہر میں چلے گئے۔ والد فوت ہو گئے تھے یتیم تھے استعداد بہت اچھی تھی۔ علم حاصل کیا اور مثنوی شریف کتاب لکھی کہ فارسی زبان میں اس کی نظیر نہیں ملتی اس میں انہوں نے اخلاقیات، تصوف، علم کلام، علم فقہ وغیرہ تمام علوم کو جمع کر دیا ہے۔ مثنوی شریف میں اٹھائیس ہزار (۲۸۰۰۰) اشعار ہیں، حکایات کے ساتھ سمجھاتے ہیں۔

مومن کی مثال :

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے مولانا جلال الدین رومی سے پوچھا کہ حضرت! ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ نیک لوگوں کو تکلیفیں زیادہ ہوتی ہیں اور بروں کو کم۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کی روشنی میں بات کرتے ہوئے جواب دیا۔ بخاری وغیرہ میں حدیث ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال کچی کھیتی کی ہے۔ کچی

فصل پر جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ اسے دائیں بائیں جھکا دیتی ہیں اور کبھی زمین پر لٹا دیتی ہیں اور منافق کی مثال چیڑ کے درخت کی ہے ہوائیں چلیں، آندھی آئے اس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ لیکن طوفان اس کو ایک ہی جھٹکے میں اکھاڑ دے گا۔ تو مومن کو طرح طرح کی تکلیفیں آتی ہیں۔ بدنی تکلیفیں، مالی تکلیفیں، خانگی تکلیفیں، اولاد کی طرف سے، برادری کی طرف سے، محلے والوں کی طرف سے، ہمسایوں کی طرف سے، ملکی سطح پر تکالیف میں مبتلا رہتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت سے پوچھا گیا اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً ''انسانوں میں سے سب سے زیادہ تکلیفیں کن کو پیش آئی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا انبیائے کرام کو ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ پھر وہ جو رتبے اور مرتبے میں قریب ہیں ان کو تکلیفیں آتی ہیں۔'' یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِهٖ ''جتنا کسی میں دین ہوتا ہے اتنا ہی اس کا امتحان ہوتا ہے۔'' پھر آگے ایک خاص بات فرماتے ہیں کہ تم نے دیکھا ہوگا کہ طوطے اور بلبل کی آوازیں بہت پیاری ہوتی ہیں۔ لوگوں نے آوازیں سننے کے لیے طوطے اور بلبلیں پنجروں میں رکھی ہوتی ہیں اور کوے اور اُلو کو کسی نے پنجرے میں بند کر کے نہیں رکھا یہی حال مومن کا ہے کہ مومن کی آواز رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے جب وہ مشکل میں ہوتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ! اس آواز کے لیے رب تعالیٰ اس کو تکالیف اور پریشانیوں کے پنجرے میں بند کرتا ہے اور ان کی آوازیں سنتا ہے جب وہ عاجزی اور زاری کے ساتھ رب تعالیٰ کے سامنے آوازیں نکالتے ہیں۔ منافق اور کافر نے کون سی رب تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنی ہے کہ اس کو تکلیفوں میں مبتلا کرے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اور جو چاہتے ہیں مکاتبت ان میں سے جن کے مالک ہیں تمہارے ہاتھ۔

غلامی کا مسئلہ :

بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا ماحول ہو تو آسانی سے سمجھ آتے ہیں اور اگر ماحول نہ ہو تو ان کا سمجھنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ ان میں سے غلامی کا مسئلہ بھی ہے۔ اس لیے کہ ہمارے علم کے مطابق اس وقت دنیا کے کسی خطے میں شرعی غلام اور لونڈی نہیں ہیں۔ تو جب پوری دنیا میں غلام اور لونڈی نہ ہوں اور قرآن و حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ان کا ذکر آئے تو پھر ان کا سمجھنا عام آدمی کے لیے ذرا مشکل ہوتا ہے۔ میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ غلام اور لونڈی کسے کہتے ہیں؟

اسلامی حکومت قائم ہو اور کافروں کے ساتھ جہاد کی نوبت آئے پھر ظاہر بات ہے کہ جب لڑائی ہوگئی تو طرفین سے آدمی مارے بھی جائیں گے زخمی بھی ہوں گے گرفتار بھی ہوں گے جنگ ختم ہونے کے بعد کافروں کے قیدی ہمارے پاس ہیں اور ہمارے قیدی ان کے پاس ہیں۔ ان کے متعلق ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم ان کو کہیں تم ہمارے قیدی رہا کر دو ہم تمہارے قیدی رہا کر دیتے ہیں اس کی بھی اجازت ہے۔ سورہ محمد آیت نمبر ۴ میں ہے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً "یا تو احسان ہوگا اس کے بعد یا فدیہ ہوگا۔" یعنی رقم لے کر بھی چھوڑ سکتے ہو اور مفت میں بھی چھوڑ سکتے ہو۔ آخری صورت یہ ہے کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ ان کا رہا کرنا تمہارے لیے مفید نہیں ہے تو ان کو غلام لونڈی بنالو۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ امیر لشکر قیدی کو دائیں ہاتھ سے پکڑے گا اور غازی کے دائیں ہاتھ میں پکڑائے گا اور کہے گا کہ یہ تمہارا غلام ہے یا لونڈی ہے۔ ملک یمین کا مطلب ہے دائیں ہاتھ کی ملک۔ چونکہ دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے اس لیے اس کو ملک یمین کہتے ہیں کہ تمہارے دائیں ہاتھ ان کے مالک ہیں۔

آنحضرت ﷺ دائیں ہاتھ کو ترجیح دیتے تھے :

یہاں یہ مسئلہ بھی سمجھ لیں۔ اگر کسی کو کوئی شے دو یا لو تو دائیں ہاتھ سے دو اور لو۔ آنحضرت ﷺ کَانَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ ''آپ دائیں طرف کو ترجیح دیتے تھے۔'' سرمہ لگاتے تھے تو پہلے دائیں آنکھ میں پھر بائیں آنکھ میں، وضو کرتے وقت پہلے دایاں ہاتھ دھوتے تھے پھر بایاں، کرتہ پہنتے تھے تو پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔ جوتا بائیں ہاتھ سے پکڑو۔ مسجد سے نکلو تو پہلے بایاں پاؤں باہر رکھو لیکن جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنو اور مسجد سے نکلتے وقت کی تین دعائیں بھی یاد کر لو۔

۱)..... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَرَحْمَتِکَ

۲)..... درود شریف پڑھنا ہے چاہے مختصر الفاظ کے ساتھ ہو۔

۳)..... اور تیسری دعا اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔

کیونکہ مسجد سے نکلنے کے بعد بڑے گناہ ہوتے ہیں لہٰذا نکلتے وقت دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ تو مِلک یمین کا لفظی معنٰی سمجھ لیا ہے تو اب وہ غلام اور لونڈی بن گئے ہیں۔ پھر جو لونڈیاں ہیں اگر وہ اہل کتاب میں سے ہوں، یہودی ہوں یا نصرانی ہوں تو ان کے ساتھ میاں بیوی والا تعلق درست ہے مسلمان ہوں یا نہ ہوں۔ امیر لشکر نے جب لونڈی حوالے کی اور اس نے وصول کی اس کو تم یوں سمجھو کہ مجلس میں ایجاب وقبول کے معنٰی میں ہے۔ لیکن اگر لونڈی اہل کتاب میں سے نہ ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، بدھ مت ہو کسی اور فرقے کے ساتھ تعلق ہو تو ملک تو ہوگی لیکن اس کے ساتھ میاں بیوی والا معاملہ درست نہیں ہوگا۔ جیسے کوئی آدمی گدھی خریدتا ہے تو وہ اس کا مالک تو ہوتا ہے لیکن باقی کاروائی درست نہیں ہے۔ اب یہ جو لونڈی اور غلام ہیں اگر یہ مکاتبت چاہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان کو

مکاتب کرو۔ یہاں کتاب کا لفظ ہے۔ کتاب بھی کہتے ہیں کتابت بھی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غلام اپنے آقا کو کہے کہ مجھ سے اتنی رقم لے کر مجھے آزاد کر دو یا خود آقا کہے کہ تو مجھے اتنی رقم دے دے تو میں تجھے آزاد کر دیتا ہوں۔ اس معاملے کو جب تحریر میں لاتے ہیں تو اس کو کتاب اور کتابت کہتے ہیں اور اس معاملے کو مکاتبت کہتے ہیں۔ بعضے غلام خطرناک بھی ہوتے ہیں فائدے کی بجائے نقصان پہنچا سکتے ہیں لہٰذا ایسے غلاموں کو آزاد کر دینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا پس تم ان کو مکاتب بنادو اگر جانتے ہو تم ان میں بھلائی۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ آزاد ہو کر شرافت کی زندگی بسر کریں گے اور بدکاری اور فحاشی کا سبب نہیں بنیں گے تو ان کو آزاد کر دو۔ بلکہ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰكُمْ اور دو تم ان کو اس مال میں سے جو تمہیں رب تعالیٰ نے دیا ہے۔ وہ مکاتب ہو گئے ہیں رقم کی شرط پر انہوں نے آزادی حاصل کر لی ہے تم مسلمان ہو ان کی مالی امداد بھی کرو۔

شانِ نزول :

مدینہ طیبہ میں ایک منافق تھا عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین۔ یہ وہی شخص ہے جس نے آنحضرت ﷺ کے لیے اَذَلُّ کا لفظ بولا تھا معاذ اللہ تعالیٰ۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے لیے اذل کا لفظ استعمال کرے وہ کتنا خبیث ترین آدمی ہوگا۔ اس کے پاس خوبصورت جوان لونڈیاں تھیں یہ ان کو مجبور کرتا تھا کہ گیت گا کر برائی کراؤ اتنے پیسے تم نے مجھے روزانہ دینے ہیں۔ وہ لونڈیاں اس برائی سے بچنا چاہتی تھیں اور وہ مسلمان بھی ہو گئیں۔ یہ ان کے ساتھ سختی کرتا تھا اور اس برے کام کے لیے مجبور کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اور مجبور نہ کرو اپنی باندیوں کو بدکاری پر اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا جب کہ وہ ارادہ رکھتی ہیں پاک دامنی کا۔ اگر چہ وہ چاہیں، ہے تو پھر بھی گناہ لیکن جب وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہیں تو تم ان پر جبر کیوں کرتے ہو؟ کیونکہ منافق بھی بظاہر کلمہ پڑھتے تھے اس لیے خطاب کلمہ پڑھنے والے منافقین کو فرمایا کہ خدا سے ڈرو ایسا نہ کرو لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تاکہ تم تلاش کرو دنیا کی زندگی کا سامان وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ پس اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا کیونکہ تم نے ان کو مجبور کیا ہے۔ یہ آیات جب نازل ہوئیں تو ان میں سے بعض رو، رو کے دیوانیاں ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں . وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ اور البتہ تحقیق ہم نے نازل کیں تمہاری طرف آیتیں بالکل صاف صاف وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ اور مثالیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ پہلے دو رکوعوں میں تم پڑھ چکے ہو کہ منافقوں خصوصاً رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی صفائی میں دو رکوع نازل فرمائے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسی مثالیں پہلے لوگوں میں بھی گزر چکی ہیں کہ ان پر الزام لگا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس الزام سے پاک کیا۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام پر زلیخا نے الزام لگایا اپنے خاوند کے سامنے کہ اس نے میری عزت پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیر خوار بچے کے ذریعے پاک کر دیا کہ کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہے تو یوسف علیہ السلام کی غلطی ہوگی معاذ اللہ تعالیٰ اور اگر پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو پھر زلیخا کی شرارت ہے۔ جب عزیز مصر نے دیکھا تو کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ بی بی!

تو خطا کار ہے۔ دوسرا واقعہ سورہ مریم میں تفصیلاً پڑھ چکے ہو کہ حضرت مریم علیہا السلام پر یہودی کافروں نے الزام لگایا کہ شادی نہیں ہوئی بچہ کہاں سے آ گیا؟ تو حضرت مریم علیہا السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو کہ کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس گود والے بچے سے کیسے پوچھیں یہ کیا بتلائے گا۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوت گویائی عطا فرمائی اور انہوں نے کہا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۙ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا "میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ مجھے کتاب دے گا اور مجھے نبی بنائے گا۔" تو اللہ تعالیٰ نے الزام کو صاف کر دیا۔ ایسے ہی لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا اللہ تعالیٰ نے معاملہ صاف کر دیا۔ فرق یہ ہے کہ ان کی صفائی بچوں نے دی اور صدیقہ کائنات کی صفائی خود پروردگار نے اٹھارہ آیتیں نازل فرما کر دی۔ کوئی سمجھے تو بڑی بات ہے۔ تو فرمایا ایسی مثالیں پہلے بھی گزر چکی ہیں وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴿۳۵﴾ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ روشن کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا مَثَلُ نُوْرِهٖ اس کے نور کی مثال كَمِشْكٰوةٍ جیسے طاقچہ ہے فِيْهَا مِصْبَاحٌ اس طاقچے میں چراغ ہے اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ چراغ شیشے میں ہے اَلزُّجَاجَةُ وہ شیشہ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ گویا کہ وہ ایک ستارہ ہے دُرِّيٌّ چمکتا ہوا يُّوْقَدُ وہ چراغ جلایا جاتا ہے مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ برکت والے درخت کے تیل سے زَيْتُوْنَةٍ جو زیتون کا درخت ہے لَّا شَرْقِيَّةٍ نہ مشرق کی سمت ہے

وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ اور نہ مغرب کی سمت ہے يَكَادُ زَيْتُهَا قریب ہے کہ اس کا تیل يُضِيْٓءُ روشن ہوجائے خود بخود وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ اگرچہ نہ پہنچے اس کو آگ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ روشنی پر روشنی ہے يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ہدایت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کے لیے جس کو چاہے وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ اور اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے مثالیں لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے فِيْ بُيُوْتٍ ان گھروں میں یہ نور حاصل ہوتا ہے اَذِنَ اللّٰهُ حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اَنْ تُرْفَعَ ان کو بلند کیا جائے وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ اور ذکر کیا جائے ان میں اس کا نام يُسَبِّحُ لَهٗ تسبیح بیان کرتے ہیں اس کے لیے فِيْهَا ان گھروں میں بِالْغُدُوِّ پہلے اوقات میں وَالْاٰصَالِ اور پچھلے پہروں میں رِجَالٌ ایسے مرد لَّا تُلْهِيْهِمْ نہیں غافل کرتی ان کو تِجَارَةٌ سوداگری وَّ لَا بَيْعٌ اور نہ بیچنا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ اور نماز کے قائم کرنے سے وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ اور زکوۃ کے ادا کرنے سے يَخَافُوْنَ خوف کرتے ہیں يَوْمًا اس دن کا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ کہ پلٹ جائیں گے اس میں دل وَالْاَبْصَارُ اور آنکھیں لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ تعالیٰ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا بہتر ان کاموں کا جو وہ کرتے ہیں وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اور زیادہ دے ان کو اپنے فضل سے وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے۔

اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال :

اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعے ایک بات بیان فرمائی ہے توجہ ہوگی تو سمجھ آئے گی۔ کیونکہ بات ذرا پیچیدہ اور مشکل ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ ہی روشن کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ سورج طلوع ہوتا ہے روشنی ہوتی ہے، چاند طلوع ہوتا ہے تو چاندنی ہوتی ہے، چاند کے غروب ہونے کے بعد ستارے بھی اپنے اپنے انداز سے روشنی دیتے ہیں۔ تو روشنی کے ظاہری اسباب سب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے کچھ کمزور ہے لیکن مفہوم صحیح ہے۔ ”میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔“ یعنی میرے صحابہ کی مثال آسمان کے ستاروں کے مانند ہے۔ ستاروں سے تم اپنے اپنے انداز سے روشنی حاصل کرتے ہو۔ میرے صحابہ سے بھی ہدایت کی روشنی حاصل کرو اور جیسے ستارے آسمان پر ہیں، بلند ہیں اور ان میں روشنی ہے اسی طرح سمجھو کہ میرے صحابہ کی شان بھی بہت بلند ہے اور ان میں نورِ نبوت کی روشنی ہے وہ نورِ نبوت سے منور ہیں۔ ان سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق تمہیں روشنی حاصل کرنی چاہیے۔

اگلی بات ذرا توجہ سے سمجھیں اللہ تعالیٰ نے حق کو قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد کی مثال بیان فرمائی ہے اور مثال سے سمجھایا ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ اس کے نور کی مثال ایسے ہی ہے جیسے طاقچہ ہے فِيْهَا مِصْبَاحٌ اس طاقچے میں چراغ ہے اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ چراغ شیشے میں ہے اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ ..

شیشہ گویا کہ چمکتا ہوا ستارہ ہے یُوْقَدُ وہ چراغ جلایا جاتا ہے مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ مبارک درخت کے تیل سے زَيْتُوْنَةٍ جو زیتون کا درخت ہے لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ نہ وہ شرق کی سمت ہے اور نہ مغرب کی سمت ہے يَّكَادُ زَيْتُهَا قریب ہے کہ اس کا تیل يُضِيْٓءُ روشن ہو جائے خودبخود وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ اور اگر چہ اس کو آگ نہ پہنچے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ روشنی پر روشنی ہے۔

مثال کے طور پر ایک دیوار ہے اس میں ایک طاقچہ ہے اور اس طاقچے میں ایک چراغ ہے رکھا ہوا۔ پھر وہ چراغ شیشے میں ہے اور وہ شیشہ بڑا صاف ہے کیونکہ لالٹین کا شیشہ صاف نہ ہو تو روشنی باہر اچھی طرح نہیں آتی۔ وہ شیشہ ایسے صاف ہے جیسے آسمان پر ستارے چمکتے ہیں كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ گویا کہ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے اور اس چراغ میں زیتون کا تیل ڈالا ہوا ہو کہ زیتون کا تیل تمام تیلوں میں بڑا صاف ہوتا ہے اس کا دھواں نہیں ہوتا اور وہ زیتون کے ایسے درخت سے حاصل کیا گیا ہے کہ وہ نہ بالکل مشرق کی سمت میں اور نہ مغرب کی سمت میں عین سنٹر (درمیان) میں ہے کہ پہلے پہر کی دھوپ بھی اس کو لگتی ہے اور پچھلے پہر کی بھی دھوپ لگتی ہے ایسے درخت سے حاصل کیا گیا زیادہ صاف شفاف ہوتا ہے۔ اس چراغ میں ایسے زیتون کا تیل ہو تو وہ خودبخود روشن ہونے کے لیے تیار ہے آگ اس کو نہ بھی پہنچے۔ لیکن جب آگ اس کے قریب ہو گئی تو وہ فوراً روشن ہو جائے گا نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ایک تو وہ خود روشن ہونے کو تیار ہے پھر آگ مل گئی۔

اب بات سمجھیں۔ یہ انسان کا سارا بدن ایک دیوار ہے اس میں جو سینہ ہے یہ طاقچہ ہے اس میں دل رکھا ہوا ہے یہ چراغ ہے اور دل میں جو رب تعالیٰ نے حق کو قبول کرنے اور ہدایت کو قبول کرنے کی جو صلاحیت اور استعداد رکھی ہے وہ زیتون کا تیل سمجھو کہ اگر مبلغ نہ

بھی پہنچے تو فطرت خود بخود تیار ہے ہدایت قبول کرنے کو اور اگر مبلغ پہنچے اس کی آواز پہنچے تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے وہ دل کا چراغ روشن ہو جاتا ہے یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ہدایت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کے لیے جس کو چاہتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کو سمجھانے کے لیے وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ یہ نور تمہیں مسجدوں سے ملے گا۔ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہیں یہ عظمت والی جگہیں ہیں ان کو پاک صاف رکھنے کا حکم ہے۔ ظاہری گندگی سے بھی اور باطنی گندگی سے بھی یعنی کفر شرک سے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچوں اور پاگلوں کو مسجدوں سے دور رکھو۔ کیونکہ چھوٹے بچے ناسمجھ ہوتے ہیں بول و براز نہ کر دیں یہی حال پاگلوں کا ہے ان کو بھی مسجد کے احترام کا کوئی علم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے گھروں کی بے حرمتی ہوگی۔

مسجد میں تھوکنا :

آنحضرت ﷺ مدینہ طیبہ کے ایک محلے میں تشریف لے گئے وہاں کے امام نے مسجد کی اُس دیوار پر تھوک دیا جو قبلے کی طرف تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تا حکم ثانی یہ آدمی تمہارا امام نہیں بن سکتا۔ مسجد قابل احترام جگہ ہے اس میں تھوکنا اور پھر اس دیوار پر جو جانب قبلہ ہے اور یہ مسئلہ یاد رکھنا! پیشاب کرتے وقت نہ قبلے کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو۔ بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا ”نہ چہرہ کرو قبلہ کی طرف بول و براز کے وقت اور نہ پیٹھ کرو۔“ دونوں چیزوں سے منع فرمایا ہے چاہے عمارت یا کھلی جگہ ہو۔ جمہور کے مطابق صحیح

احادیث میں یہی حکم ہے۔ اسی طرح غسل کرتے وقت بھی قبلے کی طرف منہ نہ کرو نہ پیٹھ کرو۔ قبلے کا احترام بنیادی چیزوں میں سے ہے۔ تو یہ نورِ ہدایت کہاں سے حاصل ہوگا؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فِیْ بُیُوْتٍ ان گھروں سے حاصل ہوتا ہے اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے، ان کی شان بلند کی جائے۔ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ اور ذکر کیا جائے ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کا نام یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا تسبیح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ان گھروں میں بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ پہلے اوقات میں اور پچھلے پہروں میں رِجَالٌ ایسے مرد لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ نہیں غافل کرتی ان کو سوداگری وَّ لَا بَیْعٌ اور نہ بیچنا عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی یاد سے۔

تجارت اور بیع میں فرق :

تجارت اور بیع میں فرق یہ ہے کہ تجارت تو ایک مستقل پیشہ ہے کام ہی کرتا ہے۔ اور بیع کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا کوئی مستقل پیشہ نہیں ہے عارضی طور پر کبھی دودھ بیچ دیتا ہے کبھی گندم بیچ دیتا ہے گھر سے کبھی گھی بیچ دیا، کوئی فصل بیچ دی، اپنی ضرورت کے لیے کوئی شے بیچتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو نہ تجارت غافل کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نہ بیع غافل کرتی ہے۔ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ اور نماز قائم کرنے سے یہ چیزیں نہیں روکتیں وہ نماز کو ان چیزوں سے مقدم سمجھتے ہیں وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ اور زکوٰۃ کے ادا کرنے سے یہ چیزیں نہیں روکتیں۔ یعنی وہ دینی احکامات کو سب چیزوں سے مقدم سمجھتے ہیں۔ لیکن آج کل اکثریت کا یہ حال ہے کہ دینی کاموں کو نظر انداز کرتے ہیں اور دنیا کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں بہت تھوڑے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں جو شرعی احکامات کو دنیاوی مفادات پر مقدم رکھتے ہیں یَخَافُوْنَ یَوْمًا یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے خوف کرتے

ہیں اس دن سے تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ کہ پلٹ جائیں گے اس میں دل اور آنکھیں۔ وہ قیامت کا دن ہے۔ پلٹ کا مطلب یہ ہے کہ دل اوپر کو آجائیں گے جیسے نکل چکے ہیں۔

دیکھو! انسان جب پریشان ہوتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ دل حلق کی طرف آ گیا ہے آنکھیں پتھرا جاتی ہیں، حیران ہو جائیں گے لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا تا کہ بدلہ دے ان کو اللہ تعالیٰ بہتر، ان کاموں کا جو وہ کرتے رہے ہیں۔ جو انہوں نے اچھے اعمال کیے ہوئے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ بدلہ دے گا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ اور زیادہ دے ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے۔ اس نے ایک نیکی کی نو (۹) اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے دے گا اور اگر فی سبیل اللہ کی مد میں کی ہے تو چھ سو نانوے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے دے گا وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ [بقرہ: ۲۶۱] ''اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔'' لہٰذا تم رزق حاصل کرنے کے لیے، دنیا حاصل کرنے کے لیے آخرت کو نہ چھوڑو، نماز کو نہ چھوڑو، زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ رکو وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے۔ نمازیں، روزے اللہ تعالیٰ جو رزق دیتا ہے اس میں کمی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر رزق میں کمی نہیں کرتا بلکہ ان چیزوں کی برکت سے رزق بڑھتا ہے۔ لہٰذا تم مساجد کے ساتھ تعلق جوڑو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں جن سے ہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں (اور متقیوں کو سیراب کرتے چلے جاتے ہیں)۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝۴۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۱ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۴۲

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور وہ لوگ جو کافر ہیں اَعْمَالُهُمْ ان کے اعمال كَسَرَابٍ سراب کی مانند ہیں بِقِيْعَةٍ میدان میں يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً خیال کرتا ہے اس کو پیاسا پانی حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا جَآءَهٗ جب پہنچا اس سراب کے پاس لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا تو نہیں پاتا وہاں کوئی شے وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اور پایا اس کافر نے اللہ تعالیٰ کو اس کے پاس فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ پس اللہ تعالیٰ نے پورا پورا کر دیا اس کا حساب وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور اللہ تعالیٰ جلدی حساب کرنے والا ہے اَوْ كَظُلُمٰتٍ یا جیسے اندھیرے فِيْ بَحْرٍ سمندر میں لُّجِّيٍّ جو گہرا ہے يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ جس کو ڈھانپتی ہے ایک موج مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ

اس موج کے اوپر ایک اور موج ہے مِنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ اس کے اوپر بادل ہے ظُلُمٰتٌ اندھیرے ہیں بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ بعض کے اوپر بعض اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ جس وقت نکالتا ہے اپنا ہاتھ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا نہیں قریب کہ دیکھے اپنے ہاتھ کو وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا اور جس شخص کے لیے نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے نور فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ پس اس کے لیے نہیں ہے کوئی نور اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا آپ نے اَنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ يُسَبِّحُ لَهٗ تسبیح بیان کرتی ہے اس کے لیے مَنْ وہ مخلوق فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ اور پرندے پر پھیلائے ہوئے كُلٌّ ہر ایک قَدْ عَلِمَ تحقیق جانتا ہے صَلَاتَهٗ اپنی بندگی کو وَتَسْبِيْحَهٗ اور اپنی تسبیح کو وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کو جو وہ کرتے ہیں وَلِلّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ملک آسمانوں کا اور زمین کا وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے پھر کر جانا۔

کافروں کی تین قسمیں :

پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا ذکر فرمایا اب ان کے مقابلے میں کافروں کا ذکر ہے۔ دنیا میں تین قسم کے کافر ہیں۔ ایک وہ جو رب تعالیٰ کے وجود کے بھی قائل ہیں، قیامت، حشر نشر کے بھی قائل ہیں، حساب کتاب اور ادلے بدلے کے بھی قائل ہیں لیکن اس کے باوجود کافر ہیں کیونکہ وہ آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لائے، آپ ﷺ کے دین کو تسلیم نہیں کیا۔ حالانکہ جس دن آپ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا

اس کے بعد نجات صرف آپ ﷺ کے کلمہ اور آپ ﷺ کے دین میں ہے۔ تیسرے پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ [آل عمران: ۸۵] ''اور جس نے تلاش کیا اس کے علاوہ کوئی اور دین پس وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔'' بے شک موسیٰ علیہ السلام سچے پیغمبر تھے اس دور میں ان کا کلمہ نجات کا کلمہ تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ۔ حضرت داؤد علیہ السلام رب تعالیٰ کے سچے پیغمبر تھے اپنے دور میں ان کا کلمہ تھا لا الٰہ الا اللّٰہ داؤد خلیفة اللّٰہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر تھے۔ اس دور میں کلمہ نجات تھا لا الٰہ الا اللّٰہ عیسی روح اللّٰہ۔ آنحضرت ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اب نجات صرف آپ ﷺ کے کلمہ میں ہے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ۔ جو اس کلمے کو قبول نہیں کرے گا آپ ﷺ کی شریعت کو نہیں مانے گا وہ کافر ہے، کافر ہے چاہے اللہ تعالیٰ کا قائل ہو، قیامت کا قائل ہو، نیکی بدی، حساب کتاب کا قائل ہو۔ دوسرے کافر وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو خالق مانتے ہیں رازق اور مدبر مانتے ہیں مگر قیامت اور حشر نشر کے قائل نہیں ہیں جیسے مشرکین مکہ۔ اور تیسرے وہ کافر ہیں جو سرے سے اللہ تعالیٰ کے وجود کے ہی قائل نہیں ہیں جیسے دہریے۔

کافر اور مسلمان کی مثال :

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ان کافروں کی ہے جو قیامت اور حشر نشر کے قائل ہیں اور دوسری مثال ان کافروں کی ہے جو قیامت کے قائل نہیں ہیں۔ تو وہ کافر جو قیامت کے قائل ہیں وہ اچھے کام بھی کرتے ہیں صدقہ، خیرات کرتے ہیں، ہسپتال بنواتے ہیں غریبوں کی ہمدردی کے لیے، سڑکیں بنواتے ہیں، پُل بنواتے ہیں،

پانی کا انتظام کرتے ہیں اور بہت سارے اچھے کام کرتے ہیں۔تو ایسے کافروں کی مثال ایسے ہے جیسے بڑا وسیع چٹیل میدان ہو اور اس میں ریت ہو پھر دوپہر کا وقت اور گرمی کا موسم ہو۔ریت جب چمکتی ہو تو اس کو سراب کہتے ہیں۔اس ریت کو دور سے دیکھنے والے کو پانی کا شبہ ہوتا ہے۔ایک آدمی کو پیاس لگی ہوئی ہے اور وہ پانی کی تلاش میں پھر رہا ہے وہ اس سراب کو دور سے دیکھ کے سمجھتا ہے کہ پانی ہے بھاگ کر وہاں پہنچتا ہے کہ پانی پیوں گا۔جب وہاں پہنچتا ہے تو وہ ریت ہوتی ہے۔چونکہ پیاس کی شدت کی وجہ سے جان بلب ہوتا ہے مرنے کے قریب ہوتا ہے رب تعالیٰ کا حکم پہنچتا ہے جان نکل جاتی ہے۔تو ایسا شخص جو کفر کی حالت میں اچھے عمل کرے اور امید رکھے کہ مجھے ان اچھے کاموں کا اجر ملے گا قیامت والے دن میرے کام آئیں گے تو وہ ایسے ہی دھوکے میں ہے جیسے پیاسا وہ شخص جو چمکتی ہوئی ریت کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتا ہے حالانکہ وہ پانی نہیں ہے۔اسی طرح کافر کو اچھے اعمال آخرت میں کام نہیں آئیں گے چونکہ ایمان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور وہ لوگ جو کافر ہیں اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ ان کے اعمال کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ریت ہے بِقِيْعَةٍ چٹیل میدان میں يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً خیال کرتا ہے اس کو پیاسا پانی حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ یہاں تک کہ وہ جب اس کے پاس پہنچتا ہے لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا تو نہیں پاتا وہاں کوئی شے۔پانی وانی کچھ نہیں تھا بلکہ دور سے چمکتی ہوئی ریت پر پانی کا دھوکہ ہو رہا تھا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اور پایا اس کافر نے اس کے پاس اللہ تعالیٰ کو فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ پس اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا اس کا حساب،اس کی جان نکل گئی۔تو کفر کی حالت میں نیکی کے ثواب کی امید رکھنے والا دھوکے میں ہے وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور اللہ تعالیٰ جلدی حساب کرنے والا ہے۔

دوسری مثال ان کافروں کی ہے جو قیامت کے قائل نہیں ہیں۔ اور ایسے بدبخت بھی ہیں جو رب تعالیٰ کے وجود کے بھی قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ رب کوئی چیز نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر رب نہیں ہے تو زمینیں کس نے پیدا کی ہیں؟ آسمان کس نے پیدا کیے ہیں، چاند، سورج، ستارے کس نے پیدا کیے ہیں، پہاڑ، دریا، کس نے پیدا کیے ہیں؟ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد

''دنیا میں کوئی چیز از خود نہیں بن جاتی، کوئی لوہا خود بخود تلوار نہیں بن جاتا۔''
پھر اپنے متعلق فرماتے ہیں:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

''کہ میں تو ایک سادہ سا مولوی تھا شمس تبریز جیسے کامل سے ملا تو اب لوگ میری قدر کرتے ہیں۔'' شمس تبریزؒ اکابر اولیاء میں سے گزرے ہیں۔ مولانا جلال الدین رومیؒ ان کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ان کی کتاب مثنوی شریف کاش کہ اردو میں طبع ہو جائے (اب اردو میں طبع ہو چکی ہے۔ مرتب) اخلاقیات میں بہت اونچی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کو دل میں شعلہ زن کرتی ہے۔ یہ کتاب پڑھنی چاہیے مگر افسوس کہ آج ہمیں ناولوں سے فرصت نہیں ہے۔ مذہبی کتابیں پڑھنے کا ہمیں شوق ہی نہیں ہے۔ تو ایسے کافر بھی ہیں جو رب تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں اور ایسے بھی ہیں جو قیامت کے منکر ہیں، حساب کتاب کے منکر ہیں، جزا سزا کے منکر ہیں۔ ایسے کافروں کی یہ مثال ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوْ کَظُلُمٰتٍ یا جیسے اندھیرے ہیں فِیْ بَحْرٍ ایسے سمندر میں لُّجِّیٍّ جو بڑا گہرا ہے یَّغْشٰهُ مَوْجٌ جس کو ڈھانپتی ہے ایک موج مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ اس کے اوپر ایک اور موج ہے مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ اس کے اوپر بادل ہے یعنی ایک آدمی ایسے سمندر کی تہہ میں ہے جو بڑا گہرا ہے۔ بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل کی طرح۔ اس کے اوپر پانی کی موج، اس کے اوپر پانی کی ایک اور موج ہے پھر اس پر بادل ہے یہ ایسے اندھیروں کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اس کو تو اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ تو جو کافر رب تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں، قیامت کے قائل نہیں ہیں وہ ایسے اندھیروں میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو کوئی چیز نظر نہیں آتی یہ انکارِ خدا اور کفر شرک کی موجوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں ان کو کیا نظر آئے گا؟ کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ فرمایا ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا اندھیرے ہیں بعض کے اوپر بعض جس وقت نکالتا ہے اپنا ہاتھ نہیں قریب کہ دیکھے اپنے ہاتھ کو۔ ہاتھ تو تب نظر آئے کہ کچھ روشنی ہو۔ اتنے اندھیروں میں ہاتھ کیا نظر آئے گا۔ فرمایا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اور جس شخص کے لیے نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے نور پس اس کے لیے کوئی نور نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نور اس کے لیے بناتا ہے جو نور کا طالب ہوتا ہے اور جو شخص نور کا طالب ہی نہیں ہے اس کو رب تعالیٰ نور عطا نہیں فرماتا۔ بعض آدمیوں کو شروع سے لے کر آخر تک ہدایت نصیب نہیں ہوتی تو ان کے متعلق کیا کہیں گے؟ تو یہ بات بڑی پیچیدہ سی ہے تقدیر کا مسئلہ ہے۔ تو ایسے آدمیوں کے متعلق رب تعالیٰ جانتے تھے رب تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہ ایمان قبول نہیں کریں گے اس لیے ان کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ رب تعالیٰ ہر ایک کے متعلق جانتا ہے کہ کون اپنی مرضی اور اختیار کے ساتھ ایمان اختیار کرے گا اور کون اپنی مرضی کے ساتھ کفر اختیار

کرے گا۔لہٰذا اس نے اپنے علم کے مطابق پہلے سے لکھا ہوا ہے کہ فلاں ایمان لائے گا اور فلاں کفر اختیار کرے گا اور ایمان لانے اور کفر اختیار کرنے میں انسان کے اختیار کو دخل ہے۔قرآن کریم میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ [کہف: ۲۹] ''پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔'' اپنی مرضی سے تو انسان، ایمان کفر، حق باطل، سچ جھوٹ، نیکی بدی جس پہلو کو اختیار کرنا چاہے رب تعالیٰ نے اختیار دیا ہے۔پھر رب تعالیٰ کا ضابطہ ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی [نساء: ۱۱۵] ''ہم اس کو پھیر دیں گے جس طرف کا اس نے رخ کیا۔'' جس راستے پر بندہ خود چلے رب اس پر چلا دیتا ہے۔نیکی پر چلے یا بدی پر اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دے دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [رعد: ۱۱] ''بے شک اللہ تعالیٰ تبدیل نہیں کرتا کسی قوم کی حالت یہاں تک کہ وہ خود تبدیل کریں جو ان کے نفسوں میں ہے۔'' اپنی حالت بدلنے کی نیت کریں۔

؎ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

تو جو نورِ ہدایت کا طالب نہیں ہوتا اس کو اللہ تعالیٰ نورِ عطا نہیں فرماتے اور جو طالب ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نورِ ہدایت عطا کر دیتے ہیں۔

؎ سرور و نور وجد و حال ہو جائے گا سب پیدا
مگر لازم ہے پہلے تیرے دل میں ہو طلب پیدا
نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے اے نور کے طالب
وہی کرے گا دن بھی جس نے کی ہے شب پیدا

بندہ اگر طلب ہی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ جبراً نہیں دیتا۔ بندے کی نیت اور ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر نتیجہ مرتب فرماتے ہیں۔

تو جو رب تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان بیوقوفوں کو نہیں دیکھا؟ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ کیا نہیں دیکھا آپ نے بے شک اللہ تعالیٰ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تسبیح بیان کرتی ہے اس کے لیے جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ وہ کتنی مخلوق ہے؟ احادیث میں آتا ہے کہ پہلے آسمان میں ایک بالشت بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ کھڑا اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کر رہا ہو۔ اسی طرح دوسرے تیسرے چوتھے پانچویں چھٹے اور ساتویں آسمان میں، ان کے اوپر عرش ہے، اوپر کرسی ہے اور کعبے کے عین محاذات برابر میں ایک مقام ہے جس کا نام بیت المعمور ہے وہ فرشتوں کی طواف گاہ ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور جس نے ایک مرتبہ طواف کر لیا پھر اس کو ساری زندگی دوبارہ موقع نہیں ملتا۔ چوبیس فرشتے تو ہر آدمی کے ساتھ ہیں۔ ایک دائیں کندھے پر اور ایک بائیں کندھے پر۔ دو کی ڈیوٹی دن کی ہے اور دو کی رات کی ہے۔ ان کی ڈیوٹیاں فجر اور عصر کی نماز کے وقت تبدیل ہوتی ہیں۔

اب جب فجر کی نماز یہاں شروع ہوئی تو ڈیوٹی بدل گئی رات والے فرشتے چلے گئے اور دن والے آ گئے۔ پھر جب عصر کا وقت ہوگا تو پھر ڈیوٹی بدل جائے گی دن والے فرشتے چلے جائیں گے اور رات والے آ جائیں گے۔ یہ چار فرشتے تو دن رات میں انسان کی نیکیاں برائیاں لکھنے کے لیے مقرر ہیں۔ اس محکمے کا نام کراماً کاتبین ہے۔ سورۃ الانفطار میں ہے وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ "اور بے شک تمہارے اوپر حفاظت

کرنے والے مقرر ہیں وہ باعزت لکھنے والے ہیں۔'' اور دس فرشتے دن کو اور دس فرشتے رات کے وقت جان کی حفاظت پر مامور ہیں جب تک اس کی جان کی حفاظت منظور ہوتی ہے۔اور یہ قرآن پاک سے ثابت ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ [رعد:۱۱] ''اس کے لیے آگے پیچھے آنے والے ہیں اس آدمی کے آگے بھی اور پیچھے بھی جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔'' جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے دس فرشتے دن کو اور دس فرشتے رات کو بندے کی جان کی حفاظت کرتے ہیں۔تو یہ چوبیں فرشتے دن رات بندے کے ساتھ رہتے ہیں۔پھر جنات کے ساتھ بھی ہیں۔جو مکلّف مخلوق ہے ان سب کے ساتھ ہیں۔اس سے تم فرشتوں کی کثرت کا اندازہ لگالو۔تو جتنی مخلوق آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے ساری اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ اور پرندے پر پھیلائے ہوئے فضا میں، وہ بھی اپنے انداز سے رب تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

پندرھویں پارے میں پڑھ چکے ہو وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ [بنی اسرائیل: ۴۴] ''کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو رب تعالیٰ کی تسبیح نہ بیان کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔'' کوئی زبان حال سے اور کوئی زبان قال سے، ساری مخلوق رب تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف ہے كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ہر ایک شے نے جان لی اپنی بندگی اور اپنی تسبیح وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کو جو اس کی مخلوق کرتی ہے۔نیکی بدی کوئی چیز رب تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔وہی خالق ہے، وہی مالک ہے، وہی مدبر ہے، وہی مصرف ہے اور متصرف

بھی ہے زمینوں اور آسمانوں میں۔ خدائی اختیارات کسی کو حاصل نہیں ہیں۔ اور یاد رکھو! وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی پھر کر جانا ہے۔ اس کے لیے تیاری کرو کہ کیا لے کر جانا ہے اور تمہارے پاس کیا ہے؟

شاعر کہتا ہے.....

ٹھکانا گور ہے تیرا عبادت کچھ تو کر غافل
کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جانا نہیں اچھا

اور ہمارے پاس تو ٹکٹ بھی نہیں ہے سفر خرچ کہاں ہوگا؟

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿۴۸﴾ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿۴۹﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۵۰﴾

اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا آپ نے اَنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ یُزْجِیْ چلاتا ہے سَحَابًا بادلوں کو ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ پھر ان کو جوڑتا ہے ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُکَامًا پھر بنا دیتا ہے ان کو تہہ بہ تہہ فَتَرَی الْوَدْقَ پھر آپ دیکھتے ہیں بارش کو

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ نکلتی ہے ان کے درمیان سے وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ اور
نازل کرتا ہے آسمان کی طرف سے مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا اس میں جو پہاڑ ہیں مِنْ
بَرَدٍ اولوں کے فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ پس پہنچاتا ہے وہ اولے جس کو چاہے
وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ اور پھیرتا ہے اس کو جس سے چاہے يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ
قریبٌ ہے اس کی بجلی کی چمک يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ لے جائے آنکھوں کی روشنی
کو يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ بدلتا ہے اللہ تعالیٰ رات وَالنَّهَارَ اور دن کو اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَعِبْرَةً بے شک اس میں البتہ عبرت ہے لِّاُولِي الْاَبْصَارِ آنکھوں
والوں کے لیے وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر جانور کو
مِّنْ مَّآءٍ پانی سے فَمِنْهُمْ پس ان میں سے مَّنْ وہ ہیں يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ جو
چلتے ہیں اپنے پیٹ کے بل وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ اور ان میں سے
وہ بھی ہیں جو چلتے ہیں دو پاؤں پر وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ اور ان میں
سے وہ بھی ہیں جو چلتے ہیں چار پاؤں پر يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ پیدا کرتا ہے اللہ
تعالیٰ جو چاہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر
قادر ہے لَقَدْ اَنْزَلْنَآ البتہ تحقیق ہم نے اتاری ہیں اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ آیتیں کھول
کر بیان کرنے والیاں وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے
جس کو چاہتا ہے اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے کی طرف وَيَقُوْلُوْنَ
اور یہ کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر وَبِالرَّسُوْلِ اور رسول ﷺ

پر وَاَطَعْنَا اور ہم نے اطاعت کی ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ پھر پھر جاتا ہے ایک گروہ ان میں سے مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ اس کے بعد وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ اور یہ لوگ مومن نہیں ہیں وَاِذَا دُعُوْآ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور جس وقت ان کو دعوت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف لِیَحْکُمَ بَیْنَهُمْ تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کریں اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اچانک ایک گروہ ان میں سے اعراض کرنے والا ہوتا ہے وَاِنْ یَّکُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ اور اگر ہو ان کے لیے حق یَاْتُوْآ اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ تو آتے ہیں حق کی طرف بڑی جلدی سے چل کر اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے اَمِ ارْتَابُوْآ یا انہوں نے شک کیا ہے اَمْ یَخَافُوْنَ یا وہ ڈرتے ہیں اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ یہ کہ ظلم کرے گا ان پر اللہ تعالیٰ وَرَسُوْلُهٗ اور اللہ تعالیٰ کا رسول بَلْ ہرگز نہیں اُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وہی لوگ ظالم ہیں۔

قدرتِ خداوندی :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں مختلف طریقوں سے اپنا قادر ہونا سمجھایا ہے کیونکہ توحید کی بنیاد ہی یہی ہے کہ سب کچھ رب تعالیٰ ہی کرتے ہیں اور سارے اختیارات اسی کے پاس ہیں اس کے سوا مافوق الاسباب کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ نہ زندہ نہ مردہ، نہ کوئی انسان، نہ جن، نہ کوئی فرشتہ، نہ کوئی پیر نہ فقیر، کسی کے پاس خدائی اختیارات نہیں ہیں۔ نہ رب تعالیٰ نے کسی کو دیئے ہیں۔ خدائی اختیارات صرف اس کے اپنے پاس ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سمجھانے کے لیے مختلف طرح کی دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔

اس مقام پر ارشاد ہے اَلَمْ تَرَ اے انسان کیا تو نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا بے شک اللہ تعالیٰ چلاتا ہے بادلوں کو، ہواؤں کو حکم دیتا ہے وہ بادلوں کو اڑاتی ہیں، چلاتی ہیں ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ پھر ان کو جوڑتا ہے بادل پہلے جدا جدا ٹکڑے ہوتے ہیں پھر رب تعالیٰ کے حکم سے وہ ٹکڑے اکٹھے ہو جاتے ہیں ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا پھر بنا دیتا ہے ان کو تہہ بہ تہہ۔ پہلے بادل باریک ہوتا ہے پھر اس کو گہرا کر دیتا ہے فَتَرَى الْوَدْقَ پھر آپ دیکھتے ہیں بارش کو يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ نکلتی ہے ان بادلوں کے درمیان سے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سمجھنے کے لیے تو اتنی بات ہی کافی ہے کہ بادل کس نے اکٹھے کیے؛ ہواؤں کو کس نے حکم دیا، پہلے جدا جدا ٹکڑے تھے پھر جڑ گئے، پہلے باریک تھے پھر گہرے ہو گئے پھر ان کے درمیان سے بارش نکلنے لگ گئی وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ اور اتارتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف سے مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ اس میں جو پہاڑ ہیں اولوں کے۔ ہوائی جہاز پر سفر کرو تو نیچے بادل ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے پہاڑ ہیں۔ گویا یہ جو بادلوں کے پہاڑ ہیں ان سے اولے رب تعالیٰ اتارتے ہیں۔ برد کی 'را' پر اگر جزم ہو تو معنیٰ ہوتا ہے ٹھنڈک۔ اور اگر 'را' پر زبر ہو تو معنیٰ ہے اولے۔ تو آسمان کی طرف سے یا دلوں کے پہاڑوں سے اولے کون اتارتا ہے فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ پس پہنچاتا ہے وہ اولے جس کو چاہے۔ جن لوگوں پر وہ چاہتا ہے اولے پھینکتا ہے۔

سنا ہے پچھلے دنوں اوکاڑے میں ایک ایک پاؤ کا اولا پڑا ہے وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ اور پھیرتا ہے اس کو جس سے چاہتا ہے۔ جہاں نہیں پھینکنے وہاں نہیں پھینکتا۔ اسی بادل سے بارش برستی ہے، اسی بادل سے ژالہ باری ہوتی ہے۔ یہ کون کرتا ہے؟ حیرت ہے ان لوگوں پر جو رب تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں۔

اہل حق کا دہریے سے مناظرہ :

ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک اہل حق کا ایک دہریے سے مناظرہ ہوگیا۔ دہریہ کہتا ہے کہ رب کوئی چیز نہیں ہے معاذ اللہ تعالیٰ اور حق والے نے رب تعالیٰ کا وجود ثابت کرنا ہے۔ دن اور وقت کا تعین ہوگیا، لوگ جمع ہوگئے دہریہ بھی پہنچ گیا لیکن حق پرست نے جان بوجھ کر تاخیر کی۔ جب پہنچا تو دہریے نے کہا کہ آپ نے وعدے کی خلاف ورزی کی ہے دیر سے آئے ہو۔ حق پرست نے کہا کہ راستے میں نالے تھے بارش کی وجہ سے ان میں پانی زیادہ تھا عبور نہیں کرسکتا تھا پانی کم ہوا تو پہنچ گیا ہوں۔ دہریے نے کہا بے وقوف بادل تو تھا نہیں بارش کہاں سے آگئی؟ حق پرست نے کہا میرا دعویٰ ثابت ہوگیا ہے کہ اگر بادل کے بغیر بارش نہیں ہوسکتی تو یہ زمین اور آسمان خالق کے بغیر کیسے ہوگئے اور ان کا نظام رب تعالیٰ کے بغیر کون چلا رہا ہے؟ آپ بادل کے بغیر بارش کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں میں خالق کے بغیر زمین، آسمان، پہاڑ، دریا کیسے مان لوں؟ اور کیسے مان لوں کہ ان کا نظام خود بخود چل رہا ہے اور کوئی چلانے والا نہیں ہے۔ کل ہی آپ حضرات نے مولانا رومؒ کا بیان سنا کہ

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد

''کوئی چیز خود بخود نہیں بنی، بنانے والے نے بنائی ہے۔'' حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں واقعہ نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کشتی میں سوار تھے ایک دہریہ بھی کشتی سوار ہوا۔ پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ ہیں جن کا نام نعمان والد صاحب کا نام ثابت اور دادا کا نام زوطہ تھا ایرانی النسل تھے جیسے امام بخاری بھی ایرانی النسل ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ

اجمعین ۔ وہ دہریہ امام صاحب کے پاس آ کر کہنے لگا کہ سنا ہے تم بڑے امام ہو۔ امام صاحب نے فرمایا کہ سنی سنائی بات غلط بھی ہوسکتی ہے۔ کہنے لگا میں نے آپ کی بڑی شہرت سنی ہے میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہے یا نہیں؟ امام صاحب نے اس سے کہا کہ میں اس وقت عجیب وغریب کیفیت میں ہوں ۔ بڑا عجیب واقعہ میرے پیش نظر ہے۔ اس میں متفکر ہوں اس کے بعد میں آپ کو کچھ کہہ سکتا ہوں۔ وہ اس طرح کہ میں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک پودا خود بخود اُگ گیا اور بڑا درخت بن گیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ خود بخود کٹ گیا اور اس کے تختے بن گئے پھر وہ تختے خود بخود جڑ گئے اور کشتی تیار ہوگئی۔ اب وہ کشتی بغیر کسی ملاح کے خود بخود لوگوں کو ادھر ادھر لے جاتی ہے اور خود کرایہ وصول کرتی ہے۔ دہریے نے کہا کہ میں نے تو سنا ہے کہ آپ بڑے عقل مند ہیں لیکن آپ تو بڑے بے وقوف ثابت ہوئے ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ درخت خود بخود اُگ کے بڑا ہو گیا پھر اس کے تختے بن کر کشتی تیار ہوگئی اور خود بخود لوگوں کو آر پار لے جانے لگی اس کو کوئی چلانے والا نہیں ہے۔ یہ بات میں کیسے مان لوں؟ امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے تجھے مسئلہ سمجھا دیا ہے رب تعالیٰ کے وجود کا۔ تجھے ایک کشتی سمجھ نہیں آرہی کہ وہ خود بخود بن گئی اور خود بخود چل سکتی ہے تو میں یہ کیسے مان لوں کہ یہ زمین آسمان کا نظام بغیر کسی چلانے والے کے چل رہا ہے اور یہ خود بخود بن گیا ہے۔ کوئی آدمی سمجھنا چاہے تو آسانی سے سمجھ سکتا ہے مگر ضدی کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

فرمایا یہ رب تعالیٰ کی قدرتیں ہیں یَکَادُ سَنَا بَرْقِهٖ قریب ہے اس کی بجلی کی چمک یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ لے جائے آنکھوں کو۔ حکماء لکھتے ہیں کہ جب بجلی چمکے تو اس کو نہیں دیکھنا چاہیے۔ یا تو آدمی اندھا ہو جائے گا یا بینائی متاثر ہوگی۔ اسی طرح سورج گرہن

کے وقت بھی سورج کو نہیں دیکھنا چاہیے بینائی متاثر ہوگی یا بالکل چلی جائے گی۔ اسی طرح تیز روشنی کو دیکھنا بھی بینائی کو متاثر کرتا ہے یُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ بدلتا ہے اللہ تعالیٰ رات اور دن کو۔ آج سے ایک مہینہ پہلے رات ایک گھنٹہ زیادہ تھی بہ نسبت دن کے اور اب رات چھوٹی ہوتی جا رہی ہے اور دن بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ گھٹانے بڑھانے والا کون ہے؟ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ بے شک اس میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

تیسری دلیل: وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر جانور کو مخصوص قسم کے پانی سے جو اس نوع کا نطفہ ہے۔ انسان کو انسان کے نطفے سے، گدھے کو گدھے کے نطفے سے علیٰ ہذا القیاس باقی جانور ہیں۔ تو یہ ہر نوع کے جانور کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ پس ان میں سے بعض وہ ہیں جو چلتے ہیں پیٹ کے بل جیسے سانپ وغیرہ اور اتنے تیز چلتے ہیں کہ بعض ٹانگوں والے بھی ان کو نہیں پہنچ سکتے وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو چلتے ہیں دو پاؤں پر جیسے انسان ہیں، مرغیاں ہیں، پرندے ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ اور ان میں سے وہ ہیں جو چلتے ہیں چار ٹانگوں پر، گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ۔ ان سب کو پیدا کرنے والا کون ہے یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ ایک جانور ہے کن کھجورہ اس کی چوالیس ٹانگیں ہیں۔ بائیس ایک طرف اور بائیس ایک طرف۔ اور ایک جانور ہے اس کو ہزار پائے کہتے ہیں پانچ سو ٹانگ ایک طرف اور پانچ سو ٹانگ دوسری طرف، پوری ریل گاڑی ہے۔ ان سب کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ رب تعالیٰ کو

سمجھنا چاہو تو اپنے وجود کو دیکھ کر غور وفکر کر کے سمجھ سکتے ہو۔ جانوروں کو دیکھ کر سمجھ سکتے ہو۔ بارش اور اولوں کو دیکھ کے سمجھ سکتے ہو لیکن ضد اور عناد ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ فرمایا لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ البتہ تحقیق ہم نے نازل کی ہیں آیتیں کھول کر بیان کرنے والیاں، حقیقت کو کھول کے رکھ دیتی ہیں وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔ اور ہدایت دیتا کس کو ہے؟ جو طالب ہوتا ہے ہدایت حاصل کرنے کی نیت کرے۔ جبراً اللہ تعالیٰ ہدایت کسی کو نہیں دیتا۔

منافق کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

آگے منافقوں کا ایک واقعہ بیان فرمایا۔ اس سے قبل پانچویں پارے میں بھی بیان ہوا ہے۔ بشیر نامی منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا ایک زمین کے متعلق۔ یہودی کہتا تھا زمین میری ہے اور منافق کہتا تھا یہ زمین میری ہے وہ سادہ زمانہ تھا اس وقت رجسٹریاں انتقال تو ہوتے نہیں تھے۔ آج بھی بعض پرانے لوگوں کے مکانات کی رجسٹریاں نہیں ہیں لیکن سارے لوگ جانتے ہیں کہ یہ ان کے ہیں۔ تو اس زمانے میں بھی رجسٹریاں نہیں ہوتی تھیں اور اس دعویٰ میں یہودی سچا تھا۔ منافق نے ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا، ایک محلے میں رہتے تھے۔ یہودی نے کہا کہ آپ کے پیغمبرؐ سے فیصلہ کروا لیتے ہیں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔ منافق ظاہری طور پر تو مسلمانوں میں شامل ہوتا ہے نفاق تو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتے ہیں۔ منافق نے یہودی سے کہا کہ تم نے ہمارے نبی کا کلمہ نہیں پڑھا لہٰذا ان کے پاس نہیں جانا بلکہ تمہارے مولوی کعب ابن اشرف کے پاس جاتے ہیں۔ یہ یہودیوں کا بڑا راشی مولوی تھا اس کو جو اشارہ کر دیتا کہ تجھے کچھ ملے گا تو ڈگری اس کے حق میں کر دیتا تھا۔ محلے

والوں کے مجبور کرنے پر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے۔آپ ﷺ نے دونوں کی گفتگو سنی دلائل سنے اور یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا کہ یہ زمین یہودی کی ہے۔منافق کو بڑی تکلیف ہوئی کہ میں جھوٹا بھی ہوا اور زمین بھی ہاتھ سے نکل گئی۔

چنانچہ اس پر بدبختی کا غلبہ ہوا اور کہنے لگا کہ چلو عمر رضی اللہ عنہ سے بھی فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کافروں کے متعلق بڑے سخت ہیں جب ان کو علم ہوگا کہ میں کلمہ پڑھنے والا ہوں اور یہ یہودی ہے تو میری رعایت کریں گے یہ اس کا وہم تھا یہودی بڑا سمجھ دار تھا اس نے کہا ٹھیک ہے چلو۔ وہ جانتا تھا کہ بڑی عدالت کے فیصلے کے بعد چھوٹی عدالت کیا کرے گی۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے فیصلہ کرنے کا حق دیا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ وغیرہ کو کہ محلوں سے جو چھوٹے موٹے مقدمات آتے ہیں سن کر فیصلہ کر دیا کرو۔ کیونکہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اپنا مقدمہ ان کے سامنے رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے مجھے فیصلہ کرنے کا حق ہے مگر یہاں دو قوموں کا مسئلہ ہے ایک یہودی ہے اور ایک مسلمان ہے اگر کوئی کمی بیشی مجھ سے ہوگئی تو دو قوموں کے ساتھ نبھانا بڑا مشکل ہو جاتا ہے دونوں مسلمان ہوتے تو میں فیصلہ کر دیتا لہٰذا مقدمہ مجھ سے بڑا ہے تم آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ۔ یہودی کہنے لگا وہاں سے تو ہو آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ یہودی نے کہا کہ ان کا فیصلہ میرے حق میں ہوا ہے۔ بشیر نامی منافق سے پوچھا کہ واقعی آنحضرت ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا پھر ٹھہر جاؤ میں بھی فیصلہ کرتا ہوں۔ اندر گئے جو بڑی تیز تلوار تھی لے کر آئے اور منافق کا سر اتار دیا کہ جو آنحضرت ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا پھر اس کا فیصلہ

میری تلوار ہی کرے گی۔ایک قول کے مطابق اس دن سے حضرت عمرؓ کا فاروق لقب پڑا۔حق اور باطل کے درمیان عملاً فیصلہ کرنے والا۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ اور یہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر وَبِالرَّسُوْلِ اور رسول ﷺ پر ایمان لائے وَاَطَعْنَا اور ہم نے اطاعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے قائل ہیں ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ پھر پھر جاتا ہے ایک گروہ ان میں سے مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ اس کے بعد۔آج ساری پاکستانی قوم بمع حکمرانوں کے،الا ماشاءاللہ، کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن قرآنی احکامات کی طرف بلاؤ تو نہیں آتے۔ان میں ترمیمیں کرتے ہیں۔ یہ آیات ان پر صادق اور فٹ آتی ہیں وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ یہ لوگ مومن نہیں ہیں۔یہ صرف زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ان آیات کو بار بار پڑھو اور ان پر غور وفکر کرو کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول ﷺ پر اور ان کے اطاعت گزار ہیں لیکن عملی طور پر پھر جاتے ہیں یہ اپنے دعویٰ میں بالکل جھوٹے ہیں۔

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور جب ان کو دعوت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اچانک ایک گروہ ان میں سے اعراض کرنے والا ہوتا ہے۔یہی حالت ہمارے حکمران طبقے کی ہے۔دعویٰ ایمان کا ہے اور قرآن کے احکام میں ترمیم کرنے کے درپے ہیں ان میں ہیرا پھیری کرتے ہیں۔علامہ اقبال مرحوم نے کیا اچھا کہا ہے......

؎ خویش را تاویل کن نے ذکر را

اپنے آپ کو پھیر و قرآن پاک کو نہ ہلاؤ اپنی جگہ سے۔ اپنے غلط نظریات کو بدل لو قرآن کو نہ بدلو۔ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ اور اگر ہو ان کے لیے حق کہ ان کو ملے گا يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ تو آتے ہیں حق کی طرف بڑی جلدی سے چل کر۔ جب ان کو پتا چلتا ہے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ سے کچھ ملے گا تو بھاگے بھاگے آتے ہیں اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے اَمِ ارْتَابُوْٓا یا شک کرتے ہیں اَمْ يَخَافُوْنَ یا خوف کرتے ہیں اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ یہ کہ ظلم کرے گا ان پر اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کا رسول، حاشا وکلا بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ہرگز نہیں وہی لوگ ظالم ہیں۔ اسی لیے رب تعالیٰ کے احکامات سے گریز کرتے ہیں۔

اِنَّمَا

كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾

اِنَّمَا پختہ بات ہے كَانَ ہے قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ بات ایمان والوں کی اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جس وقت ان کو دعوت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف وَرَسُوْلِهٖ اور اس کے رسول کی طرف لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ تاکہ وہ فیصلہ کریں ان کے درمیان اَنْ يَّقُوْلُوْا تو وہ کہتے ہیں سَمِعْنَا ہم نے سن لیا وَاَطَعْنَا اور ہم نے اطاعت کی وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کی وَيَخْشَ اللّٰهَ اور ڈرے گا اللہ تعالیٰ سے وَيَتَّقْهِ اور بچے گا (اس کی نافرمانی سے) فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ پس یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ اوران لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کی جَھْدَ اَیْمَانِہِمْ مضبوط قسمیں لَئِنْ اَمَرْتَھُمْ البتہ اگر آپ ان کو حکم دیں گے لَیَخْرُجُنَّ تو وہ ضرور نکلیں گے قُلْ آپ کہہ دیں لَا تُقْسِمُوْا تم قسمیں مت اٹھاؤ طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ دستور کے مطابق اطاعت ہے اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ خَبِیْرٌ خبردار ہے بِمَا اس کاروائی سے تَعْمَلُوْنَ جو تم کرتے ہو قُلْ آپ کہہ دیں اَطِیْعُوا اللّٰہَ اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور اطاعت کرو رسول کی فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر تم نے روگردانی کی فَاِنَّمَا پس پختہ بات ہے عَلَیْہِ پیغمبر کے ذمہ مَا وہ چیز ہے حُمِّلَ جو ان کو اٹھوائی گئی ہے وَعَلَیْکُمْ اور تمہارے اوپر مَّا وہ چیز ہے حُمِّلْتُمْ جو تمہیں اٹھوائی گئی ہے وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ اور اگر تم اطاعت کرو گے اس کی تَھْتَدُوْا تو ہدایت پالو گے وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اور نہیں ہے رسول کے ذمے اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ مگر پہنچا دینا کھول کر۔

ربطِ آیات :

کل کے سبق میں آپ حضرات نے سنا (پڑھا) کہ جب منافقوں کو دعوت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں تو ایک فریق ان میں اعراض کرتا ہے۔ اب ان کے بالمقابل مومنوں کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا پختہ اور یقینی بات ہے کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہے بات ایمان والوں کی۔ کب؟ اِذَا دُعُوْآ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ جب ان کو دعوت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ تاکہ اللہ تعالیٰ اور

اس کا رسول ﷺ ان کے درمیان فیصلہ کریں۔اس کے مومنوں کی بات یہ ہوتی ہے اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا بلا قیل وقال کہتے ہیں کہ ہم نے حکم سن لیا اور مان لیا۔کوئی حیلہ بہانہ نہیں کرتے۔

جذبہ جہاد :

جنگ احد کا موقع تھا آنحضرت ﷺ نے منادی کرائی کہ جو مسلمان جس حالت میں ہے آ جائے۔حضرت حنظلہ ﷺ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی میاں بیوی آپس میں ملے تھے۔ آواز سنی کہ جس حالت میں ہو نکل آؤ۔انہوں نے خیال کیا کہ اگر میں غسل کروں گا تو آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی اسی حالت میں آ گئے۔جنگ میں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔چونکہ غسل واجب تھا اور اسی حالت میں شہید ہو گئے۔لوگوں نے آنکھوں سے دیکھا کہ شہید ہونے کے بعد فرشتوں نے ان کو تختے پر لٹا کر غسل دیا اسی لیے ان کا لقب ہے غَسِیْلُ الملٰئکۃ کہ فرشتوں نے ان کو غسل دیا۔

تین گھروں میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے :

اور ایک مسئلہ بھی سمجھ لیں اور اس کو یاد بھی رکھنا کہ تین گھروں میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔رحمت کے فرشتوں کا الگ محکمہ ہے جو مومنوں کے گھروں میں جا کر رحمت کی دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ان گھر والوں پر رحمت نازل فرما۔اس وجہ سے ان کو رحمت کے فرشتے کہتے ہیں۔

☆......تو جس گھر میں کتا ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔البتہ تین قسم کے کتے شریعت نے مستثنیٰ کیے ہیں۔

۱)......شکاری کتا اور اس سے شکار کھیلتے ہوں۔محض شکاری ہونا کافی نہیں ہے۔

۲)......وہ کتا جو جانوروں کی حفاظت کے لیے رکھا ہوا ہو۔

۳)......وہ کتا جو کھیتی کی حفاظت کے لیے رکھا ہو۔

ان تین قسموں کے علاوہ اور کوئی کتا گھر میں ہوگا تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

☆......اور اس گھر میں بھی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں جاندار کی تصویر سامنے نظر آتی ہو۔ اگر نظر نہیں آتی مثلاً کتاب میں ہے، نوٹوں پر ہے اور نوٹ جیب میں ہیں تو پھر جدا بات ہے۔ کیونکہ فرشتے غیب نہیں جانتے

☆......اور تیسرا اس گھر میں بھی فرشتے داخل نہیں ہوتے کہ میاں بیوی پر غسل واجب ہو اور وہ غسل کے بغیر چلیں پھریں کہ ایسے جسم سے ایک خاص قسم کی بو آتی ہے اور فرشتوں کو بو سے نفرت ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ہونٹوں کے قریب فرشتے ہوتے ہیں جو باری باری درود شریف پہنچاتے ہیں اور جو آدمی ذکر و اذکار کرتا ہے سبحان اللہ وغیرہ وہ پہنچاتے ہیں۔ مگر جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ کی بو کی وجہ سے ایک میل دور بھاگ جاتے ہیں۔ مگر ہمارا تو مشغلہ ہے روزمرہ جھوٹ بولنا۔ اور ہمیں بو محسوس بھی نہیں ہوتی کیونکہ ہماری حس مری ہوتی ہے۔ تو مومنوں کو جب بلایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے تو وہ بلا قیل و قال کہتے ہیں ہم نے سن لیا اور مان لیا۔ اور منافقوں کے دل میں نہ اللہ تعالیٰ کی عظمت ہوتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی ﷺ۔ اس لیے زبانی طور پر تو مانتے ہیں اور دل سے منکر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ دل و جان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں وَاُولٰٓئِکَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ کامیاب ہیں وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ اور ڈرے گا اللہ تعالیٰ سے اور بچتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ پس یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

مومنوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر منافقوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ منافق زبان چلانے کے بڑے ماہر تھے گفتگو بڑے انداز سے کرتے تھے اور قسموں کے ساتھ اس کو مضبوط کر کے آدمی کو قائل کر لیتے اور جھوٹ کو ایسے انداز میں پیش کرتے کہ سننے والا اس کو سچ سمجھتا تھا۔ چنانچہ ۶ ھ میں آنحضرت ﷺ غزوہ بنی مصطلق سے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کا جھگڑا ہو گیا۔ مہاجر نے انصاری کے سر پر کوئی چیز دے ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ انصاری نے زور سے نعرہ بلند کیا یا للانصار اے انصاریو! میری مدد کو پہنچو اس مہاجر نے مجھے زخمی کر دیا ہے۔ ادھر مہاجر نے بھی یا للمهاجرون کا نعرہ لگا دیا کہ مجھے انصاریوں سے بچاؤ۔ جب آنحضرت ﷺ کو علم ہوا تو فرمایا ما بال دعوی الجاهلية لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جاہلیت کے نعرے لگا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو اِنَّهَا مُنْتِنَه یہ تو بدبودار نعرے ہیں۔ اس سفر میں عبد اللہ ابن ابی رئیس المنافقین بھی شامل تھا کچھ اور منافق بھی تھے۔ یہ رات کو ایک خیمے میں اکٹھے ہوئے اور واہی تباہی باتیں کیں آنحضرت ﷺ کے متعلق کہ کوئی مسلمان سن نہیں سکتا۔ جن میں سے ایک بات یہ بھی تھی لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ [منافقون: ۸] ”ضرور نکال دے گا عزت والا اس میں سے ذلت والوں کو۔“ رئیس المنافقین نے یہ بات کہی وہ اپنے آپ کو مدینہ طیبہ کا بڑا معزز سمجھتا تھا کہ ہم واپس جا کر اس ذلیل ترین انسان کو نکال دیں گے معاذ

اللہ تعالیٰ۔ یہ جملہ اس کمینے نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نوعمر صحابی تھے قریب سے ان کی باتیں سن رہے تھے رات کے اندھیرے کی وجہ سے ان کو خبر نہ ہوئی۔ صبح ہوئی تو یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہنے لگے حضرت! ضمیر تو گوارا نہیں کرتا دل بھی نہیں چاہتا مگر حضرت مجبوراً کچھ باتیں کہنی پڑتی ہیں۔ حضرت! رات میرا خیمہ ان لوگوں کے قریب تھا۔ حضرت! انہوں نے بہت اوٹ پٹانگ باتیں کی ہیں آپ کے بارے میں۔ ان باتوں میں سے کچھ بتائیں بھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو بلایا فرمایا تم نے رات یہ باتیں کی ہیں کہنے لگے جی توبہ توبہ! ہم ایسی باتیں کر سکتے ہیں۔ ہماری زبانیں نہ جل جائیں، ہمارے ہونٹ نہ ختم ہو جائیں کہ آپ کے متعلق ایسی باتیں کریں اس کو کہو گواہ لائے۔ وہاں گواہ کہاں تھے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ ان خبیثوں نے اتنے اعتماد سے بات کی اور یقین دلایا کہ حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **فَكَذَّبَنِيْ وَصَدَّقَهُمْ** "پس آنحضرت ﷺ نے مجھے جھوٹا قرار دیا اور ان کو سچا مان لیا اور مجھ سے سخت ناراض ہوئے۔" کہ تم نے خواہ مخواہ سچے لوگوں کو جھوٹا بنانے کے لیے یہ کہانی بنائی ہے۔ فرماتے ہیں میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ میں روتا ہوا واپس آ گیا۔ میرے چچا میرے ساتھ تھے۔ اس نے پوچھا کیا بات ہوئی ہے؟ میں نے بتایا تو کہا آنحضرت ﷺ نے تجھے جھوٹا کہا ہے اب تجھے سچا کون کہے گا؟ میں روتا تھا میرے چچا نے مجھے جھڑکا کہ تم نے ایسی حرکت کیوں کی ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے غلط بیانی نہیں کی بلکہ یہ سب باتیں ہوئی ہیں۔ تھوڑا سا وقت گزرا تو آنحضرت ﷺ کا قاصد آیا اَجِبْ رسول اللہ ﷺ۔ اے زید! آپ کو آنحضرت ﷺ بلا رہے ہیں فوراً پہنچو۔ میں سہما سہما ڈرتا ڈرتا ہوا پہنچا کہ کہیں مجھے آپ ﷺ سزا نہ دیں۔ لیکن دیکھا تو آنحضرت ﷺ کا چہرہ بڑا روشن

تھا۔ فرمایا اے زید! قَدْ صَدَّقَکَ اللّٰہ تعالٰی ''اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا قرار دیا ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔ پھر سورہ منافقون پڑھ کر سنائی اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ ''جب آتے ہیں آپ کے پاس منافق تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ البتہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے بے شک منافق البتہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ سب کچھ انہوں نے کہا ہے جو زید نے آپ ﷺ کو بتایا ہے۔ تو یہ منافق جب آپ کے پاس آتے تھے تو بڑے زوردار الفاظ میں قسمیں اٹھاتے تھے۔ حضرت! رب کی قسم ہے جب آپ ہمیں جہاد کا حکم دیں گے تو ہم دوسروں سے پہلے نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جَھْدَ مضبوط اَیْمَانِھِمْ اپنی قسمیں لَئِنْ اَمَرْتَھُمْ البتہ اگر آپ ان کو حکم دیں گے لَیَخْرُجُنَّ البتہ ضرور نکلیں گے جہاد کے لیے قُلْ آپ کہہ دیں لَا تُقْسِمُوْا تم مت قسمیں اٹھاؤ طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ دستور کے مطابق اطاعت ہے ہم تمہاری اطاعت کو جانتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بے شک اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کاروائی سے جو تم کرتے ہو۔ تم جھوٹے لوگ ہو ایسے ہی خواہ مخواہ جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہو قُلْ آپ کہہ دیں اَطِیْعُوا اللّٰہَ صحیح معنٰی میں سچ مچ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو صحیح معنٰی میں فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر تم نے روگردانی کی اور اطاعت سے پھر گئے فَاِنَّمَا عَلَیْہِ بے شک نبی کے ذمہ ہے مَا حُمِّلَ وہ بات جو ان پر ڈالی گئی ہے۔ جس کے وہ مکلّف ہیں اس کا سوال ان سے ہوگا وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ اور تمہارے ذمہ ہے جو تم پر

ڈالی گئی ہے۔ پہلے پارے میں رب تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ اے نبی کریم ﷺ! آپ سے دوزخیوں کے متعلق سوال نہیں ہوگا۔'' کہ یہ دوزخ میں کیوں گئے ہیں اور یہ سوال چند وجوہات کی بنیاد پر ہو سکتا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ نے پیغام پہنچانے میں کوتاہی کی ہو اور اس کوتاہی کی وجہ سے وہ دوزخ میں چلے گئے ہوں۔ حالانکہ کسی بھی پیغمبر نے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں قطعاً کوئی کوتاہی نہیں کی اور وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ہدایت دینا آپ ﷺ کے بس میں ہوتا تو پھر سوال ہوتا کہ آپ ﷺ کو ہدایت دینے کا اختیار تھا پھر یہ دوزخ میں کیوں گئے ہیں؟ حالانکہ یہ بھی نبی کے اختیار میں نہیں ہے اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ''بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے اس کو جس کے ساتھ آپ کی محبت ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔'' آپ ﷺ! ہادی ہیں ہدایت کا راستہ بتانا آپ کا کام ہے ہدایت دینا رب تعالیٰ کا کام ہے۔ تو فرمایا نبی کے ذمہ وہ ہے جو بوجھ ان پر ڈالا گیا ہے جس کے وہ مکلف ہیں اس کا سوال ان سے ہوگا اور تمہارے ذمہ وہ چیز ہے جو تم پر عائد کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا اور اگر تم اطاعت کرو گے اللہ تعالیٰ کے رسول کی ہدایت پاؤ گے۔ اور فرمایا سن لو وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ اور نہیں ہے رسول کے ذمے مگر بات کو پہنچا دینا کھول کر۔ تسلیم کرانا پیغمبر کے فریضہ میں داخل نہیں ہے پیغمبر اپنا فریضہ ادا کر چکے ہیں۔ اب تم ہدایت حاصل کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔

❁❁❁

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ
بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٥٥ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝٥٦ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٥٧ ع

وَعَدَ اللّٰهُ وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اَلَّذِیْنَ ان لوگوں سے اٰمَنُوْا جو ایمان لائے مِنْکُمْ تم میں سے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اورانہوں نے عمل کیے اچھے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ البتہ ضرور خلیفہ بنائے گا ان کو فِی الْاَرْضِ زمین میں کَمَا جیسے اسْتَخْلَفَ خلیفہ بنایا اَلَّذِیْنَ ان لوگوں کو مِنْ قَبْلِھِمْ جو ان سے پہلے تھے وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ اور البتہ ضرور قدرت دے گا ان کو دِیْنَھُمْ ان کے دین کو الَّذِی وہ دین ارْتَضٰی لَھُمْ جو پسند کیا ہے ان کے لیے وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ اور البتہ ضرور بدل دے گا ان کے لیے مِنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ان کے خوف کے بعد امن کو یَعْبُدُوْنَنِیْ وہ میری عبادت کریں گے لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا نہیں شریک کریں گے میرے ساتھ کسی شے کو وَمَنْ کَفَرَ اور جس نے کفر کیا بَعْدَ ذٰلِکَ اس کے بعد فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ پس یہی لوگ نافرمان ہیں

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور قائم کرو نماز وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور ادا کرو زکوٰۃ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور اطاعت کرو رسول کی (ﷺ) لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر رحم کیا جائے لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ ہرگز نہ گمان کریں آپ ان لوگوں کے بارے میں کَفَرُوْا جو کافر ہیں مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وہ عاجز کرنے والے ہیں زمین میں وَمَاْوٰھُمُ النَّارُ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور البتہ وہ برا ٹھکانا ہے۔

مسئلہ خلافت :

آج میں نے آپ حضرات کے سامنے تین آیتیں پڑھی ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کے وقت مخاطب صرف صحابہ کرام ہیں ؓ۔ دوسری امت اس کی مخاطب نہیں ہے کیونکہ موجود ہی نہیں ہے۔ نہ تابعین موجود تھے نہ تبع تابعین موجود تھے نہ ان سے بعد کے لوگ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو نزول قرآن کے وقت موجود تھے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے، جو نزول قرآن کے وقت موجود ہیں صحابہ کرام ؓ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جنہوں نے عمل کیے اچھے۔ اچھے عمل کرنے والے مومنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس بات کا کہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ البتہ ضرور خلیفہ بنائے گا ان کو فِی الْاَرْضِ زمین میں۔ گرائمر کے لحاظ سے لام بھی تاکید کا ہے اور نون بھی تاکید کا ہے۔ تاکید در تاکید کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے البتہ ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا زمین میں کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ

جیسا کہ اس نے خلافت بخشی ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں میں خلفاء بنائے تم میں سے بھی ضرور بنائے گا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ اور البتہ ضرور قدرت دے گا جمادے گا ان کے لیے ان کے دین کو۔ یہاں بھی دو تاکیدیں ہیں لام بھی تاکید کا نون بھی تاکید کا، البتہ ضرور ان کے ذریعے دین کو چمکائے گا، پھیلائے گا الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ جو دین اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔ یہ قرآن کریم کی نزول کے اعتبار سے جو آخری آیت ہے اس کا حصہ ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا [مائدہ:۳] ''آج کے دن کامل کر دیا تمہارے لیے تمہارے دین کو اور پوری کر دی میں نے تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا ہے میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین۔'' تو جو دین رب تعالیٰ نے پسند کیا ہے اس دین کو ان کے ذریعے پھیلائے گا، چمکائے گا۔ ان کے ذریعے اس دین کو خوب وقعت حاصل ہو گی وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا اور البتہ ضرور تبدیل کر دے گا اللہ تعالیٰ ان کے لیے خوف کے بعد امن کو۔ یہاں بھی دو تاکیدیں ہیں، لام بھی تاکید کا اور نون بھی تاکید کا۔ تاکید در تاکید کے ساتھ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خلافت کے دور میں خوف کے بعد امن ہو گا۔ پھر کیا ہو گا؟ يَعْبُدُونَنِي وہ میری عبادت کریں گے لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

خلفائے راشدین :

قرآن پاک کی اس نص قطعی کے تحت حضرت ابوبکر ﷺ، حضرت عمر ﷺ، حضرت عثمان ﷺ، حضرت علی ﷺ خلفائے برحق ہیں۔ یہ ساری خوبیاں اسلام کو ان کے دور میں حاصل ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے دین کو خوب پھیلایا اور چمکایا۔ مسند احمد اور

مستدرک حاکم حدیث کی کتابیں ہیں۔ان میں روایت ہے (آپ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کی تعمیر دو دفعہ ہوئی ہے پہلی دفعہ جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے۔دوبارہ تعمیر سات ہجری کے بعد ہوئی ہے۔ پہلے بھی کچی تھی دوبارہ بھی کچی تھی۔دوبارہ جب تعمیر ہوئی اور بنیادیں نکالی گئیں روایت میں ہے) کہ پہلا پتھر آنحضرت ﷺ نے رکھا دوسرا پتھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رکھا اور تیسرا پتھر آپ کے حکم سے حضرت عمر ؓ نے رکھا، چوتھا پتھر آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عثمان ؓ نے رکھا۔اس موقع پر صحابہ کرام ؓ کی کافی تعداد موجود تھی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا هٰـؤُلَآءِ وُلَاةُ الْاَمْرِ مِنْ م بَعْدِیْ ''یہ جس ترتیب سے انہوں نے پتھر رکھے ہیں اسی ترتیب سے یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔'' صحیح روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا اور پیغمبر کا خواب حقیقت ہوتا ہے۔فرمایا میں نے دیکھا ایک کنواں ہے اس میں بڑا پانی ہے میں اس کنویں سے پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں۔ میرے بعد ڈول ابوبکر ؓ نے پکڑ لیا اور پانی نکال کر لوگوں کو پلایا۔اس کے بعد ڈول عمر ؓ نے پکڑ لیا اور دیکھتے دیکھتے وہ ڈول بڑا ہوگیا۔فرمایا لَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِیْ فَرِيَّهٗ ''ایسی قوت کے ساتھ پانی نکالنے والا قوی آدمی میں نے نہیں دیکھا۔'' نکالتے گئے پلاتے گئے پہلے لوگ اپنے جانوروں کو کنویں کے پاس لاکر پانی پلاتے تھے جب حضرت عمر ؓ نے ڈول پکڑا تو جانوروں کے باڑوں تک پانی پہنچ گیا۔حضرت عمر ؓ کے دور میں بائیس لاکھ مربع میل رقبہ فتح ہوا۔پورا مصر، عراق، شام، ایران، افغانستان، کاشغر کی سرحد تک سارا علاقہ اور روم کا کافی حصہ فتح ہوگیا تھا تھوڑا سا رہ گیا تھا بعد میں وہ بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔اور انہوں نے لوگوں کے گھروں تک وظائف پہنچائے۔

۳)......نمبر تین آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ آسمان کی طرف سے ایک ترازو اُتری۔ اس کے ایک پلڑے میں مجھے بٹھایا گیا دوسرے پلڑے میں دوسرے لوگوں کو، میرا پلڑا بھاری ہوگیا۔ پھر میری جگہ ابوبکر ﷺ کو بٹھایا گیا تو ان کا وزن بھاری تھا پھر ابوبکر ﷺ کی جگہ عمر ﷺ کو بٹھایا گیا تو ان کا وزن زیادہ تھا پھر حضرت عمر ﷺ کی جگہ عثمان ﷺ کو بٹھایا گیا جب تولا گیا تو اوپر سے رسی ٹوٹ گئی۔ یہ اشارہ تھا حضرت عثمان ﷺ کی شہادت کی طرف کہ ان کے آخری دور میں عبداللہ ابن سبا یمنی یہودی کی ناپاک سازشوں کے تحت بہت کچھ ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان ﷺ کو شہید کردیا گیا۔

خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر ﷺ ہیں :

آنحضرت ﷺ نے خلفاء متعین تو نہیں فرمائے لیکن قرائن سے بتادیا کہ یہ حضرات میرے خلفاء ہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بڑی تکلیف تھی ایک عورت مقدمہ لے کر آئی کہ میں نے آپ سے فیصلہ کرانا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بی بی! مجھے اس وقت تکلیف زیادہ ہے پھر آجانا۔ کہنے لگی حضرت میں دوبارہ آؤں اِنْ لَّمْ اَجِدْکَ تَعْنِی الْمَوْتَ "اگر میں آپ کو نہ پاؤں مراد اس کی موت تھی (یعنی آپ ﷺ کا وصال ہوجائے)، پھر میں کس کے پاس جاؤں؟" آنحضرت نے فرمایا فَأْتِیْ اَبَا بَکْرٍ "ابوبکر ﷺ کے پاس آنا وہ تیرا فیصلہ کریں گے۔" کتنی واضح بات ہے کہ اگر میں نہ ہوں تو پھر فیصلہ صدیق اکبر ﷺ کریں گے۔ تو یاد رکھنا! قرآن پاک کی اس نص قطعی سے حضرت ابوبکر ﷺ، حضرت عمر ﷺ، حضرت عثمان ﷺ اور حضرت علی ﷺ خلفاء ہیں۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین کو چمکایا اور پھیلایا۔ ان میں پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کو بڑی عظمت اور شان عطا فرمائی ہے۔ حضرت عمر ﷺ فرماتے تھے بابا! میرے ساتھ سودا کرلو اپنی

دو نیکیاں مجھے دے دو اور میری ساری نیکیاں لے لو۔ ایک غارِ ثور والی رات کی نیکی اور دوسری آنحضرت ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد استقامت والی نیکی۔ مشکوۃ شریف اور دیگر کتابوں میں روایت ہے کہ رات صاف تھی سب ستارے نظر آ رہے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت! کوئی ایسا بندہ ہے جس کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں؟ دیکھو! کیا ذہن تھا۔ آج کل کی بیوی، بیٹی، ماں، بہن ہوتی تو سوال کرتی کہ کوئی آدمی ایسا ہوگا جس کے پاس اتنے پیسے ہوں جتنے آسمان پر تارے ہیں؟ ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے طبعی طور پر جس طرح گرمی سردی کا اثر ہوتا ہے اسی طرح نیکی کے ماحول کا بھی اثر ہوتا ہے اور بدی کے ماحول کا بھی اثر ہوتا ہے۔ نیکی کی رفتار چیونٹی کی طرح ہے اور بدی کی رفتار گھوڑے کی طرح ہے۔

تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت! کسی کی اتنی نیکیاں بھی ہوں گی جتنے آسمان پر تارے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! عمر ہے رضی اللہ عنہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت! میرے اباجی کی نیکیاں؟ فرمایا عمر کی ساری نیکیاں اور ابوبکر کی ایک نیکی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اباجی! مجھ سے سودا کر لو۔ اپنی دو نیکیاں مجھے دے دو اور میری ساری نیکیاں لے لو۔ ایک نیکی ہجرت کے سفر والی کہ جان ہتھیلی پر رکھ کر آپ ﷺ کے ساتھ غارِ ثور میں پہنچے پھر وہاں سے مدینہ طیبہ پہنچے۔ کافروں نے اعلان کیا ہوا تھا کہ جو ان کو زندہ پکڑ کر لائے گا اس کو دو سو اونٹ انعام میں ملیں گے۔ یا ان کے سر اتار کر لائے تو بھی دو سو اونٹ ملیں گے۔ انعام کی خاطر لوگ پاگلوں کی طرح ٹکریں مارتے تھے۔ اس حالت میں ساتھ دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جان ہتھیلی پر رکھ کر ساتھ دیا ہے۔

حضور ﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو سات محاذ بن گئے :

آنحضرت ﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو سات محاذ بن گئے۔

۱)...... مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور ایک محاذ کھول لیا۔

۲)...... اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور محاذ کھول لیا۔

۳)...... طلیحہ بن خویلد نے نبوت کا دعویٰ کیا اور محاذ کھول لیا۔

۴)...... ان کو دیکھ کر ایک نوجوان لڑکی جس کا نام سجاح تھا اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ بھی ہو گئے۔ یہ بھی ایک محاذ تھا۔

۵)...... کچھ لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے مرتد ہو گئے تھے۔ یہ بھی ایک محاذ تھا۔

۶)...... ایک گروہ نے کہا کہ ہم باقی تمام کام کریں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے کیونکہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً [سورہ توبہ] ''اے نبی کریم ﷺ! آپ ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔'' آپ ﷺ کو زکوٰۃ لینے کا حکم تھا چونکہ آپ اب نہیں ہیں تو اور کسی کو ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ ایک محاذ یہ ہو گیا۔

۷)...... اور ایک محاذ موتہ کے مقام پر تھا جو آپ ﷺ نے خود نامزد کیا تھا۔

ان تمام محاذوں پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا مقابلہ تھا۔ صرف ایک محاذ پر یمامہ کے مقام پر تین دن میں سات سو حفاظ کرام شہید ہوئے۔ حضرت عمر ؓ نے کہا حضرت! یہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے کلمہ پڑھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں فی الحال ان کے ساتھ نہ لڑو۔ فرمایا عمر! اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ ''جب کافر تھے تو بڑے بہادر اور دلیر تھے اب آپ ڈھیلی ڈھالی باتیں کرتے ہو اَيَنْقُصُ دِيْنٌ وَاَنَا حَيٌّ میرے سامنے دین کم ہوتا جائے اور میں تماشا دیکھتا رہوں۔ خدا کی قسم! اگر یہ وہ رسی بھی نہیں دیں گے جو زکوٰۃ

کے جانور کے ساتھ ہوتی ہے تو میں ان کے ساتھ لڑوں گا۔''

حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت اور رافضیوں کا رفض :

حضرت صدیق اکبرؓ نے سات محاذوں پر جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے کامیاب فرمایا اور دین کی حفاظت فرمائی۔ ان حضرات نے دین کو چمکایا ہے۔ یہ خلفاء ہیں آنحضرت ﷺ کے۔ ''نہج البلاغہ'' شیعہ کی کتاب ہے اس میں حضرت علیؓ کا خط موجود ہے جو انہوں نے امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو لکھا۔ فرمایا میری بات ٹھنڈے دل سے سن لو۔ تمہیں علم ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے اور قرآن حق ہے۔ آنحضرت ﷺ پر تم بھی ایمان رکھتے ہو اور ہم بھی ایمان رکھتے ہیں آنحضرت ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد انہی مومنوں اور شوریٰ کے لوگوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا۔ ان کے خلیفہ برحق ہونے کو تم بھی مانتے ہو اور ہم بھی مانتے ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ خلیفہ برحق تھے ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی مانتے ہو۔ ان کے بعد انہی لوگوں نے اور شوریٰ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنایا۔ وہ خلیفہ برحق تھے ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی مانتے ہو۔ اور انہی لوگوں نے مجھے خلیفہ بنایا پھر تم کیوں نہیں مانتے؟ مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ سب کو خلیفہ برحق مانتے ہیں یہ جو رافضی نے تفریق ڈالی ہوئی ہے خدا پناہ! اور اس تفریق کو تازہ کیا ہے خمینی نے۔ اس وقت دنیا میں تقریباً ایک ارب چالیس کروڑ مسلمان کہلانے والے ہیں جن میں رافضیوں کی تعداد دس کروڑ ہے۔ یہ ایران، عراق اور دوسرے علاقوں میں بھی ہیں اور ان کے نشر و اشاعت اور پھیلنے کی وجہ دولت ہے۔ چند عقائد ہیں اور متعہ اور تقیہ کے بل بوتے پر یہ چلتے ہیں۔ اسی طرح کچھ قادیانی ہیں، کچھ بابی ہیں، کچھ بہائی ہیں۔ باقی سنیوں میں کچھ کام کے سنی ہیں اور کچھ نام کے سنی ہیں۔ اور یہ باطل فرقے اتنے تیز ہیں کہ ان کے

چھوٹے بچے سے بھی کچھ پوچھو تو وہ تمہیں بتائے گا۔ اور ہمارا پڑھا لکھا آدمی بھی کچھ نہیں بتا سکتا۔

تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ان لوگوں سے کہ جو تم میں سے ایمان لائے ہیں صحابہ کرام ﷺ اور جنہوں نے عمل کیے اچھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ خلفاء بنائے اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلوں میں۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور ان کو قدرت دے گا اور ان کے ذریعے دین کو پھیلائے گا اور چمکائے گا جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ضرور بدل دے گا ان کے خوف کو امن کے ساتھ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت :

حیرہ عراق میں ایک بہت بڑا مقام ہے۔ یہ بین الاقوامی منڈی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حیرہ کے علاقے سے زیورات سے لدی ہوئی عورت جاتی تھی اور اس کی طرف کوئی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ بخاری شریف کی روایت ہے ایسا امن تھا کسی کو نہ مال کا خطرہ اور نہ جان کا خطرہ ہوتا تھا۔ فرمایا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک محاذ پر لڑائی زوروں پر تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو کمانڈر بنا دیا۔ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہم کر تو کچھ نہیں سکتے مگر آپ کا یہ اقدام ہمارے خیال کے مطابق غلط ہے ایسے قابل جرنیل کو عین لڑائی کے موقع پر معزول کر دیا اور ہو سکتا ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ جذبات میں آ کر کافروں کے ساتھ مل جائے۔ جذبات میں آ کر آدمی کچھ بھی کر سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری ان باتوں نے مجھے مجبور کیا

ہے معزول کرنے پر کہ کہتے ہو خالد نے مورچا فتح کیا، خالد کے ذریعے مورچا فتح ہوا۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ خالد کوئی چیز نہیں ہے رب خالد سب کچھ کرتا ہے۔ اب دیکھنا اس مورچے پر خالد جرنیل نہیں ہوگا پھر بھی اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں گے۔ رہی دوسری بات تو خالد اتنا کچا آدمی نہیں ہے کہ عہدے سے معزول ہونے کے بعد وہ اسلام چھوڑ دے گا۔

تو فرمایا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ان ساری نعمتوں کو دیکھنے کے بعد بھی جو کفر اختیار کرے گا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ اور جس نے کفر کیا اس کے بعد فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ پس یہی لوگ نافرمان ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ اچھے اعمال کا بھی ذکر تھا۔ تو اچھے اعمال میں سرفہرست تین عمل ہیں۔

۱)...... پہلا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو نماز کو

۲)...... وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کرو۔ یہ حقوق العباد کے سلسلے میں سے ہے اور

۳)...... تیسرا عمل وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور اطاعت کرو رسول کریم ﷺ کی ہر ہر چیز میں لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے مخاطب ہرگز نہ خیال کر ان لوگوں کے بارے میں جو کافر ہیں کہ مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وہ عاجز کرنے والے ہیں زمین میں کہ رب تعالیٰ کے فیصلوں کو ٹال سکیں۔ یہ کافر دین کو ہرانا چاہتے ہیں رب تعالیٰ کے فیصلوں کو ٹالنا چاہتے ہیں یہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے وَمَاْوٰهُمُ النَّارُ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور البتہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن مرد عورت کو اپنے فضل سے دوزخ سے بچائے۔

❁❁❁

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لِيَسْتَاْذِنْكُمُ چاہیے کہ اجازت طلب کریں تم سے الَّذِيْنَ وہ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں وَالَّذِيْنَ اور وہ بچے لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ جو نہیں پہنچے بلوغت کو مِنْكُمْ تم میں سے ثَلٰثَ مَرّٰتٍ تین دفعہ (تین اوقات میں تم سے اجازت طلب کریں) مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فجر کی نماز سے پہلے وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ اور جس وقت تم اتارتے ہو اپنے کپڑے مِّنَ

الظَّهِيرَةِ دوپہر کے وقت وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اور عشا کی نماز کے بعد ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں لَيْسَ عَلَيْكُمْ نہیں ہے تم پر وَلَا عَلَيْهِمْ اور نہ ان پر جُنَاحٌ کوئی گناہ بَعْدَهُنَّ ان تین اوقات کے بعد طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ پھرنے والے تم پر بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بعض تمہارے بعض پر كَذٰلِكَ اسی طرح يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ اور جس وقت پہنچ جائیں بچے مِنْكُمْ تمہارے الْحُلُمَ بلوغت کو فَلْيَسْتَاْذِنُوْا پس چاہیے کہ وہ اجازت طلب کریں كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جیسا کہ اجازت طلب کی ہے ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے كَذٰلِكَ اسی طرح يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ اور وہ عورتیں جو بیٹھنے والی ہیں الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا جو نہیں امید رکھتیں نکاح کی فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ پس نہیں ہے ان پر کوئی گناہ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ کہ وہ اتاریں اپنے کپڑے غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ اس حال میں کہ وہ نہ ظاہر کرنے والی ہوں زینت کو وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ اور اگر وہ بچ کر رہیں تو خَيْرٌ لَّهُنَّ ان کے لیے بہت ہی بہتر ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

ربط آیات :

اس سے چار رکوع پہلے پارے کے دسویں رکوع کی ابتدا میں تم نے پڑھا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا ''اے ایمان والو! تم دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ اجازت نہ طلب کرلو۔ بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں داخل ہونا گناہ ہے۔ اجازت طلب کرو اور جو گھر میں رہتے ہیں ان کو سلام کہو۔'' درمیان میں اور مسائل بیان ہوئے۔ اب دوبارہ اسی مسئلے کو بیان فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ چاہیے کہ اجازت طلب کریں تم سے وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں۔ تمہارے غلام اور لونڈیاں تم سے اجازت لے کر تمہارے پاس آئیں۔ غلام اور لونڈیوں نے خدمت کرنا ہوتی ہیں مگر ان کو بھی خاص اوقات میں پابند کر دیا گیا کہ وہ بلا اجازت اپنے مالک کی خلوت میں داخل نہ ہوں۔ غلاموں کے علاوہ فرمایا وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ اور وہ بچے بھی اجازت لے کر آئیں جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ بعض محدثین اور بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ چار سال کے بچے کو بھی سکھا دو کہ اگر اس کے والدین بھی علیحدہ کمرے میں ہوں تو بغیر اجازت کے وہاں نہ جائے۔ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ تین دفعہ۔ تین اوقات میں تم سے اجازت طلب کریں۔ وہ تین اوقات کون سے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے پابندی لگائی ہے۔ فرمایا مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فجر کی نماز سے پہلے یعنی رات کے پچھلے پہر بلا اجازت مت داخل ہوں۔ غلام اور لونڈی اور نابالغ بچے بھی۔ دوسرا وقت وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّھِیْرَةِ اور جس وقت تم اتارتے ہو اپنے کپڑے دوپہر کے وقت آرام کرنے کے لیے۔ خصوصاً گرمی کے

زمانے میں کہ لوگ صرف دھوتی (تہبند) پہن کر آرام کرتے ہیں۔ اور تیسرا ممنوعہ وقت وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اور عشا کی نماز کے بعد بھی ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ لہٰذا ان تین اوقات میں نہ جائیں کہ معلوم نہیں کہ انسان بے فکری میں اپنے گھر میں کس حالت میں ہو لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ نہیں ہے تم پر اور نہ ان پر ان تین اوقات کے بعد۔ یعنی لونڈی، غلام اور چھوٹے بچے کو ان اوقات کے علاوہ اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اجازت کی وجہ یہ ہے طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ پھرنے والے تم پر بعض تمہارے بعض پر۔ تم میں سے بعض تم پر چکر لگانے والے ہیں ان کو کام کاج کے لیے ہر وقت آنا جانا ہوتا ہے لہٰذا ان تین اوقات کے علاوہ انہیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

شانِ نزول :

اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ایک لڑکے کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ حضرت عمر کو بلا کر لاؤ۔ دوپہر کا وقت تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تہبند باندھ رکھا تھا اور آرام کر رہے تھے ستر کا کچھ حصہ کھلا ہوا تھا وہ لڑکا اسی حالت میں بلا اطلاع اندر چلا گیا جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ کتنا اچھا ہو کہ ایسے حالات میں آنے جانے پر پابندی عائد کر دی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی۔

مسئلہ یہ ہے کہ برہنہ حالت میں کسی محرم کو بھی دیکھنا جائز نہیں ہے۔ حالانکہ محرم سے تو پردہ نہیں ہے مگر محرم کو صرف چہرہ، سر، گردن، بازو اور پنڈلی دیکھنے کی اجازت ہے۔ ماں بیٹی، بہن سب کے لیے یہی مسئلہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں روایت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن

عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تین آیتوں پر عموماً لوگوں نے عمل چھوڑ دیا ہے۔

☆......ایک تو یہی آیت ہے۔

☆......اور ایک سورۃ النساء کی آیت ہے وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ

☆......اور سورۃ حجرات کی آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ .

شیطان لوگوں پر چھا گیا ہے اور ان آیتوں سے انہیں غافل کر دیا ہے۔ گویا کہ ان پر ایمان ہی نہیں ہے۔ میں نے تو اپنی لونڈی سے بھی کہہ رکھا ہے کہ ان تین وقتوں میں بے جا ہرگز نہ آئے۔ پہلی آیت میں ان تین وقتوں میں لونڈی، غلام اور نابالغ بچوں کو بھی اجازت لینے کا حکم ہے اور دوسری آیت میں ورثے کی تقسیم کے وقت جو قرابت دار اور یتیم مسکین آ جائیں انہیں خدا کے نام پر کچھ دے دینے کا اور ان کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات کرنے کا اور تیسری آیت میں حسب نسب پر فخر نہ کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ تو فرمایا کہ ان تین اوقات کے علاوہ تمہیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات تا کہ تمہیں مسائل کا ٹھیک ٹھیک علم ہو جائے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اس نے اپنے علم اور حکمت کی بنیاد پر یہ قوانین نازل فرمائے ہیں۔ فرمایا وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ اور جس وقت پہنچ جائیں بچے تمہارے بلوغت کو۔ جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں فَلْيَسْتَاْذِنُوْا پس چاہیے کہ وہ اجازت طلب کریں كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جیسا کہ اجازت طلب کی ہے ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔ یعنی بچے جب بلوغت کو پہنچ جائیں پھر انہیں ان تین وقتوں کے علاوہ اور وقتوں میں بھی اجازت طلب کرنی چاہیے۔ چھوٹے بچوں کو گھر میں

اپنے ماں باپ کے پاس جانے کے لیے بھی ان تین وقتوں میں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اجازت مانگنی چاہیے لیکن بعد از بلوغت تو ہر وقت اطلاع کر کے جانا چاہیے۔ جیسا کہ اور بڑے لوگ اجازت مانگ کر آتے ہیں خواہ اپنے ہوں یا پرائے۔ سن بلوغت کے متعلق فقہاء میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحیح تعیین یہ ہے کہ جب لڑکی کو حیض آنے لگ جائے اور لڑکے کو احتلام ہو جائے تو وہ بالغ ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض اوقات ان علامات کا پتا نہیں چلتا تو ایسی صورت میں امام شافعیؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ سولہ سال کا لڑکا اور پندرہ سال کی لڑکی بالغ سمجھے جائیں گے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ کے مطابق لڑکے اور لڑکی کا سن بلوغت علی الترتیب اٹھارہ اور سترہ سال ہے۔ فرمایا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ اسی طرح بیان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اس کے تمام احکام حکمت پر مبنی ہیں۔ اسی اجازت طلب کرنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کے متعلق فرمایا ہے وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا اور وہ عورتیں جو بیٹھنے والی ہیں جو نہیں امید رکھتیں نکاح کی یعنی جو عمر کے اس حصے میں پہنچ گئی ہیں کہ اب ان میں نکاح کی خواہش باقی نہیں ہے فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ پس نہیں ہے ان پر کوئی گناہ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ کہ وہ اتاریں اپنے زائد کپڑے۔ مطلب یہ ہے جو بوڑھی عورتیں اس عمر کو پہنچ جائیں کہ انہیں مرد کی خواہش نہیں ہے اور وہ گھر میں بیٹھی ہیں تو اپنے زائد کپڑے برقع چادر وغیرہ اتار سکتی ہیں۔ کیونکہ گھر میں تو ہلکا پھلکا دوپٹا ہی کافی ہے مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَۃٍ اس حال میں کہ وہ نہ ظاہر کرنے والی ہوں زینت کو۔ اگر فالتو کپڑے اتار دینے سے زینت ظاہر نہیں ہوتی تو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ سن رسیدہ عورتیں اگر گھر میں تھوڑے کپڑے بھی استعمال کریں تو درست ہے لیکن اگر پردے کا پورا اہتمام کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔

فرمایا وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ اور یہ کہ وہ بچ کر رہیں تو ان کے لیے بہت ہی بہتر ہے کہ وہ اپنی عصمت اور عفت کو بچا کر رکھیں یعنی پردے کا پورا خیال رکھیں تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے ہر بات کو۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا
عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِنۢ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
اٰبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا
مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا
أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ
اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ نہیں ہے اندھے پر کوئی گناہ وَّ لَا عَلَى
الْأَعْرَجِ حَرَجٌ اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے وَّلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ اور
نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے وَّ لَا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ اور نہ تمہاری اپنی جانوں پر أَنْ
تَأْكُلُوْا کہ کھاؤ تم مِنْ بُيُوْتِكُمْ اپنے گھروں سے أَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ یا اپنے
باپ دادا کے گھروں سے أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ یا اپنی ماؤں کے گھروں سے أَوْ
بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے أَوْ بُيُوْتِ أَخَوٰتِكُمْ یا اپنی
بہنوں کے گھروں سے أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے
أَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے أَوْ بُيُوْتِ أَخْوَالِكُمْ یا
اپنے ماموؤں کے گھروں سے أَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ یا اپنی خالاؤں کے گھروں
سے أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ یا ان کے گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو

اَوْ صَدِيْقِكُمْ یا اپنے دوستوں کے گھروں سے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا کہ کھاؤ تم اکٹھے اَوْ اَشْتَاتًا یا الگ الگ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا پس جب تم داخل ہو گھروں میں فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ پس سلام کرو اپنے لوگوں پر تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ دعائے خیر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُبٰرَكَةً جو بابرکت ہے طَيِّبَةً اور پاکیزہ ہے كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ لَكُمُ الْاٰيٰتِ تمہارے لیے آیتیں لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم سمجھو۔

قرآنی آیات آپس میں مربوط ہیں یا نہیں؟ دو نظریات :

قرآن کریم میں جو لمبی آیات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سارے مسائل بیان فرمائے ہیں۔ یہاں ایک ضروری بات سمجھ لیں وہ یہ کہ قرآن کریم کی سورتوں کا سورتوں کے ساتھ، پاروں کا پاروں کے ساتھ، رکوعوں کا رکوعوں کے ساتھ، آیت کا آیت کے ساتھ ربط ہے یا نہیں۔ اس بارے میں مفسرین کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ شاہی احکام ہیں ان کا آپس میں ربط ضروری نہیں ہے۔ بادشاہ، وزیر داخلہ کو حکم دے گا کہ آپ یہ کام کریں وزیر خارجہ کو کہے گا آپ یہ کام کریں۔ آج آپ کی یہ ڈیوٹی ہے۔ باورچی کو اس کے مطابق حکم دے گا، دھوبی کو اس کے متعلق حکم دے گا، کسی ملازم کو کہے گا تم بازار سے یہ چیز لے کر آؤ۔ تو ان احکامات کا آپس میں باربط ہونا ضروری نہیں ہے جس کے متعلق جو مناسب حکم تھا دے دیا۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ قرآن کریم باوجود شاہی حکم ہونے کے آپس میں باربط ہے۔

جو حضرات ربط کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ان آیات کا پچھلی آیات کے ساتھ ربط یہ ہے کہ پہلے حکم تھا کہ تم لوگوں کے گھروں میں بغیر اجازت کے نہ جاؤ اور کل کے سبق میں تم نے پڑھا ہے کہ بچے بھی جب بالغ ہو جائیں تو وہ بھی بغیر اجازت کے داخل نہ ہوں۔ تو جب گھروں میں آنا جانا ہوتا ہے تو کبھی آدمی کھانے کے وقت بھی کسی کے گھر جاتا ہے تو بعض آدمی کھانا کھانے سے گریز کرتے ہیں۔ خصوصاً نابینے اور لنگڑے مریض یہ سمجھتے تھے کہ ہم کما تو سکتے نہیں کسی کو کھلا تو سکتے نہیں تو کسی کے گھر سے کیوں کھائیں وہ دوسروں کے گھروں سے کھاتے ہوئے شرماتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی کہ جب تم کسی کے گھر جاؤ اور کھانے کا وقت ہو اور وہ بخوشی تمہیں کھلائیں تو کھا سکتے ہو کوئی حرج نہیں ہے۔

معذورین کا اپنے عزیز رشتہ داروں سے کھانا :

فرمایا لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ اندھے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بھئی اللہ تعالیٰ نے تمہیں نابینا پیدا کیا ہے اور روٹی کھانے کا وقت ہے کھالے کوئی عیب والی بات نہیں ہے وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ لنگڑے پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ اور بیمار پر بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ کھانے کے وقت عزیز رشتہ داروں کے پاس گیا ہے اور وہ کھانا پیش کرتے ہیں تو کھالے کوئی گناہ نہیں ہے وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اور نہ تمہاری جانوں پر کوئی گناہ ہے اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ کہ کھاؤ تم اپنے گھروں سے۔ مفسرین کرامؒ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ مِنْ بُيُوْتِكُمْ سے مراد اپنے بیٹوں کے گھر ہیں کہ بیٹوں کے گھر اپنے گھر ہوتے ہیں۔ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میرے والد صاحب مجھ سے کھانے کی چیزیں مانگتے ہیں تو میں کیا کروں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔'' اگر وہ نہیں کھائے گا تو اور

کون کھائے گا اور بیٹا ہوکر ماں باپ کو نہیں کھلائے گا تو اور کون کھلائے گا؟ اسلام نے بہت اچھی تعلیم دی ہے اور بہت کچھ سمجھایا ہے۔ اور یورپی قوموں کے ہاں جب بچہ بالغ ہو جائے، سولہ سترہ سال کا ہوجائے تو اس کا سلسلہ الگ اور ماں باپ کا الگ ہوجاتا ہے۔

انگلستان کا ایک واقعہ :

میں نے انگلستان میں ایک بوڑھی عورت دیکھی۔ میرے خیال کے مطابق اس کی عمر ایک سو پچیس سال کے لگ بھگ ہوگی۔ وہ سبزی پکڑے ہوئے جا رہی تھی دو قدم چلتی بیٹھ جاتی پھر دو قدم چلتی بیٹھ جاتی، بڑی مشقت کے ساتھ اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی۔ میں نے ساتھی سے پوچھا کہ یہ بے چاری اس حالت میں سبزی لے کر جا رہی ہے اس کے گھر میں اور کوئی فرد نہیں ہے؟ ساتھی نے بتایا کہ اس کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے اور بڑا کچھ ہے مگر یہ اکیلی رہتی ہے اس کے ساتھ کوئی نہیں رہتا۔ اور اسلام نے یہ سبق دیا ہے کہ جب ماں باپ بوڑھے ہوجائیں تو ان کا خاص خیال رکھو، ان کی خدمت کرو۔ یاد رکھو اسلامی تعلیم ایسی زبردست ہے کہ اگر یہ عام ہوجائے تو کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ تو یورپ میں بوڑھوں کے الگ فارم ہیں باوجود اولاد ہونے کے یہ ان کی تعلیم ہے کہ جب تم بالغ ہوجاؤ تو ان کو پھینک دو۔ اور اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جب تمہارے ماں باپ بوڑھے ہوجائیں تو ان کی خدمت کرو اور ان سے دعائیں لو۔ تو فرمایا کہ تم اپنے گھروں یعنی بیٹوں کے گھروں سے کھا سکتے ہو اور جس طرح بیٹوں کے گھروں سے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اپنے باپ دادا کے گھروں سے کھاؤ تو بھی کوئی حرج نہیں ہے اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ یا اپنی ماؤں کے گھروں سے کھاؤ کہ تم الگ رہتے ہو اور تمہاری ماں الگ رہتی ہے کھانے کا وقت ہے وہ تمہیں کھانا پیش کرتی ہے گریز نہ کرو کھالو اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ یا

اپنے بھائیوں کے گھروں سے کھاؤ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ یا اپنی بہنوں کے گھروں سے۔ کھانے کا وقت ہے تم بہن بھائی کے گھر گئے ہو وہ کھانا پیش کرتے ہیں تو کھا لو کوئی حرج نہیں ہے اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے کھاؤ۔ چچے تائے ایک ہی بات ہے۔ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے کھاؤ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے کھاؤ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے کھاؤ۔ کھانے کے وقت ان کے گھر ہو وہ کھانا پیش کرتے ہیں کھا سکتے ہو کوئی حرج نہیں ہے اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ یا ان کے گھروں سے کہ ان کی کنجیوں کے تم مالک ہو۔ مثال کے طور پر تمہارا منشی ہے تمہارا خادم ہے وہ تمہارے کارخانے میں بیٹھتا ہے تمہاری دکان پر بیٹھتا ہے چابیاں اس کے پاس ہیں مگر مالک تم ہو وہ تمہارا امین ہے اس کے گھر تم کسی کام کے لیے گئے ہو کھانے کا وقت ہے وہ تمہیں کھانے کا کہے تو کھا لو۔ یہ خیال نہ کرو کہ میں تو کارخانہ دار ہوں اور یہ چوکیدار ہے میرا ملازم ہے میں اس کے گھر سے کیوں کھاؤں؟ تکبر نہ کرو۔ ٹھیک ہے تمہارا کھانا اعلیٰ معیار کا ہوگا اور اس کا کم درجے کا ہوگا لیکن تم اس کے گھر سے کھا لو کوئی حرج نہیں ہے اَوْ صَدِيْقِكُمْ یا اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ تو کوئی حرج نہیں ہے۔

کھانے پینے کے متعلق شریعت کی چند ہدایات :

کھانے کے متعلق شریعت کی چند ہدایات ہیں وہ بھی سمجھ لیں۔

۱) ...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔ ملا علی قاریؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم صرف لفظ بسم اللہ کہہ لو مکمل بسم اللہ نہ بھی پڑھو تو کافی ہے۔ کھانے سے پہلے بھی اور وضو سے پہلے بھی یہی حکم ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ

مکمل بسم اللہ پڑھو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

۲)......کھانا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اگر کوئی اشد ضرورت اور مجبوری ہو تو بائیں ہاتھ سے بھی کھا سکتے ہو۔ اور پیو بھی دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ سے پانی بھی نہ پیو فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَاْکُلُ بِشِمَالِهٖ وَیَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ "بے شک شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔" تم شیطان کے بھائی نہ بنو۔ کچھ لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ چائے پیتے وقت پیالی دائیں ہاتھ میں پکڑتے ہیں اور پرچ بائیں ہاتھ میں اور پیتے ہیں۔ ایسا نہ کرو۔ ڈالو بھی دائیں ہاتھ سے اور پیو بھی دائیں ہاتھ سے۔ اور یہ بات تم سن چکے ہو کہ کوئی چیز کسی کو دو تو دائیں ہاتھ سے اور لو تو پکڑو دائیں ہاتھ سے۔ اور کھاؤ بھی بیٹھ کر اور پیو بھی بیٹھ کر۔ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے منع فرمایا ہے صرف دو پانی مستثنیٰ ہیں۔

☆......ایک آبِ زم زم کہ وہ کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے اور قبلہ رو ہو کر پیو اور یہ دعا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔ یہاں پیو یا وہاں پیو طریقہ یہی ہے۔

☆......دوسرا وضو سے بچا ہوا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ وہ بھی وضو کی وجہ سے برکت والا ہے۔

پہلے لوٹے ہوتے تھے اب ٹونٹیاں ہیں۔ وضو کے بعد ٹونٹی سے تھوڑا سا پانی کھڑے ہو کر پی لے تو اس کو ثواب ملے گا۔ مسلم شریف اور ترمذی شریف کی روایت ہے حضرت انس ؓ سے پوچھا گیا کہ حضرت آپ نے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے تو حضرت یہ فرماؤ کہ کھڑے ہو کر کھانا کیسا

ہے؟ ترمذی شریف کی روایت ہے فرمایا ذٰلِکَ اَشَدُّ "یہ تو اور سخت ہے۔" اس کا گناہ تو اس سے بھی سخت ہے۔ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے ذٰلِکَ اَشَرُّ "یہ تو بہت ہی برا ہے۔" آج کل عموماً لوگ شادیوں میں کھڑے ہو کر کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔ یہ سنت کے خلاف ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ "تم سے جو پہلے جو قومیں گزری ہیں تم ضرور ان کی نقالی کرو گے ہر چیز میں۔" بخاری شریف کی روایت ہے حضرت! اَلْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی ہم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں وہ یہودی اور عیسائی ہیں؟ فرمایا اور کون ہیں۔ تم یہود و نصاریٰ کی ہر ہر چیز میں پیروی کرو گے۔ کیا شکل و صورت، کیا لباس اور کیا کھانے پینے میں۔ تین چار جگہوں میں مَیں بھی اس مسئلے میں مبتلا ہوا ہوں۔ ایک جگہ سے تو میں واپس آ گیا۔ لوگ میرے پیچھے بھاگ کر آئے مگر میں نے کہا کہ تم ناراض ہوتے ہو تو ہو جاؤ میں نے رب تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا اور کھانے کے بغیر واپس آ گیا۔ ایک جگہ پر میں نے کہا کہ بھائی مجھے بٹھا کر کھلا دو اگر تمہارے پاس کپڑا نہیں ہے تو میرے پاس اپنا رومال ہے میں اس پر بیٹھ جاؤں گا۔ ایک جگہ انہوں نے کہا کہ یہ میز کرسی ہے آپ یہاں بیٹھ کر کھا لیں ہمارے پاس متبادل انتظام نہیں ہے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو یہ دعا کرو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ لیکن افسوس ہے کہ کھانے تو تمہیں سارے آتے ہیں مگر کھانے پینے کی دعائیں نہیں آتیں۔

فرمایا لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا نہیں ہے تم پر کوئی گناہ کہ کھاؤ تم اکٹھے ہو کر یا الگ الگ۔ ایسے لوگ بھی تھے کہ اکیلے نہیں کھاتے تھے جب ان کو روٹی دی جاتی تو رکھ کر انتظار کرتے کہ کوئی آئے گا تو کھائیں گے۔ ایسے لوگوں میں

سے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے کہ سارے کھانا کھا لیتے اور وہ انتظار کرتے رہتے کہ کوئی آئے گا تو مل کر کھائیں گے۔ اس سے گھر والوں کو بھی تکلیف کہ انہوں نے برتن بھی دھونے ہیں اور سونا بھی ہے اور کام بھی کرنے ہیں اور ایک آدمی اس لیے بیٹھا ہے کہ کوئی آئے گا تو کھائیں گے۔ اتنا تشدد نہیں ہونا چاہیے اگر کوئی ساتھی ہو تو مل کر کھا لو ورنہ اکیلے کھا لو۔ اکٹھے کھاؤ اکیلے کھاؤ دونوں طرح جائز ہے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ پس جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہا کرو۔ دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو اور اہل خانہ کو سلام کہو۔ یہاں اپنے گھر کے متعلق حکم ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم گھروں میں جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا سکھایا ہوا بابرکت سلام کہو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے تو آزمایا ہے کہ یہ سراسر برکت ہے۔ فرمایا تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعائے خیر ہے مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً جو کہ بابرکت ہے اور پاکیزہ ہے۔ لہٰذا اپنے گھروں میں داخلے کے وقت سلام کر کے داخل ہو كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اسی طرح بیان کرتے ہیں اللہ آیتیں تمہارے لیے لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم سمجھو اور ان میں غور و فکر کرو اور ان پر عمل کرو۔

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاِذَا كَانُوۡا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمۡرٍ جَامِعٍ لَّمۡ يَذۡهَبُوۡا حَتّٰى يَسۡتَاۡذِنُوۡهُ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ۚ فَاِذَا اسۡتَاۡذَنُوۡكَ لِبَعۡضِ شَاۡنِهِمۡ فَاۡذَنۡ لِّمَنۡ شِئۡتَ مِنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ يَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا ۚ فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِيۡنَ يُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ ؕ وَيَوۡمَ يُرۡجَعُوۡنَ اِلَيۡهِ فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۶۴﴾ ع ۹

اِنَّمَا پختہ بات ہے اَلۡمُؤۡمِنُوۡنَ ایمان والے الَّذِيۡنَ وہ ہیں اٰمَنُوۡا جو ایمان لائے ہیں بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر وَرَسُوۡلِهٖ اور اس کے رسول ﷺ پر وَاِذَا كَانُوۡا مَعَهٗ اور جب وہ ہوتے ہیں رسول اللہ کے ساتھ عَلٰٓى اَمۡرٍ جَامِعٍ کسی اجتماعی معاملے میں لَّمۡ يَذۡهَبُوۡا تو وہ نہیں جاتے حَتّٰى يَسۡتَاۡذِنُوۡهُ یہاں تک کہ وہ آپ سے اجازت لے لیں اِنَّ الَّذِيۡنَ بے شک وہ لوگ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ جو آپ سے اجازت لیتے ہیں اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ یہی وہ لوگ ہیں يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر وَرَسُوۡلِهٖ اور اس کے رسول ﷺ پر فَاِذَا اسۡتَاۡذَنُوۡكَ لِبَعۡضِ شَاۡنِهِمۡ پس جب وہ اجازت طلب کریں

آپ سے اپنے کسی ذاتی کام کے لیے فَاْذَنْ پس آپ اجازت دیں لِمَنْ شِئْتَ جس کو چاہیں مِنْهُمْ ان میں سے وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اور معافی مانگیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بخشنے والا مہربان ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ نہ بناؤ رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو بَيْنَكُمْ اپنے درمیان كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا جیسا کہ تمہارا بلانا ہے بعض کا بعض کو قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ تحقیق جانتا ہے اللہ تعالیٰ الَّذِيْنَ ان لوگوں کو يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے لِوَاذًا آڑ بنا کر فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ پس چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ جو مخالفت کرتے ہیں آپ کے حکم کی اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ یہ کہ پہنچے انہیں کوئی فتنہ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یا پہنچے ان کو عذاب دردناک اَلَآ خبردار اِنَّ لِلّٰهِ بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ جو کچھ ہے آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین میں قَدْ يَعْلَمُ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے مَآ اس حالت کو اَنْتُمْ عَلَيْهِ جس پر تم ہو وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ اور جس دن لوٹائے جائیں گے اس کی طرف فَيُنَبِّئُهُمْ پس وہ ان کو خبر دے گا بِمَا عَمِلُوْا اس کی جو وہ انہوں نے کیا ہے وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

صحیح ایمان کی خوبیاں :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مقام پر صحیح ایمان کی خوبیاں بیان فرمائی ہیں کہ مومن

کہلانے کا مستحق کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسے مومن کہا جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ پختہ اور یقینی بات ہے کہ صحیح مومن وہ ہیں اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ جو حقیقتاً ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر۔ محض ایمان کے دعوے سے کچھ نہیں بنتا۔ آنحضرت ﷺ نے تین دفعہ قسم اٹھا کر فرمایا وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ ''رب کی قسم وہ مومن نہیں ہے، رب کی قسم وہ مومن نہیں ہے، رب کی قسم وہ مومن نہیں ہے۔'' صحابہ کرام ﷺ نے سوال کیا کہ حضرت کس کے متعلق فرمارہے ہیں کہ وہ مومن نہیں ہے؟ فرمایا اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ عَنْ بَوَائِقِہٖ ''وہ شخص مومن نہیں ہے جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہے۔'' یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ از روئے قرآن وحدیث ہم میں سے ایک یا دو فیصد مسلمان ہوں گے۔ اگر آپ بغیر قسم اٹھانے کے بھی فرمادیتے تو کافی تھا لیکن تین دفعہ قسم اٹھا کر فرمایا۔ اس سے اندازہ لگاؤ۔ ایک اور حدیث بخاری شریف میں اس طرح آتی ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ ''تم میں سے کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہ شے پسند کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔'' اس حدیث میں بھی جو معیار بیان ہوا ہے اس کے مطابق بھی ہم مومن نہیں ہیں محض دعوے سے کچھ نہیں بنتا۔

آنحضرت ﷺ کی مجلس سے بغیر اجازت جانا :

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پختہ بات ہے کہ مومن وہ ہیں جو حقیقتاً ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ اور جب وہ ہوتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی اجتماعی معاملے میں لَّمْ یَذْهَبُوْا نہیں جاتے حَتّٰی

يَسْتَاْذِنُوْهُ یہاں تک کہ وہ آپ سے اجازت لیتے ہیں۔ بعض دفعہ آنحضرت ﷺ اہم کاموں کے لیے چیدہ چیدہ لوگوں کو دعوت دیتے تھے اور قرآن پاک کے اس حکم کی تعمیل کرتے تھے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ [آل عمران:۱۵۹] ''اور مشورہ کریں ان سے معاملے میں۔'' کہ ان کی دل جوئی بھی ہو جائے اور رائے بھی آجائے گی۔ پھر بسا اوقات مجلس لمبی بھی ہو جاتی تھی تو جلد باز قسم کے لوگ بغیر اجازت کے چلے جاتے تھے اس طرح جانا مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے بلایا ہے آپ کا بلانا کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی کو کوئی ضروری کام ہے تو آپ کے کان میں آ کر کہہ دے حضرت! مجھے ضروری کام ہے میں جانا چاہتا ہوں بغیر اجازت کے نہیں جانا چاہیے۔ علامہ آلوسیؒ بہت بڑے مفسر ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مجلس سے تو بغیر اجازت کے جانا حرام تھا اور یہ نص قرآن سے ثابت ہے اور یہ بات قیاس سے ثابت ہے کہ اگر کوئی مسلمان لیڈر اور قائد یا نمائندہ بلائے تو پھر بھی بغیر اجازت کے جانے کا حق نہیں ہے۔ ہاں! جن کو بلایا نہیں گیا اور اپنے طور پر آ گئے ہیں شوقیہ طور پر، تو وہ بغیر اجازت کے جا سکتے ہیں۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ بے شک وہ لوگ جو اجازت مانگتے ہیں آپ سے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یہی لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ اپنے کسی ذاتی کام کے لیے فَاْذَنْ آپ اجازت دے دیں لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ ان میں سے جس کو چاہیں وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اور بخشش مانگیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے کہ اے اللہ اس مجلس کو چھوڑ کر گئے ہیں ان کو معاف کر دے۔ کیونکہ اجازت مانگنے والا جس کام کے لیے گیا ہے یا تو وہ دنیا کا کام ہو گا اور آپ کی مجلس دینی

امور کے متعلق ہے تو اس نے دنیا کے کام کو دین کے کام پر ترجیح دی ہے اور یہ گناہ ہے اس کے لیے ان کے لیے معافی مانگیں اور اگر وہ بھی دین کا کام ہے تو پھر کوتاہی یہ ہوئی کہ آپ کی مجلس میں بیٹھنا زیادہ اہم اور ضروری تھا اس لیے آپ ان کے لیے معافی مانگیں اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

آنحضرت ﷺ کو بلانے سے متعلق آداب :

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا نہ بناؤ رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو اپنے درمیان ایک دوسرے کے بلانے کی طرح۔

اس آیت کریمہ کی مفسرین کرام نے تین تفسیریں کی ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ جب تم آنحضرت کو ﷺ بلاؤ تو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو یَا خَالِدُ یَا زَیْدُ یَا بَکْرُ یَا فُلَانُ یَا فُلَانُ۔ مطلب یہ ہے کہ یا محمد! کہہ کر نہ پکارو ﷺ۔ بلکہ ادب کے ساتھ، القاب کے ساتھ یا رسول اللّٰہ ، یا نبی اللّٰہ ،یا حَبِیْبَ اللّٰہ ﷺ کہہ کر پکارو۔ کیونکہ عرف میں خالی نام کے ساتھ یا تو بڑا چھوٹے کو بلاتا ہے یا ہم عمر ایک دوسرے کو نام کے ساتھ بلاتے ہیں اور چھوٹے اگر بڑے کو نام کے ساتھ پکاریں تو ایک قسم کی گستاخی اور بے ادبی ہے اور توہین سمجھی جاتی ہے۔ بڑا اگر چھوٹے کو نام لے کر بلائے تو گستاخی نہیں ہوتی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بلانے کو آپس میں تم ایک دوسرے کے بلانے کی طرح نہ سمجھو کہ تم ایک دوسرے کو دعوت نامے بھیجتے ہو کوئی آئے نہ آئے اس کی مرضی۔ آپ ﷺ کے بلانے کو اس طرح نہ سمجھو۔ آپ ﷺ کے دعوت نامے کو قبول کرو اور حاضری دو۔ اگر نہیں آؤ گے تو گنہگار ہو گے۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کو اپنی دعاؤں کی طرح نہ سمجھو کہ قبول ہوئیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ

چاہے تو قبول کرے اپنے فضل سے ورنہ ہمارے اندر دعا کی قبولیت کی شرطیں تو ہیں نہیں۔ میرے خیال میں ہزار میں سے کوئی ایک آدھ آدمی ہوگا جو پورا اترے اور یہ بھی بڑی خوش قسمتی ہے۔

دعا کے قبول ہونے کی شرائط :

❀......دعا کے قبول ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی کا عقیدہ صحیح ہو وہ مومن ہو وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ [رعد:۱۴] ''اور نہیں ہے پکار کافروں کی مگر گمراہی میں۔''

❀......دوسری شرط یہ ہے کہ بالغ ہونے سے لے کر دعا کے وقت کہ جب دعا کر رہا ہے کوئی فرض واجب اس کے ذمہ نہ ہو۔ نماز، روزہ، زکوۃ، قربانی، عشر، فطرانہ وغیرہ جو بھی اس کے ذمہ ہیں ادا کر چکا ہو کوئی اس کے ذمہ باقی نہ ہو۔ اب بتاؤ ایسا کون آدمی ہے؟

❀......تیسری شرط یہ ہے کہ حرام کا لقمہ نہ کھاتا ہو۔ کئی مرتبہ سن چکے ہو جو آدمی ایک لقمہ حرام کا کھائے گا تو چالیس دن اور چالیس راتیں دعا کی قبولیت سے محروم ہو جائے گا۔ اور حال یہ ہے کہ ہمارے تو پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہیں ہماری دعائیں کیسے قبول ہوں گی؟

❀......اور چوتھی شرط یہ ہے کہ دعا پوری توجہ کے ساتھ کرے کہ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ الدُّعَاءَ مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ ''اللہ تعالیٰ اس دل کی دعا قبول نہیں کرتا جو پوری توجہ کے ساتھ نہ کرے۔'' زبان کسی طرف ہو خیالات کسی طرف ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو پوری دل جمعی کے ساتھ مانگو۔ ہمارے اندر دعا قبول ہونے کی کتنی شرطیں ہیں خود سوچ لو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دعا مانگنا ہی چھوڑ دو۔ اگر اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگنا تو اور کس سے مانگنا ہے۔ ان کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان لوگوں

کو یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے آڑ بنا کر۔ مثلاً ایک آدمی نے رخصت مانگی کہ حضرت! مجھے کام ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی دوسرا اس کی آڑ میں بغیر اجازت کے نکل گیا تو فرمایا ایسوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ پس چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ جو مخالفت کرتے ہیں آپ ﷺ کے حکم کی۔ کس بات سے ڈریں؟ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ کہ پہنچے ان کو کوئی فتنہ۔ کوئی آزمائش آ جائے جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ احد کے موقع پر کچھ صحابہ ﷺ غلط فہمی کا شکار ہو کر آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کر بیٹھے جس کے نتیجے میں ستر آدمی شہید ہوئے اور بہت سارے زخمی ہوئے اور فتح شکست کی صورت میں بدل گئی۔ کبھی آدمی عُجب کے فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کا نتیجہ بھی اچھا نہیں نکلتا جیسا کہ حنین کا واقعہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے وَ یَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا [توبہ:۲۵] ''اور حنین کی لڑائی کے دن جب تعجب میں ڈالا تمہیں تمہاری کثرت نے کثرت تمہارے کچھ کام بھی نہ آئی۔'' جب کوئی مصیبت آئے تو اس آدمی کو سمجھنا چاہیے کہ یہ میرے اعمال کی شامت ہے لیکن حال یہ ہے کہ عوام ہر شے کا تعلق مادی چیز کے ساتھ جوڑتے ہیں۔

اب دیکھو! آنحضرت ﷺ کے اس حکم کی مخالفت کی وجہ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کو حکمران نہ بناؤ۔ جو مصیبتیں ہمارے اوپر آ رہی ہیں وہ تمہارے سامنے ہیں۔ بجلی مہنگی، گیس مہنگی، آٹا مہنگا، معلوم نہیں کیا کیا مہنگا ہوگا؟ روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ سب عورت کی حکمرانی کی نحوست ہے کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یا پہنچے ان کو دردناک عذاب۔ آسمان کی طرف سے عذاب آئے اور اس میں سب تباہ و برباد ہو جائیں اَلَآ خبردار اِنَّ لِلّٰہِ بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ پیدا بھی اس نے کیا ہے ملک بھی اسی کا ہے اور اس میں تصرف بھی اسی کا ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی خالق ہے، نہ مالک ہے، نہ مدبر ہے آسمانوں اور زمینوں کا قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ تحقیق وہ جانتا ہے اس حالت کو جس پر تم ہو۔ نیکی بدی جس حالت پر ہو سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ اور جس دن لوٹائے جائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف فَيُنَبِّئُهُمْ پس وہ ان کو خبر دے گا بِمَا عَمِلُوْا جو انہوں نے عمل کیے ہیں وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

تفسیر

سورة الفرقان

(مکمل)

جلد.............۱۴

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ۝۱ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝۲ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝۳ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ۝۴ وَقَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶

تَبٰرَكَ الَّذِيْ برکت والی ہے وہ ذات نَزَّلَ جس نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا الْفُرْقَانَ قرآن کریم عَلٰى عَبْدِهٖ اپنے بندے پر لِيَكُوْنَ تاکہ ہو جائے لِلْعٰلَمِيْنَ تمام جہان والوں کے لیے نَذِيْرًا ڈرانے والا الَّذِيْ وہ اللہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ اسی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا اور نہیں بنائی اس نے اولاد وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک ملک میں وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور اس

نے پیدا کیا ہر چیز کو فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا پس مقرر کی اس نے ہر چیز کی تقدیر وَاتَّخَذُوْا اور انہوں نے بنا لیے مِنْ دُوْنِهٖ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اٰلِهَةً معبود لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وہ نہیں پیدا کرتے کسی چیز کو وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ اور وہ نہیں مالک اپنی جانوں کے لیے ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا نقصان کے اور نہ نفع کے وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا اور وہ نہیں مالک موت کے وَّلَا حَیٰوةً اور نہ زندگی وَّلَا نُشُوْرًا اور نہ اٹھ کر کھڑے ہونے کے وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ قرآن اِلَّآ اِفْكُ مگر جھوٹ افْتَرٰىهُ نبی نے اس کو گھڑا ہے وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ اور امداد کی ہے اس کی اس قرآن پر قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ دوسرے لوگوں نے فَقَدْ جَآءُوْ پس تحقیق لائے ہیں یہ لوگ ظُلْمًا ظلم وَّزُوْرًا اور جھوٹ وَقَالُوْٓا اور کہا ان لوگوں نے اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ یہ پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں اِكْتَتَبَهَا جو اس پیغمبر نے لکھے ہیں فَهِیَ تُمْلٰى عَلَیْهِ پس وہ املاء کرائی جاتی ہے اس کے سامنے بُكْرَةً صبح وَّاَصِیْلًا اور پچھلے پہر قُلْ آپ فرما دیں اَنْزَلَهُ الَّذِیْ اتارا ہے اس کو اس ذات نے یَعْلَمُ السِّرَّ جو جانتی ہے چھپی چیز کو فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین میں اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وجہ تسمیہ :

اس سورت کا نام سورۃ الفرقان ہے۔ پہلی آیت کریمہ ہی میں لفظ فرقان موجود ہے۔ یہ سورت مکی ہے یعنی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے چھ (۶) رکوع اور ستتر (۷۷) آیتیں ہیں۔ قرآن کریم کا نام ذکر بھی ہے اور قرآن کریم کا نام فرقان بھی ہے۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرقان کے نام کے ساتھ ذکر فرمایا ہے تَبٰرَکَ الَّذِیْ برکت والی ہے وہ ذات نَزَّلَ الْفُرْقَانَ جس نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا قرآن کریم کو۔ فرقان کا معنٰی ہے فرق کرنے والا۔ قرآن کریم ایمان اور کفر میں فرق کرنے والا ہے، توحید اور شرک میں فرق کرنے والا ہے، حلال اور حرام میں فرق کرنے والا ہے، جائز اور ناجائز میں فرق کرنے والا ہے، سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والا ہے۔ قرآن قَرَأَ سے بھی ہے مَقْرُوْءَۃ کے معنٰی میں، پڑھی جانے والی کتاب۔ دنیا میں جتنی تلاوت قرآن کریم کی ہوئی ہے اتنی اور کسی کتاب کی نہیں ہوئی۔ ہر جگہ اور ہر ملک میں لوگ پڑھتے ہیں لیکن کاش! پڑھنے کے ساتھ ساتھ سمجھتے بھی۔ افسوس کہ قرآن کریم کو سمجھنے والے بہت کم ہیں اور اس پر عمل کرنے والے اور کم ہیں اگر سارے لوگ قرآن کریم کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں تو دنیا میں کوئی فتنہ، فساد، چوری، ڈاکا نہ ہو اور بدمعاشی نہ ہو۔ یہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے سب قرآن کریم سے دوری کا نتیجہ ہے۔ نَزَّلَ کا معنٰی ہے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا۔ قرآن کریم تیئس (۲۳) سال میں مکمل ہوا ہے۔ تیرہ (۱۳) سال مکہ مکرمہ اور (۱۰) دس سال مدینہ منورہ میں نازل ہوتا رہا۔ تو برکت والی ذات نے قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا عَلٰی عَبْدِہٖ اپنے بندے پر۔

عبدیت بہت بلند مقام ہے :

عبدیت بہت بلند مقام ہے مگر آج کل جاہل قسم کے لوگ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کو بندہ کہنے میں توہین ہوتی ہے۔ اگر توہین ہوتی تو اللہ تعالیٰ عزت کے مقام پر آپ ﷺ کو عبد فرماتے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عزت کے مقام پر فرمایا کہ فرقان نازل کیا اپنے بندے پر اور معراج کے موقع پر بھی فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ ''پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو۔'' سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے کے بعد آپ بندے ہی رہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی [سورۃ نجم] ''پس (اللہ تعالیٰ نے) وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔'' پھر واپس زمین پر تشریف لائے اور تحفہ لے کر آئے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عبد ہی فرمایا ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔'' گویا عبدیت کسی مقام پر بھی آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوئی۔ اگر لفظ عبد میں توہین ہوتی معاذ اللہ تعالیٰ تو رب تعالیٰ کبھی بھی آپ ﷺ کو عبد نہ فرماتے کہ جاہلوں کا خیال ہے کہ بندہ کہنے میں آپ ﷺ کی توہین ہے۔ تو یاد رکھنا بندہ ہونا، بشر ہونا، انسان ہونا بڑی بات ہے اور یہ بڑا بلند مقام ہے۔ یہ قرآن اپنے بندے پر کیوں نازل فرمایا لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا تاکہ ہو جائے تمام جہان والوں کے لیے ڈرانے والا رب تعالیٰ کے عذاب سے۔ اللہ تعالیٰ نے عالمین جمع کا صیغہ بولا ہے کہ اس جہان میں کئی جہان ہیں، کئی عالم ہیں۔ انسانوں کا عالم ہے، جنات کا عالم ہے، فرشتوں کا عالم ہے، حیوانات کا عالم ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ کیا آپ ﷺ فرشتوں کے بھی پیغمبر ہیں یا نہیں۔ تو امام حموی، امام رازی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرشتے چونکہ معصوم ہیں اس لیے آپ ﷺ کی بعثت ان کے لیے نہیں

ہے آپ ﷺ کی بعثت انسانوں اور جنوں کے لیے ہے جو مکلّف ہیں نیکی بدی کا ان میں مادہ ہے۔ جبکہ امام سبکی اور امام زرقانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں عالمین چونکہ جمع کا صیغہ ہے اور فرشتوں کا بھی عالم ہے لہٰذا آپ ﷺ ان کے لیے بھی پیغمبر ہیں گو وہ مکلف نہیں ہیں وہ معصوم ہیں لیکن فرشتوں پر بھی آپ ﷺ کا ادب واحترام لازم ہے۔ تو آپ تمام جہانوں کے لیے نذیر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ بعض ملحد قسم کے لوگ کہتے ہیں (ان میں نیاز فتح پوری بھی ہے۔) کہ آنحضرت ﷺ شریف الطبع آدمی تھے ان کی نبوت ہمارے لیے نہیں ہے یہ قرآن عرب کے جاہل بدوؤں کے لیے ہے۔ ہاں! اس میں جو اچھی بات ہمیں مل جائے تو وہ ہم لے لیں۔ یہ ہیں ان لوگوں کے خیالات اور عقائد۔ یاد رکھو نوجوانو! آج کل جتنے صحافی ہیں خدا پناہ! اپنی صحافت کے زور پر الحاد پھیلا رہے ہیں۔ لوگ ان کو بڑا مقام دیتے ہیں۔ مرے ہوئے کے بارے میں کچھ کہنا تو نہیں چاہیے مگر حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے بتا رہا ہوں کہ یہی باطل نظریہ کوثر نیازی کا تھا۔ اب وہ پہنچ گیا ہے جہاں پہنچنا تھا۔ اس نے بخاری شریف کی روایت کو اس طرح خلط ملط کیا اور اس کا مذاق اڑایا کہ کچھ حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو کہ انہوں نے فریضہ ادا کیا اور اس کی تردید کی۔ یہ سب باطل پرست لوگ ہیں۔

یہ قرآن کس ذات نے اتارا ہے الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ اللہ اسی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔ زمین اور آسمانوں کا خالق بھی وہی ہے مالک بھی وہی ہے اور ان میں تصرف بھی اسی کا ہے وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا اور نہیں بنائی اس نے اولاد۔ اس میں رد ہوا یہود و نصاریٰ کا اور دوسری مشرک قوموں کا۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور عیسائیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اور دوسری

مشرک قومیں جن میں عربی بھی ہیں وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ "وہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔" تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کا رد فرمایا ہے کہ اس نے اپنے لیے کوئی اولاد نہیں بنائی۔ اور ساتویں پارے میں آتا ہے وَلَمْ تَكُنْ لَّهُ صَاحِبَةٌ "اور نہیں ہے اس کی بیوی۔" اس کی صفت ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ "نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے۔" وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک ملک میں۔ نہ آسمانوں میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ زمین میں، نہ پیدا کرنے میں، نہ اولاد دینے میں، نہ رزق دینے میں اس کا کوئی شریک ہے، نہ تکلیفیں دور کرنے میں اس کا کوئی شریک ہے، کسی چیز میں رب تعالیٰ کا قطعاً کوئی شریک نہیں ہے۔ یہی مفہوم ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ کا۔

مسئلہ تقدیر:

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور اس رب نے تقدیر مقرر فرمائی۔ تقدیر کے انکار پر منکرین حدیث نے بڑے رسالے لکھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تقدیر کا مسئلہ مولویوں کا اپنا بنایا ہوا ہے پہلے سے کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں ہے۔ بس بندہ جو کرتا ہے وہ لکھا جاتا ہے۔ غلام احمد پرویز کہتا ہے کہ یہ عجمیوں کی سازش ہے۔ عجمیون کی سازش کا کیا معنٰی ہے؟ کتنا بڑا خبیث ہے، یہ کہہ کر اس نے کن پر تنقید کی ہے؟ صحاح ستہ کے مصنفین پر، رحمہم اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ امام بخاریؒ نے تقدیر کی احادیث بخاری شریف میں نقل فرمائی ہیں اور یہ ایرانی النسل ہیں عجمی ہیں۔ امام ابوداؤد سجستانی ہیں انہوں نے کتاب الایمان میں تقدیر کی روایتیں نقل فرمائی ہیں اور یہ بھی عجمی ہیں۔ امام ترمذی ترمذ کے ہیں وہ بھی عجمی ہیں۔ امام نسائی بھی عجمی ہیں اور امام ابن ماجہ بھی عجمی ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔ تو صحاح ستہ کے پانچ مصنفین عجمی ہیں تو

عجمیوں کی سازش کہہ کر ان حضرات پر طعن کیا ہے۔ صرف امام مسلم بن حجاج قشیری عربی ہیں۔ چونکہ ان بزرگوں نے اپنی کتابوں میں تقدیر کے متعلق روایات بیان فرمائی ہیں۔ تو غلام احمد پرویز کہتا ہے کہ یہ عجمی سازش ہے ان عجمیوں نے مل جل کر اپنی طرف سے یہ حدیثیں بنائی ہیں اور لوگوں کو تقدیر کا قائل کیا ہے اور حقیقت میں تقدیر کچھ نہیں ہے۔ تم اس کی جہالت کا اندازہ لگاؤ کہ کہتا ہے اگر تقدیر کوئی چیز ہوتی تو اس کا ذکر قرآن میں ہوتا۔ میں نے اپنی کتاب ''انکار حدیث کے نتائج'' میں اس پر بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ میں نے کہا تم قرآن کو کیا جانتے ہو اور کب مانتے ہو؟ اگر تم قرآن پڑھتے تو یہ آیت کریمہ تمہارے سامنے نہ آتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ''ہر چیز کو رب تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور ہر چیز کی تقدیر بھی رب نے مقرر کی ہے۔'' یاد رکھنا! تقدیر کا مسئلہ حق ہے۔ قرآن کریم میں بھی ہے اور احادیث میں بھی ہے۔ مگر یہ لوگ بڑے بے حیا ہیں صرف ادب کے زور پر یعنی ادیبانہ کلام کی وجہ سے نوجوانوں کو خراب کرتے ہیں۔ نوجوان ان کے ادبی ذوق کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں ایمان خراب کر بیٹھتے ہیں۔ یاد رکھنا! تقدیر کا مسئلہ بنیادی مسائل میں سے ہے۔ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهٖۤ اٰلِهَةً اور بنا لیے ان بے وقوفوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے معبود۔ کسی کا لات خدا ہے، کسی کا منات خدا ہے، کسی کا عزّیٰ وغیرہم۔ فرمایا سن لو لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وہ جن کو انہوں نے معبود بنایا ہے وہ کسی چیز کے خالق نہیں ہیں انہوں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ مخلوق ہیں عبادت کے لائق تو خالق ہے مخلوق عبادت کے لائق نہیں ہے۔ جن کی یہ پوجا کرتے ہیں پیغمبر ہوں، فرشتے ہوں، شہید ہوں، ولی ہوں، امام بھی مخلوق ہیں۔ تو یہ عبادت کے لائق کس طرح ہو گئے۔ فرمایا ان کا حال یہ ہے کہ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اور وہ نہیں مالک اپنی جانوں کے لیے نقصان کے اور نہ نفع کے۔ جو اپنی جانوں کے نفع نقصان کے مالک نہ ہوں وہ کسی کو نفع نقصان کیا پہنچا سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑی شخصیت تو کوئی نہیں ہے آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دو اعلان کروائے ہیں قُلۡ آپ کہہ دیں اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا [جن: ۲۱] ''بے شک میں نہیں مالک تمہارے نقصان کا اور نہ نفع کا۔'' اور دوسرا اعلان سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸۸ میں ہے۔ فرمایا قُلۡ آپ کہہ دیں لَاۤ اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ''میں اپنے لیے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔'' تو جب آپ ﷺ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو اور کسی کی کیا حیثیت ہے کہ وہ نفع نقصان کا مالک ہو۔ فرمایا وَّلَا یَمۡلِکُوۡنَ مَوۡتًا وَّلَا حَیٰوۃً اور وہ نہیں مالک اپنی موت کے اور نہ حیات کے۔

؎ لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
نہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

وَّلَا نُشُوۡرًا اور نہ قیامت والے دن اٹھ کر کھڑے ہونے کے مالک ہیں نہ اور کسی کو اٹھا سکتے ہیں کسی کے پاس کسی شے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ پہلے قرآن پاک کا ذکر تھا۔ آگے قرآن پاک پر کافروں نے جو اعتراض کیے ان کا رد ہے۔

قرآن پاک پر کافروں کے اعتراضات :

وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں اِنۡ ھٰذَاۤ نہیں ہے یہ قرآن کریم اِلَّاۤ اِفۡکُ مگر جھوٹ افۡتَرٰہُ جس کو اس شخص نے گھڑا ہے وَاَعَانَہٗ عَلَیۡہِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ اور اس کی امداد کی ہے اس قرآن کے بنانے پر دوسرے لوگوں نے۔ بقول

کافروں کے معاذ اللہ تعالیٰ یہ قرآن نبی نے اپنی طرف سے بنایا ہے خود بنایا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور اس بنانے میں ایک اور قوم نے اس کی مدد کی ہے۔ وہ قوم کون ہے؟ چودھویں پارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ [نحل:۱۰۳] ''اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں کہ بے شک یہ لوگ کہتے ہیں کہ سکھلاتا ہے اس کو ایک انسان اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی زبان میں ہے۔'' عداس نامی ایک غلام تھا جو آپ ﷺ کے پاس اٹھتا بیٹھتا تھا کہتے تھے کہ یہ اس کو قرآن سکھاتا ہے کہ قرآن بنانے میں وہ معاونت کرتے ہیں اس سے یہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کہ جس کی طرف یہ نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے اور قرآن کریم تو بڑی واضح عربی میں ہے۔ وہ بے چارہ تو اچھی طرح عربی بول بھی نہیں سکتا وہ کیا سکھائے گا؟ کم از کم کسی پڑھے لکھے والے کی طرف نسبت کرتے تو بات تھی مگر دنیا نے شوشے تو چھوڑنے ہیں۔ تو فرمایا کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن اس نے خود گھڑا ہے اور اس پر دوسروں نے مدد کی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا پس تحقیق لائے ہیں یہ لوگ ظلم اور جھوٹ وَقَالُوْٓا اور انہوں نے کہا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ اسطورہ کی جمع ہے۔ اسطورہ کا معنیٰ ہے ناول، قصہ، کہانی۔ کافروں نے کہا یہ قرآن پاک قصے، کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن پاک میں نیکوں کے قصے بھی ہیں اور بروں کے قصے بھی ہیں مگر وہ محض قصے نہیں ہیں بلکہ ان میں نصیحت اور عبرت ہے۔ اِكْتَتَبَهَا کہتے ہیں کہ نبی نے یہ قصے لکھ لیے ہیں فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ پس وہ اس کو قصے املاء کروائے جاتے ہیں بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پہلے پہر اور پچھلے پہر۔ اس کا اجمالی

جواب تو یہاں ہے اور تفصیلی جواب اکیسویں پارے میں ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ [العنکبوت:۴۸] ''اور آپ نہیں تھے پڑھتے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتے تھے اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے اس وقت البتہ شک کرتے باطل پرست لوگ۔'' سب جانتے تھے کہ آپ نہ لکھنا جانتے ہیں نہ پڑھنا۔ جب آپ لکھنا پڑھنا ہی نہیں جانتے تو آپ کو املا کیسے کرائی جاتی ہے مگر شوشے چھوڑنے سے دنیا باز نہیں آتی۔ قُلْ آپ کہہ دیں اَنْزَلَهُ الَّذِیْ اتارا ہے قرآن کو اس ذات نے يَعْلَمُ السِّرَّ جو جانتی ہے مخفی چیز کو فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین میں۔ یہ بندوں کا بنایا ہوا اور گھڑا ہوا نہیں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام لائے ہیں رب کی طرف سے آیا ہے اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ جس کی وجہ سے تم بچے آرہے ہو ورنہ اگر تمہاری زیادتیوں کو دیکھ کر سزا دے تو تم ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔

وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ
الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ
مَعَهُ نَذِيرًا ﴿٧﴾ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَ
قَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٨﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا
لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ تَبَارَكَ الَّذِي إِن
شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ
بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا
وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾
لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ
أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾
لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿١٦﴾

وَقَالُوا اور کہا کافروں نے مَا کیا ہوگیا ہے لِ هٰذَا الرَّسُوْلِ اس
رسول کو يَاْكُلُ الطَّعَامَ کھاتا ہے کھانا وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ اور چلتا ہے
بازاروں میں لَوْ لَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ کیوں نہیں اتارا گیا اس کی طرف مَلَكٌ فرشتہ
فَيَكُوْنَ مَعَهٗ پس ہوتا وہ فرشتہ اس کے ساتھ نَذِيْرًا ڈرانے والا اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ
كَنْزٌ یا کیوں نہیں ڈالا جاتا اس کی طرف خزانہ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یا کیوں نہیں

اس کے لیے باغ يَأْكُلُ مِنْهَا کھاتا اس باغ سے وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اور کہا ظالموں نے اِنْ تَتَّبِعُوْنَ تم نہیں پیروی کرتے اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو کیا ہوا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ دیکھ کیسے بیان کرتے ہیں آپ کے لیے مثالیں فَضَلُّوْا پس گمراہ ہوگئے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا پس نہیں طاقت رکھتے راستے کی تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ برکت والی ہے وہ ذات اِنْ شَآءَ اگر وہ چاہے جَعَلَ لَكَ بنادے آپ کے لیے خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ بہتر اس سے جَنّٰتٍ باغات تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہوں ان کے نیچے نہریں وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا اور بنادے آپ کے لیے کوٹھیاں اور محل بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ بلکہ جھٹلایا انہوں نے قیامت کو وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ اور تیار کیا ہم نے اس کے لیے جس نے جھٹلایا قیامت کو سَعِيْرًا شعلہ مارنے والا عذاب اِذَا رَاَتْهُمْ جب دیکھے گی ان کو دوزخ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ دور کی جگہ سے سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا سنیں گے اس کا جوش اور آواز وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا اور جب ڈالے جائیں گے اس دوزخ میں مَكَانًا ضَيِّقًا تنگ جگہ میں مُّقَرَّنِيْنَ جکڑے ہوئے بیڑیوں میں دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا مانگیں گے وہاں ہلاکت کو لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا نہ مانگو تم آج کے دن ایک ہلاکت وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا اور مانگو تم ہلاکتیں بہت زیادہ قُلْ آپ کہہ دیں اَذٰلِكَ خَيْرٌ کیا یہ بہتر ہے اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ یا ہمیشہ رہنے

کے باغ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ جن کا وعدہ کیا گیا ہے متقیوں کے ساتھ کَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً ہوگی ان کے لیے بدلہ وَّمَصِيْرًا اور لوٹنے کی جگہ لَهُمْ فِيْهَا ان کے لیے اس جنت میں مَا يَشَآءُوْنَ وہ ہوگا جو وہ چاہیں گے خٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہیں گے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ ہے آپ کے رب کے ذمے وَعْدًا مَّسْئُوْلًا وعدہ جس کا سوال کیا جائے گا۔

بشریتِ انبیاء :

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے مخلوق کی ہدایت کے لیے سب کے سب انسان تھے، آدمی تھے، بشر تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے اور آنحضرت ﷺ آخری پیغمبر ہیں۔ بشری تقاضے تمام میں موجود تھے، بھوک پیاس بھی لگتی تھے، گرمی سردی بھی محسوس ہوتی تھی، جنسی خواہشات بھی تھیں اسی لیے بیویاں بھی تھیں۔ بہر حال جتنے تقاضے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے ساتھ لگائے ہیں وہ سب پیغمبروں میں تھے فرق صرف اتنا ہے کہ عام انسان اپنے تقاضے جائز اور ناجائز طریقے سے پورے کرتے ہیں، حلال حرام طریقے اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے حرام اور ناجائز طریقہ کبھی نہیں اختیار کیا دوسرے پیغمبروں کی طرح آنحضرت ﷺ بھی کھاتے پیتے تھے نبوت ملنے سے پہلے آپ ﷺ تجارت کا کام بھی کرتے تھے۔ ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ نبوت ملنے سے پہلے ایک شخص جس کا نام عبداللہ ابن ابی الحمساء تھا جو بعد میں صحابی ہوئے ؓ۔ نے آپ ﷺ کے ساتھ کوئی سودا کیا رقم اس کے پاس نہیں تھی اس نے کہا میں جلدی آپ کو رقم لا کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے آنے تک یہیں رہوں گا۔ وہ کاروباری آدمی تھا بھول گیا اور دوسرے کاموں میں لگ گیا۔ آنحضرت ﷺ

تین دن اور تین راتیں وہیں ٹھہرے رہے۔ تین دن کے بعد وہ آیا بڑا شرمندہ ہوا معذرت کی اور کہا حضرت مجھے معاف کر دیں مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ آپ ﷺ نے صرف اتنے الفاظ فرمائے لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ اے عبداللہ! تیری وجہ سے مجھے تکلیف ہوئی ہے میں تین دنوں سے یہیں ہوں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک غلام بیچا ہوذہ ؓ بن خالد کو۔ اس نے کہا حضرت مجھے رسید چاہیے۔ اس وقت بھی رسید کی ضرورت ہوتی تھی لوگ دور دراز جاتے تھے تو لوگ پوچھتے تھے۔ فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ خود تو لکھنا نہیں جانتے تھے اس مجلس میں لکھنے والا تھا آپ ﷺ نے اس کو فرمایا لکھ دو ہوذہ بن خالد نے محمد رسول اللہ ﷺ سے ایک غلام خریدا ہے۔ تو آپ ﷺ نے باقاعدہ رسید لکھوا کر دی۔ تو آپ ﷺ بازار بھی جاتے تھے ضرورت کے لیے۔ کافروں نے یہ بھی اعتراض کیا وَقَالُوْا اور کہا کافروں نے مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ کیا ہو گیا ہے اس رسول کو يَاْكُلُ الطَّعَامَ کھاتا ہے کھانا وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ اور چلتا ہے بازاروں میں اور یہ بھی کہتا ہے کہ میں نبی ہوں اس کا جواب رب تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸ میں دیا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ”اور نہیں بنائے ہم نے پیغمبروں کے ایسے جسم کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔“ جب وہ بشر ہیں انسان ہیں تو سارے بشری تقاضے بھی ہیں۔ اور یہ بھی کہا لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ کیوں نہیں اتارا گیا اس کی طرف فرشتہ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا پس وہ ہوتا اس کے ساتھ ساتھ ڈرانے والا۔ وہ فرشتہ اس نبی کے ساتھ ہوتا اور راستہ صاف کرتا لوگوں کو کہتا ہٹ جاؤ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر آ رہا ہے۔ آج ایک معمولی افسر کے ساتھ آگے پیچھے گارڈ ہوتے ہیں جو راستہ صاف کراتے ہیں۔ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نائب ہوں

ساری مخلوق کے لیے احکامات اللہ تعالیٰ سے لیتا ہوں اور مخلوق کو پہنچاتا ہوں۔ اتنے بڑے منصب کا دعویدار ہے اور اس کے ساتھ ایک بھی فرشتہ نہیں ہے اَوْ یُلْقٰٓى اِلَیْهِ كَنْزٌ یا ڈالا جاتا اس کی طرف خزانہ۔ اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا كُنْتُ اَرْعٰى لِاَهْلِ مَكَّةَ عَلٰى قَرَارِيْطَ ''میں چند ٹکوں پر اہل مکہ کی بکریاں چراتا تھا۔'' یہ کیسا پیغمبر ہے کہ مزدوریاں کرتا پھرتا ہے اس کے لیے تو خزانوں کے ڈھیر اترنے چاہیے تھے خود کھاتا اوروں کو کھلاتا۔ ظاہر بینوں کی نگاہیں تو انہی چیزوں کی طرف ہوتی ہیں اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یا ہوتا اس کا باغ یَّاْكُلُ مِنْهَا کھاتا اس سے پھل۔ اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اور کہا ظالموں نے اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا نہیں پیروی کرتے تم مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو کیا گیا ہے۔ جس پر جادو کیا گیا ہو اس کا دماغ کام نہیں کرتا تم پاگل کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) اور سورت صٰفّٰت آیت نمبر ۳۶ میں ہے اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ''کیا ہم چھوڑنے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے (معاذ اللہ تعالیٰ)۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ آپ دیکھیں کیسی کیسی مثالیں آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ کیسی کیسی باتیں آپ کے متعلق کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کھاتا پیتا کیوں ہے، کبھی کہتے ہیں بازار کیوں جاتا ہے، کبھی کہتے ہیں اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں ہے، کبھی کہتے ہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہیں اترتا، کبھی کہتے ہیں اس کے پاس باغ کیوں نہیں ہے فَضَلُّوْا پس گمراہ ہو گئے سب کے سب فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا پس نہیں طاقت رکھتے راستے کی۔ یعنی سیدھے راستے پر چلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کا دماغ ہی بہت خراب ہے۔ اگلی آیت کریمہ کو سمجھنے کے

لیے ساتویں پارے کی ایک آیت کریمہ کا مفہوم سمجھ لیں پھر اس کا سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

مشرکین مکہ کا ایک نمائندہ وفد :

اس کا مضمون اس طرح ہے کہ مشرکین مکہ کے سرداروں کا ایک نمائندہ وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو یہ صفا پہاڑی اور مروہ پہاڑی سونے کی بنا دیں تو ہم اپنے اپنے قبیلے کے سردار کی حیثیت سے ذمہ داری لیتے ہیں کہ ہماری ساری قوم مسلمان ہو جائے گی۔ آپ ﷺ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ساری دنیا کے پہاڑوں کو سونا بنا دے وہ قادر مطلق ہے اس کے لیے ان چھوٹی چھوٹی چٹانوں کا سونا بنانا کیا مشکل ہے اور یہ مسلمان ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ [انعام: ۳۵] ''اور اگر ہے آپ پر شاق ان لوگوں کا اعراض کرنا پس اگر آپ طاقت رکھتے ہیں کہ تلاش کر لیں سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی لگالیں آسمان میں پس لے آئیں ان کے پاس کوئی نشانی۔'' ہم تو ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ رب تعالیٰ کی حکمتیں بے شمار ہیں بعض محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ لوگ بڑے سطحی ہوتے ہیں مثلاً اگر صفا مروہ پہاڑیاں سونے کی بن جائیں تو لوگ یہ سمجھتے کہ آپ ﷺ کے پاس چونکہ سونا ہے اس لیے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ تو رب تعالیٰ نے غریب اور بھوکا رکھ کر قرآن کی صداقت دکھلائی، پیغمبر علیہ السلام کے اخلاق دکھائے کہ لوگ قرآن کی صداقت اور پیغمبر کے اخلاق کریمہ کی وجہ سے اسلام قبول کر لیں۔ تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ بڑی برکت والی ہے وہ ذات اِنْ شَآءَ اگر وہ چاہے جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ تو بنا دے آپ کے لیے بہتر اس سے جو باغ وغیرہ

ان کے ذہن میں ہے جَنّٰتٍ کئی باغ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ بہتی ہوں ان کے نیچے نہریں وَیَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا۔ قُصُوْرًا قَصْر کی جمع ہے بمعنی محل، کوٹھی۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے لیے کوٹھیاں بنا دے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے مگر ایسا کرنا حکمت کے خلاف ہے عوام تو مال و دولت کی وجہ سے آپ ﷺ کے قریب آئیں گے پھر قرآن اور آپ ﷺ کی صداقت تو واضح نہیں ہوگی اور نہ آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ ان پر ظاہر ہوں گے۔ بَلْ کَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ بلکہ ان لوگوں نے قیامت کو جھٹلایا ہے کہتے ہیں قیامت کوئی چیز نہیں ہے وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ کَذَّبَ بِالسَّاعَةِ اور ہم نے تیار کیا ہے اس کے لیے جو جھٹلاتا ہے قیامت کو سَعِیْرًا شعلے مارنے والی آگ کا عذاب۔ یہ دنیا کی آگ میں لوہا پگھل جاتا ہے بعض دھاتیں بالکل جل جاتی ہیں اور وہ آگ اس سے انہتر گنا تیز ہوگی آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے اِذَا رَاَتْھُمْ جب وہ آگ ان کو دیکھے گی اور یہ لوگ آگ کو دیکھیں گے مِّنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ دور کی جگہ سے سَمِعُوْا لَھَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا سنیں گے اس کا جوش اور آواز۔ جیسے تنور یا بھٹی وغیرہ میں آگ تیز ہو تو شوں شوں کی آواز نکلتی ہے ایسے ہی اس آگ کی آواز ہوگی اور دوزخی چنگاڑے ماریں گے لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّشَھِیْقٌ [ہود: ۱۰۶] ''ان کے لیے چیخنے چلانے کی آوازیں ہوں گی۔'' زفیر گدھے کی اس آواز کو کہتے ہیں جو وہ شروع میں زور سے نکالتا ہے اور شھیق اس آواز کو کہتے ہیں جو آخر میں مدہم سی ہوتی ہے۔ تو ان کی گدھے کی طرح آوازیں ہوں گی اور گدھے کی آواز کے بارے میں آتا ہے اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ [لقمان: ۱۹] ''تمام آوازوں سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔'' وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْھَا اور جس وقت وہ دوزخ میں ڈالیں جائیں گے مَکَانًا ضَیِّقًا تنگ جگہ میں مُّقَرَّنِیْنَ جکڑے ہوئے ہاتھ بھی اور پاؤں بھی کہ حرکت بھی نہ کر

سکیں۔ پھر کیا کریں گے دَعَوْا هُنَا لِكَ ثُبُوْرًا وہاں اپنے لیے ہلاکت مانگیں گے کہ ہم مرجائیں اور عذاب سے چھٹکارا ہوجائے۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا نہ مانگو تم آج کے دن ایک ہلاکت وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا بہت سی ہلاکتیں مانگو۔ مگر وہاں تو یہ ہوگا لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى [سورۃ الاعلیٰ] ''دوزخی نہ دوزخ میں مریں گے نہ جئیں گے۔'' اور سورہ زخرف آیت نمبر ۷۷ میں ہے وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ''اور دوزخ والے پکاریں گے اے مالک علیہ السلام! چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر آپ کا پروردگار۔'' ہمیں مار ہی دے۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ [مومنون: ۱۰۸] ''ذلیل ہوجاؤ اسی دوزخ میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔'' ذلیل ہوکر دوزخ میں پڑے رہو۔ میرے پیغمبر تمہارے پاس پہنچے، مبلغ پہنچے، میں نے تمہیں عقل دی، کتابیں نازل کیں مگر تم نے ضد نہ چھوڑی۔ اب سزا بھگتو قُلْ آپ کہہ دیں اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کے ساتھ۔ آگ کے شعلوں میں یا یہ ہمیشگی کے باغات بہتر ہیں كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا یہ ان کے لیے بدلہ ہوگا اور لوٹ کر جانے کی جگہ۔ جنتیں آٹھ ہیں۔ سب سے افضل اور بہتر جنت الفردوس ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اپنے لیے مانگو یا اپنے کسی عزیز کے لیے مانگو تو جنت الفردوس مانگو۔ ملے گا وہی جو تمہاری قسمت میں ہوگا تمہارے اعمال کے مطابق۔ یہ ضروری نہیں کہ جو مانگا مل گیا لیکن تم طلب فردوس کو ہی کرو۔ فرمایا لَهُمْ فِيْهَا مَايَشَآءُوْنَ ان کے لیے ان جنتوں میں وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ مثال کے طور پر اگر جنتی خواہش کرے گا کہ میں اڑ کر اپنے فلاں ساتھی کے پاس پہنچ جاؤں اور اس کا

ساتھی فرض کر دا تنا دور ہو جتنا یہاں سے امریکہ ہے تو ایک منٹ میں اس کے پاس پہنچ جائے گا۔ اڑتے ہوئے پرندے کو دیکھ کر خواہش کرے گا کہ یہ میری خوراک بن جائے تو ایک منٹ میں پلیٹ میں بھُنا ہوا سامنے آجائے گا، کسی پھل کی خواہش کرے گا تو وہ پھل لٹکتا ہوا سامنے آجائے گا اور پھر خٰلِدِیْنَ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ جو خوش نصیب جنت میں داخل ہو گیا وہ وہاں سے نکالا نہیں جائے گا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ہے آپ کے رب کے ذمے متقیوں کے لیے جنت میں داخلے کا وعدہ جس کا سوال کیا جائے گا۔ پروردگار! آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیں۔ رب اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ رب تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون ہے وعدے کو پورا کرنے والا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو اکٹھا کرے گا وَمَا يَعْبُدُوْنَ اور ان کو جن کی یہ عبادت کرتے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے فَيَقُوْلُ پس فرمائے گا ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ کیا تم نے گمراہ کیا میرے ان بندوں کو اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ یا وہ خود راہ سے بھٹک گئے قَالُوْا وہ کہیں گے سُبْحٰنَكَ آپ کی ذات پاک ہے مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ نہیں تھا مناسب ہمارے لیے اَنْ نَّتَّخِذَ یہ کہ ہم بنائیں مِنْ دُوْنِكَ آپ سے نیچے نیچے مِنْ اَوْلِيَآءَ کارساز وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ اور لیکن آپ نے ان کو فائدہ پہنچایا وَاٰبَآءَهُمْ اور ان کے آباؤ اجداد کو حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ یہاں تک کہ وہ بھول گئے نصیحت وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا اور تھے یہ لوگ ہلاک ہونے والے فَقَدْ

کَذَّبُوْکُمْ پس تحقیق انہوں نے جھٹلا دیا تم کو بِمَا تَقُوْلُوْنَ ان باتوں میں جو تم کہتے ہو فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ پس تم طاقت نہیں رکھتے صَرْفًا پھرنے کی وَّلَا نَصْرًا اور نہ مدد کرنے کی وَمَنْ یَّظْلِمْ مِّنْکُمْ اور جس نے ظلم کیا تم میں سے نُذِقْهُ ہم چکھائیں گے اس کو عَذَابًا کَبِیْرًا عذاب بڑا وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ پیغمبر اِلَّآ اِنَّهُمْ مگر بے شک وہ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ البتہ وہ کھانا کھاتے تھے وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ اور چلتے تھے بازاروں میں وَ جَعَلْنَا بَعْضَکُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اور بنایا ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش اَتَصْبِرُوْنَ کیا تم صبر کرتے ہو وَکَانَ رَبُّکَ بَصِیْرًا اور ہے آپ کا رب دیکھنے والا۔

میدان محشر اور شرک کی تردید :

محشر کا معنٰی ہے جمع کرنے کی جگہ۔ جس مقام پر اللہ تعالیٰ بندوں کو جمع کریں گے اس کا نام ہے محشر۔ میدان محشر بپا ہوگا اللہ تعالیٰ کی بچی عدالت قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق جتنا ظہور ہوگا وہ اس شان کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے اور سب سے حساب لیں گے۔ اس دن مشرکوں اور جن کی انہوں نے پوجا کی ہے کا بھی حساب ہوگا۔ اسی کا ذکر ہے۔ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ اور جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور اس مخلوق کو بھی جس کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اکٹھا کرکے فَیَقُوْلُ پس فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ سوال کرے گا ان سے جن کی عبادت کی گئی ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ کیا تم نے گمراہ کیا میرے ان بندوں

کو۔تم نے کہا تھا کہ ہمیں معبود بنالو اور یہ تمہارے عابد ہو جائیں اور تم معبود ہو جاؤ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ یا وہ خود گمراہ ہوئے ہیں راستے سے اور تمہارا کوئی دخل نہیں ہے۔اپنی پوزیشن واضح کرو قَالُوْا وہ جواب دیں گے سُبْحٰنَكَ آپ کی ذات پاک ہے مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ نہیں تھا مناسب ہمارے لیے۔ہمیں یہ حق نہیں تھا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ یہ کہ ہم بنائیں آپ سے نیچے نیچے کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس بنائیں ہمیں یہ حق نہیں تھا وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ اور لیکن آپ نے ان کو فائدہ پہنچایا وَاٰبَآءَهُمْ اور ان کے باپ دادا کو حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ یہاں تک کہ وہ بھول گئے نصیحت کو وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا۔ بُوْرًا بَائِرٌ کی جمع ہے اور بائر کا معنٰی ہے ہلاک ہونا۔اور تھے یہ لوگ ہلاک ہونے والے۔شرک کے شیدائی اہل بدعت عموماً یہ کہا کرتے ہیں کہ شرک تو یہ ہے کہ بتوں کی پوجا کی جائے ہم تو بتوں کی پوجا نہیں کرتے ہم تو نبیوں ولیوں کو سورتے پکارتے ہیں۔قرآن کریم نے ان کے اس مغالطے کو رد کر کے رکھ دیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی احادیث نے اس باطل خیال کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی ہیں۔قیامت والے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کریں گے وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [مائدہ] ''اور جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے (علیہ السلام) کیا آپ نے کہا تھا لوگوں کو کہ بناؤ مجھے اور میری والدہ کو الٰہ اللہ کے نیچے۔قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے آپ کی ذات پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں میں ایسی بات جس کا مجھے حق نہیں ہے اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو آپ کو ضرور معلوم ہوگا تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ آپ جانتے ہیں جو

میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو آپ کے جی میں ہے اَنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ بے شک آپ ہی چھپی چیزوں کو جاننے والے ہیں مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ میں نے نہیں کہی ان لوگوں سے مگر وہی بات جس کا آپ نے مجھے حکم دیا ہے اَنِ اعْبُدُوْا اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمْ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔'' اگر شرک فقط بتوں کی پوجا کا نام ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال کیوں؟ نہ عیسیٰ علیہ السلام بت ہیں اور نہ ان کی والدہ ماجدہ بت ہیں۔ اگر شرک بتوں کی پوجا کا نام ہے بقول ان جاہلوں کے تو ان سے سوال کیوں؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے اے پروردگار! آپ کی ذات پاک ہے میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ اگر بالفرض والمحال ایسی بات ہوئی ہوتی آپ کو معلوم ہوتا کہ آپ غیب دان ہیں میں غیب نہیں جانتا۔ پھر سمجھ لیں کہ سوال یہ ہے کہ شرک اگر صرف بت پرستی کا نام ہے تو عیسیٰ علیہ السلام سے کیوں پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے یہ سبق دیا ہے؟ اور بائیسویں پارے میں ہے وَ یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ''اور جس دن جمع کرے گا ان سب کو ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَةِ ھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ پھر فرمائے گا فرشتوں کو کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِھِمْ پاک ہے آپ کی ذات آپ ہی ہمارے کارساز ہیں۔'' [سبا: ۴۰]

تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے سوال کریں گے کہ یہ جو تمہاری پوجا کرتے تھے یا جبرائیل یا میکائیل یا عزرائیل یا اسرافیل علیہم السلام کہتے اور لکھتے تھے۔ یہ سبق تم نے ان کو دیا تھا؟ تو اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے کہیں گے اے پروردگار! آپ کی ذات پاک ہے ہم نے ان کو یہ سبق نہیں دیا۔ تو سب جاہلوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ شرک

صرف بت پرستی کا نام ہے غلط کہتے ہیں۔ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کی اور ان کی والدہ کی پوجا کا نام بھی شرک ہے اور فرشتوں کی پوجا کا نام بھی شرک ہے۔ اور سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۱ میں اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ''ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب بنالیا اللہ تعالیٰ کے سوا وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ اور مسیح ابن مریم کو رب بنا لیا۔'' سوال یہ ہے کہ یہ مولوی اور پیر بت تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بت تھے؟ معاذ اللہ تعالیٰ۔

پھر یہ بات بھی سمجھ لیں کہ دنیا میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں گزری کہ جس نے محض لکڑی، پتھر اور اینٹ کی بے جان مورت کو خدا یا الٰہ بنایا ہو۔ بلکہ بت، تصویر اور مجسمہ جب بھی بنایا گیا کسی جاندار مخلوق بلکہ بزرگوں اور پیغمبروں اور نیک بندوں کے نام اور شکل پر ہی بنایا گیا اور بتوں سے وہ کام لیا گیا یا نا اہل لوگوں نے تصورِ شیخ سے یا غالی لوگوں نے فوٹو اور تصویر سے لیا۔ دیکھو! ایک من کی لکڑی کی کوئی ہندو پوجا نہیں کرتا جب وہ لکڑی گھڑتے گھڑتے دس سیر باقی رہ جاتی اور کسی بزرگ سیتا جی، رام چندر، کرشن جی، بدھ کی شکل بن گئی تو اب اس کی پوجا شروع ہوگئی۔ تو پوجا تو اس بزرگ کی ہوئی جس کی شکل پر اس کو بنایا گیا۔ ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر، یہ پانچ بزرگ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ود حضرت ادریس علیہ السلام کا لقب تھا باقی چار نیک بزرگ ان کے صحابی تھے۔ تو اصل عقیدت ان کے ساتھ تھی جن کی شکل اور نام پر بت گھڑے گئے تھے محض لکڑی اور پتھر کی پوجا کسی نے نہیں کی۔ میری کتاب ''گلدستہ توحید'' ضرور ایک دفعہ پڑھو ساری بات سمجھ آجائے گی اور

توحید اور شرک کا فرق سمجھ آجائے گا۔ اور یہ کہنا کہ شرک صرف بت پرستی کا نام ہے غلط ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا بھی شرک ہے اور ان کی والدہ کی پوجا بھی شرک ہے، فرشتوں کی پوجا بھی شرک ہے، مولویوں، پیروں کی پوجا بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی بھی کسی نے پوجا کی اللہ تعالیٰ نے اس کو شرک کہا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ان کو کہیں گے جن کی پوجا کی گئی کہ میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا؟ وہ کہیں گے اے پروردگار! آپ کی ذات پاک ہے ہمارے لیے مناسب نہیں تھا کہ ہم آپ کے سوا کسی اور کو الٰہ بنائیں۔ تو ہم کب کہہ سکتے تھے کہ تم ہمیں الٰہ بنالو۔ آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو فائدہ پہنچایا اور یہ نصیحت کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں سے کہیں گے فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ پس تحقیق انہوں نے جھٹلا دیا تم کو ان باتوں میں جو تم کہتے ہو۔ جن کو تم حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس اور دستگیر سمجھتے تھے انہوں نے تو تمہیں جھٹلا دیا ہے کہ ہم نے تو ان کو یہ سبق قطعاً نہیں دیا فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا پس تم طاقت نہیں رکھتے عذاب کو ہٹانے کی جو تم پر ہے وَّلَا نَصْرًا اور نہ ایک دوسرے کی مدد کی طاقت رکھتے ہو۔

فرمایا وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ اور جو ظلم کرے گا تم میں سے نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ہم اس کو چکھائیں گے بڑا عذاب۔ بعض مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ ظلم سے مراد شرک ہے کیونکہ سورت لقمان میں آتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ "بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔" تو معنی ہوگا جو شرک کرے گا ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے اور اکثر مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ ظلم سے مراد عام ظلم ہے شرک ہو یا دوسرا ظلم ہو۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو بڑا عذاب چکھائیں گے۔

بشریتِ رسول :

اس سے پچھلے رکوع میں تم نے پڑھا کہ کافروں کا یہ بھی اعتراض تھا کہ اس رسول کو کیا ہوگیا ہے یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ''کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، خرید وفروخت کرتا ہے۔'' رب تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر اِلَّآ اِنَّھُمْ مگر بے شک وہ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ البتہ وہ کھانا کھاتے تھے وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ اور چلتے پھرتے تھے بازاروں میں۔ جب انبیائے کرام علیہم السلام انسان اور بشر تھے، آدمی تھے تو تمام بشری تقاضے سوائے معصیت کے ان کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ ان کو بھوک پیاس بھی لگتی تھی، گرمی سردی بھی محسوس ہوتی تھی۔

غزوہ خندق کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ ایک مقام پر آپ ﷺ کو پیاس لگی تو آپ نے ساتھیوں سے پوچھا کہ تمہارے پاس پانی ہے تو ایک صحابی ؓ نے کہا ہاں حضرت! میرے پاس پانی ہے تو اس سے آپ ﷺ نے پانی لے کر پیا۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی کسی بیوی کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں پکا تھا۔ گھر سے باہر تشریف لے گئے تو راستے میں ابوبکر صدیق ؓ مل گئے وہ بھی اسی مصیبت میں مبتلا تھے۔ فرمایا ابوبکر کیسے؟ عرض کیا حضرت گھر سے نکل آیا ہوں۔ وہ بھی ساتھ چل پڑے۔ آگے گئے تو حضرت عمر ؓ مل گئے پوچھا عمر کیسے؟ کہا حضرت بھوک نے بڑا ستایا ہے ابوبکر ؓ مسکرائے کہ میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں مگر میں بتا نہیں سکا عمر ؓ نے بات بتا دی ہے۔ فرمایا ابوالہیثم بن تیہان ؓ کے گھر چلو (یہ صاحب حیثیت تھے ان کا باغ بھی تھا اور بکریاں بھی تھیں۔) ان شاء اللہ تعالیٰ

ہمیں کھانا ملے گا۔ اتفاق کی بات کہ وہ گھر نہیں تھے پانی لینے گئے ہوئے تھے بیوی گھر تھی جب اس نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ہیں، ابوبکر ؓ ہیں اور عمر ؓ ہیں تو بڑی خوش ہوئی۔ ایک چارپائی پر چادر ڈال کر اس پر ان حضرات کو بٹھایا اتنے میں خاوند بھی آ گیا اس کو بھی بڑی خوشی ہوئی کہ آنحضرت ﷺ صاحبین کے ساتھ گھر تشریف لائے ہیں۔ بیوی کو کہا روٹی پکاؤ۔ تازہ کھجوریں لا کر رکھیں حضرت! یہ کھاؤ اور کھانا کھائے بغیر آپ حضرات نے نہیں جانا بکری ذبح کرنے کے لیے جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا اِیَّاکَ وَالْحَلُوْبَ ''دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا کہ دودھ کی قلت پیدا ہو جائے گی۔'' اسلام نے سب چیزوں کا خیال رکھا ہے۔

ایک مسئلہ :

اس حدیث کی روشنی میں فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ایسا جانور جو دودھ دیتا ہو یا جس کے پیٹ میں بچہ ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے اس لیے کہ اگر لوگ دودھ والے جانوروں کی قربانی شروع کر دیں گے تو لاکھوں قربانیاں ہوتی ہیں دودھ کی قلت پیدا ہو جائے گی اور اگر بچے والی ہے تو ماں کے ساتھ بچہ بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ وہ اس کے پیٹ میں ہے۔ تو پیغمبروں کے ساتھ سارے بشری تقاضے ہوتے ہیں وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اور بنایا ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لیے فتنہ، آزمائش۔ کسی کو امیر، کسی کو غریب، کسی کو کوئی شکل دی، کسی کو کوئی شکل دی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ کھانا پینا، خرید و فروخت پیغمبر کے منصب کے خلاف نہیں ہے بلکہ سورۃ المومنون آیت نمبر ۵۱ میں ہے یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ''اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے اور اچھے عمل کرو۔'' فرمایا اَتَصْبِرُوْنَ اے مسلمانو! تم

کافروں کی ان باتوں پر صبر کرو گے یعنی تمہیں صبر کرنا چاہیے۔ظاہر بات ہے کہ کافروں کے شوشوں سے جو کافر کبھی رب تعالیٰ کی توحید کے متعلق اور کبھی پیغمبروں کے متعلق اور کبھی مومنوں کے متعلق چھوڑتے ہیں۔مومنوں کو صدمہ تو ہوتا ہے۔تو فرمایا کیا تم صبر کرو گے یعنی تمہیں صبر کرنا چاہیے وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا اور ہے آپ کا رب دیکھنے والا۔اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے ہر آدمی کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ ملے گا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ
اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾
يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ
حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ
هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ
مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾
اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾
وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ
الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾
لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ
خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے لَا يَرْجُوْنَ جو نہیں امید رکھتے لِقَآءَنَا ہماری ملاقات کی لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا کیوں نہیں اتارے گئے ہم پر الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے اَوْ نَرٰى رَبَّنَا یا ہم کیوں نہیں دیکھتے اپنے رب کو لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا البتہ تحقیق تکبر کیا انہوں نے فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں میں وَعَتَوْ اور انہوں نے سرکشی کی عُتُوًّا كَبِيْرًا بڑی سرکشی يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ جس دن دیکھیں گے وہ فرشتوں کو لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ نہیں خوشخبری ہوگی اس دن

لِّلْمُجْرِمِيْنَ مجرموں کے لیے وَ يَقُوْلُوْنَ اوروہ کہیں گے حِجْرًا پردہ ہو مَّحْجُوْرًا روکا ہوا وَقَدِمْنَآ اورہم اقدام کریں گے اِلٰى مَا عَمِلُوْا اس چیز کی طرف جوانہوں نے کی ہے مِنْ عَمَلٍ عمل سے فَجَعَلْنٰهُ پس ہم اس کوکردیں گے هَبَآءً غبار مَّنْثُوْرًا بکھیرا ہوا اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ جنت والے يَوْمَئِذٍ اس دن خَيْرٌ بہتر ہوں گے مُّسْتَقَرًّا ٹھکانے کے لحاظ سے وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا اور بہت بہتر ہوں گے دوپہر کے آرام کی جگہ کے لحاظ سے وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ اورجس دن پھٹ جائے گا آسمان بِالْغَمَامِ بادلوں کے ساتھ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ اوراتارے جائیں گے فرشتے تَنْزِيْلًا اتارے جانا اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ سچا ملک اس دن لِلرَّحْمٰنِ رحمٰن کے لیے ہوگا وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا اور ہوگا وہ دن کافروں پر سخت وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ اورجس دن کاٹے گا ظالم عَلٰى يَدَيْهِ اپنے ہاتھوں کو يَقُوْلُ کہے گا يٰلَيْتَنِي کاش میں اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا بنالیتا رسول کے ساتھ راستہ يٰوَيْلَتٰى ہائے افسوس مجھ پر لَيْتَنِيْ کاش میں لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا نہ بناتا فلاں کو دوست لَقَدْ اَضَلَّنِيْ البتہ تحقیق اس نے گمراہ کیا مجھے عَنِ الذِّكْرِ قرآن سے بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ بعد اس کے کہ وہ نصیحت آگئی میرے پاس وَكَانَ الشَّيْطٰنُ اور ہے شیطان لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا انسان کو رسوا کرنے والا وَقَالَ الرَّسُوْلُ اورفرمایا رسول اللہ ﷺ نے يٰرَبِّ اے میرے رب اِنَّ قَوْمِي بے شک میری قوم نے

اِتَّخَذُوْا بنالیا هٰذَا الْقُرْاٰنَ اس قرآن پاک کو مَهْجُوْرًا چھوڑا ہوا۔

کافروں نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں جو شوشے چھوڑے تھے اور اعتراض کیے تھے ان کا ذکر چلا آرہا ہے جیسا کہ کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ کافروں نے کہا اس رسول کو کیا ہے یہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ''ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے ہیں وہ سارے کھاتے بھی تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔

کفار کے اعتراضات اور ان کے جوابات :

اب ان کافروں کا ایک اور اعتراض ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ اور کہا ان لوگوں نے لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا جو امید نہیں رکھتے ہماری ملاقات کی یعنی وہ قیامت کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نہ قیامت ہے نہ میدان محشر ہے نہ اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی۔ انہوں نے کہا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ کیوں نہیں اتارے گئے ہم پر فرشتے۔ اس کے پاس فرشتے آتے ہیں ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ ہم نے ان کا کیا بگاڑا ہے کہ ہماری طرف نہیں آتے؟ اور کافروں نے یہ بھی کہا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ [زخرف: ۳۱] ''کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر دو بستیوں میں سے۔'' اس یتیم پر کیوں اترا ہے؟ دو شہروں سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور طائف ہے۔ اس وقت جدہ کا وجود نہیں تھا۔ مکہ مکرمہ میں سب سے بڑا سردار ولید بن مغیرہ تھا اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی تھا۔ یہ قرآن ان پر کیوں نازل نہیں ہوا؟ دوسری بات یہ کہی اَوْ نَرٰی رَبَّنَا یا ہم کیوں نہیں دیکھتے اپنے رب کو۔ یہ کہتا ہے کہ میرا رب تعالیٰ کے ساتھ رابطہ ہے ہم

نے رب کا کیا بگاڑا ہے ہمیں کیوں نہیں نظر آتا۔ یہاں رب تعالیٰ نے اجمالی طور پر جواب دیا ہے لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ البتہ تحقیق انہوں نے تکبر کیا اپنی جانوں میں اپنے دلوں میں وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا اور سرکشی کی بڑی سرکشی۔ یہ باتیں ان کی تکبر اور سرکشی کی ہیں۔

مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ :

اس دنیا میں رب تعالیٰ کو دیکھنا آسان بات نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تیسرے نمبر کی شخصیت ہیں۔ پہلا نمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے دوسرا نمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ''اے میرے رب دکھا تو مجھ کو تاکہ میں دیکھوں تیری طرف قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ [اعراف: ۱۴۳] فرمایا رب تعالیٰ نے لَنْ تَرٰىنِيْ تو ہرگز نہیں دیکھ سکے گا مجھے اس وقت جب اس پہاڑ پر تجلی ڈالوں گا۔ اگر طور پہاڑ اپنی جگہ پر کھڑا رہا تو فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ پھر آپ مجھے دیکھ لیں گے۔'' احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ایک پورے کے نصف حصے کا نور پہاڑ پر ڈالا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو کہا سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ ''آپ کی ذات پاک ہے میری توبہ۔'' تو موسیٰ علیہ السلام کو اس جہان میں دیدار نہ ہوا تم کون ہوتے ہو تمہاری کیا حیثیت ہے یہ کہنے کی کہ ہمیں رب نظر کیوں نہیں آتا؟ باقی اس جہان کا مسئلہ علیحدہ ہے اور آخرت کے جہان کا علیحدہ۔ اس سے یہ ثابت کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام اس جہان میں دیدار نہیں کر سکے تو قیامت والے دن بھی رب تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوگا۔ یہ قیاس غلط ہے۔ آخرت کی چیزیں ہمیں یہاں سمجھ نہیں آ

سکتیں۔ کیا وہاں کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کسی کے سمجھ میں آتی ہے۔ جنت میں ایک درخت کا سایہ اتنا لمبا ہوگا کہ آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر چلے تو اس کی انتہا کو نہ پہنچ سکے، کوئی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ درخت سے پھل توڑتے ہی فوراً دوبارہ لگ جائے۔ ایک بلند ٹہنی پر لگے پھل کو کھانے کو دل کرے اور وہ ٹہنی فوراً اس کے سامنے آجائے کیا یہ باتیں یہاں سمجھ آنے والی ہیں؟ اور دوزخ میں دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز آگ کے شعلے بھی ہوں اور اس میں آدمی نہ مریں، سانپ، بچھو اور درخت بھی اس میں ہوں یہ باتیں یہاں کس کو سمجھ آسکتی ہیں؟

مومن اور کافر کی روح کے احوال :

فرمایا یَوۡمَ یَرَوۡنَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ جس دن دیکھیں گے وہ فرشتوں کو لَا بُشۡرٰی یَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ اس دن خوش خبری نہیں ہوگی مجرموں کے لیے وَ یَقُوۡلُوۡنَ اور وہ کہیں گے حِجۡرًا رکاوٹ ہو ہمارے اور فرشتوں کے درمیان مَّحۡجُوۡرًا بڑی مضبوط رکاوٹ ہو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب جان قبض کرنے والے فرشتے آتے ہیں تو مرنے والے کو ملک الموت بھی نظر آتا ہے اور اس کے ساتھ جو معاون فرشتے ہوتے ہیں وہ بھی نظر آتے ہیں۔ مرنے والا اگر مومن ہو تو فرشتوں کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں جس میں اس کی روح کو لپیٹ کر لے جاتے ہیں۔ اور اگر کافر مشرک ہے بُرا ہے تو اس کے پاس جہنم کا ٹاٹ اور بدبوئیں ہوتی ہیں جن میں وہ لپیٹ کر لے جاتے ہیں۔ وہ فرشتے صرف مرنے والے کو نظر آتے ہیں اوروں کو نظر نہیں آتے اگر دوسروں کو نظر آئیں تو ایمان بالغیب نہیں رہتا۔ فرشتے جس وقت مومن کی روح کو آسمانِ دنیا تک لے جاتے ہیں تو ہر طرف خوشبوئیں ہی خوشبوئیں پھیل جاتی ہیں۔ جب وہ دروازے کے قریب

پہنچتے ہیں تو دربان فرشتے کہتے ہیں اس کو اس دروازے سے لے جاؤ، دوسرے دروازے والے فرشتے کہتے ہیں یہاں سے لے جاؤ، تیسرے دروازے والے فرشتے کہتے ہیں کہ یہاں سے لے جاؤ۔ سب شائق ہوتے ہیں کہ نیک روح ہمارے دروازے سے گزرے اور اگر بُرا ہے تو لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ [اعراف: ۴۰] ''نہیں کھولے جائیں گے اس کے لیے دروازے آسمان کے۔'' ساتویں زمین کے نیچے ایک مقام ہے سجین، وہاں پہنچاتے ہیں۔ تو فرمایا یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہیں نازل ہوتے۔ اور جس دن فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرم کہیں گے ہمارے اور ان کے درمیان مضبوط آڑ ہو وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ اور ہم اقدام کریں گے اس طرف جو انہوں نے عمل کیا ہے فَجَعَلْنٰهُ پس ہم اس کو کر دیں گے هَبَآءً غبار مَّنْثُوْرًا بکھیرا ہوا۔ جیسے باریک غبار کو ہوا اڑاتی ہے۔ حالت کفر میں کافروں کے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ آج بھی دنیا میں کافر بڑے بڑے اچھے کام کرتے ہیں سڑکیں بناتے ہیں، پلیں تعمیر کراتے ہیں، مسافر خانے اور ہسپتال بناتے ہیں، غریبوں کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ مجموعی حیثیت سے ظاہری طور پر وہ مسلمانوں سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ ہیں لیکن اعمال کی قبولیت کی شرطیں ان میں نہیں ہیں۔

اعمال کی قبولیت کی تین شرطیں :

اعمال کی قبولیت کی تین شرطیں ہیں۔

❀......ایمان ❀......اخلاص ❀......اتباعِ سنت

چونکہ وہ ایمان کی دولت سے محروم ہیں اس لیے فرمایا کہ ہم اقدام کریں گے اس چیز کی طرف جو انہوں نے عمل کیے ہیں اور ہم کر دیں گے اس کو غبار بکھیرا ہوا۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

يَوْمَئِذٍ جنت والے اس دن خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا بہت بہتر ہوں گے ٹھکانے کے لحاظ سے وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا۔ قیلولہ سے ہے۔نیک آدمیوں کی عادت ہے دو پہر کو سونا۔معنیٰ ہوگا بہت بہتر ہوں گے دو پہر کے آرام کی جگہ کے لحاظ سے۔

حدیث پاک میں آتا ہے مِنْ دَأْبِ الصّٰلِحِيْنَ قَيْلُوْلَة "نیک آدمیوں کی عادت سے ہے دو پہر کو سونا۔" یہ سونا فی نفسہ مقصود نہیں ہے بلکہ رات کو جاگنے کی تمہید ہے۔ جو آدمی دو پہر کو تھوڑی دیر کے لیے سو جائے اس کو سحری کے وقت تہجد کے نوافل کے لیے اٹھنا آسان ہوتا ہے۔فرمایا وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں کے ساتھ۔آسمان کے نیچے بادل ہوں گے اور وہ پھٹ جائیں گے وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا اور اتارے جائیں گے فرشتے اتارے جانا۔رب تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی میدان محشر میں اور فرشتے آسمانوں سے ایسے اتریں گے جیسے بادلوں سے جہاز نیچے اترتا ہے ایسے فرشتے اتریں گے۔اور جو پہلے سے زمین پر ہوں گے وہ زمین ہی میں رہیں گے اس دن سب کو معلوم ہو جائے گا کہ فرشتے آگئے ہیں اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ سچا ملک اس دن رحمٰن کے لیے ہوگا۔آج تو دنیا دعوے کرتی ہے ہمارا ملک، ہماری حکومت، ہماری بادشاہی، ہماری صدارت، ہماری وزارت، وہاں پر ہماری تمہاری کچھ نہیں ہوگی اعلان ہوگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ [مومن:۱۶] "کس کے لیے ہے بادشاہی آج کے دن۔" دنیا میں دعوے کرنے والو بتاؤ ملک آج کس کا ہے؟ پھر یہی صدا بلند ہوگی لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ "اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو اکیلا ہے اور دباؤ والا ہے۔" وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا اور ہے وہ دن کافروں پر بڑا سخت اور مشکل۔وہ بڑی تنگی کا دن ہوگا۔

شانِ نزول :

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ اور جس دن کاٹے گا ظالم اپنے ہاتھوں کو۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک کافر تھا جس کا نام تھا عقبہ ابن ابی معیط۔ یہ بڑا ہتھ چھٹ اور منہ پھٹ آدمی تھا۔ اس شخص نے آنحضرت ﷺ کے گلے میں رسی ڈال کر دبانے کی کوشش کی تھی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو دھکا دے کر آپ ﷺ کو چھڑایا اور فرمایا تھا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ''او ظالمو! اس لیے اس کو شہید کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے۔'' اسی شخص نے آنحضرت ﷺ پر سجدے کی حالت میں اوجھڑی لا کر آپ ﷺ کی گردن پر رکھ دی تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اتاری تھی۔ ایک موقع پر اس کو خیال آیا کہ محمد ﷺ سچے ہیں اور ہم ان پر زیادتی کر رہے ہیں اور قرآن بھی سچا ہے ہمیں سچائی قبول کر لینی چاہیے۔ چنانچہ اس نے حق کو قبول کر لیا۔ اس کا بڑا گہرا دوست تھا امیہ بن خلف۔ اس کو معلوم ہوا تو وہ دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا عقبہ! میں نے سنا ہے کہ تو صابی ہو گیا ہے؟ اس وقت اہل حق کو صابی کہتے تھے۔ عقبہ نے کہا کہ میرا دل مطمئن ہے محمد ﷺ جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔ امیہ نے کہا کہ دھڑا نہیں چھوڑنا۔ بہر حال اس برے ساتھی نے اس سے کلمہ چھڑا دیا۔ قیامت کا دن ہو گا عقبہ اپنے ہاتھ کاٹے گا يَقُوْلُ کہے گا يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا کاش! کہ میں بنا لیتا رسول کے ساتھ راستہ يٰوَيْلَتٰى اے خرابی! لَيْتَنِيْ کاش لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا میں نے نہ بنایا ہوتا فلاں کو دوست۔ امیہ بن خلف میرا دوست نہ ہوتا۔

شان نزول تو یہ ہے مگر قیامت تک آنے والے کافر اس میں داخل ہیں۔ جو بھی کسی برے کے کہنے کی وجہ سے غلط راستے پر چلے گا وہ اسی طرح ہاتھ کاٹے گا۔ حدیث پاک میں

آتا ہے کہ جب تم کسی کے ساتھ دوستی کرنا چاہو تو اس کی سوسائٹی دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقل و سمجھ دی ہے پوچھنے کی ضرورت نہیں سوسائٹی دیکھ کر سمجھ جاؤ کہ کیسا آدمی ہے۔ مَنْ يُّخَالِلُ ''اس کے دوست کون ہیں۔ تمہیں خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کیسا ہے فَإِنَّ الْمَرْءَ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ بے شک آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔'' اور بُری مجلسوں سے بچنا چاہیے، بُرے ساتھی سے بچنا چاہیے۔

؎ یار بد از مار بد بسیار بد

فارسی کا مقولہ ہے بُرا یار سانپ سے بھی بُرا ہوتا ہے بہت زیادہ بُرا ہوتا ہے۔ سپیرے بتاتے ہیں کہ سانپوں کی بتیس ہزار (۳۲۰۰۰) قسمیں ہیں۔ بعض سانپ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ڈسنے سے آدمی مرتا نہیں ہے اور بعض سانپ ایسے ہیں کہ صرف آدمی کی طرف دیکھیں تو آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں بھی ہے کہ ابتر سانپ کی ایک قسم ہے کہ جب وہ بندے کو دیکھے اور بندہ اس کو دیکھے تو بندہ نابینا ہو جاتا ہے۔ حاملہ عورت ہو یا گائے بھینس ہو تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔

تو اس وقت ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ البتہ تحقیق اس دوست نے مجھے بہکایا قرآن سے بَعْدَ إِذْ جَآءَنِيْ بعد اس کے کہ قرآن میرے پاس آچکا۔ مگر اس وقت واویلا کس کام کا وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا اور ہے شیطان انسان کو ذلیل کرنے والا۔ قیامت والے دن رسوا کر کے چھوڑے گا وَقَالَ الرَّسُوْلُ اور کہا رسول اللہ ﷺ نے بطور شکوے کے يٰرَبِّ اے میرے رب! إِنَّ قَوْمِي بے شک میری قوم نے اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا بنالیا اس قرآن کو چھوڑا ہوا۔ انہوں نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے یہ ظالم نہیں مانتے حالانکہ قرآن

پاک کی فصاحت و بلاغت کے قائل ہیں۔ اس کی ایک چھوٹی سی سورت کی نظیر بھی نہیں لا سکے۔ قرآن کریم کا اثر بھی مانتے تھے کہتے تھے جادو کی طرح اثر کرتا ہے مگر پھر بھی نہیں مانتے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ ؕ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ ۚ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ؗ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾

وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ بنائے ہم نے ہر نبی کے لیے عَدُوًّا دشمن مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ مجرموں میں سے وَكَفٰى بِرَبِّكَ اور کافی ہے آپ کا رب هَادِيًا ہدایت دینے والا وَّنَصِيْرًا اور مدد کرنے والا وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے كَفَرُوْا جو کافر ہیں لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ کیوں نہیں اتارا گیا اس پر قرآن پاک جُمْلَةً وَّاحِدَةً اکٹھا ایک ہی دفعہ كَذٰلِكَ اسی طرح لِنُثَبِّتَ بِهٖ تاکہ ثابت رکھیں ہم اس کے ساتھ

فُؤَادَكَ آپ کے دل کو وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اور نہیں لائیں گے آپ کے پاس یہ کوئی مثال اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ مگر ہم لائیں گے آپ کے پاس حق وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا اور اچھی تفسیر اَلَّذِيْنَ وہ لوگ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ جو اٹھائے جائیں گے چہرے کے بل اِلٰى جَهَنَّمَ جہنم کی طرف اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا یہ لوگ برے ہیں جگہ کے لحاظ سے وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا اور گمراہ ہیں راستے کے اعتبار سے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب وَ جَعَلْنَا مَعَهٗ اور بنایا ہم نے اس کے ساتھ اَخَاهُ هٰرُوْنَ اس کے بھائی ہارون کو وَزِيْرًا معاون فَقُلْنَا پس کہا ہم نے اذْهَبَآ جاؤ تم دونوں اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ اس قوم کی طرف كَذَّبُوْا جنہوں نے جھٹلایا ہے بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کو فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا پس ہم نے ہلاک کیا ان کو ہلاک کرنا وَ قَوْمَ نُوْحٍ اور نوح علیہ السلام کی قوم کو لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ جس وقت جھٹلایا انہوں نے رسولوں کو اَغْرَقْنٰهُمْ ہم نے ان کو غرق کر دیا وَجَعَلْنٰهُمْ اور ہم نے بنایا ان کو لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے اٰيَةً نشانی وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ اور تیار کیا ہے ہم نے ظالموں کے لیے عَذَابًا اَلِيْمًا دردناک عذاب وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا اور عاد کو اور ثمود کو وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ اور کنوئیں والوں کو وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ اور بہت سی جماعتوں کو اس کے درمیان كَثِيْرًا کثرت کے ساتھ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

اور ہر ایک کے لیے ہم نے بیان کیں اَلْاَمْثَالَ مثالیں وَ کُلًّا تَبَّرْنَا اور ہر ایک کو ہم نے ہلاک کیا تَتْبِیْرًا ہلاک کرنا۔

مشرکین کی تکالیف پر اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو تسلی دینا :

مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو بڑی تکلیفیں پہنچائیں، زبانی بھی اور بدنی بھی اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو بھی۔ جو بھی آپ ﷺ کا کلمہ پڑھتا تھا تختۂ مشق بن جاتا تھا۔ آپ ﷺ کو تین سال نظر بند بھی رکھا قتل تک کا منصوبہ بنایا، آخر آپ ﷺ بھی انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ آپ ﷺ کے ساتھ ان کی دشمنی کوئی نئی بات نہیں ہے۔ فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا اور اسی طرح ہم نے بنائے ہر نبی کے دشمن مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ مجرموں میں سے۔ مطلب یہ ہے کہ حق کی مخالفت کرنے والی صرف آپ ہی کی قوم نہیں ہے بلکہ آپ کی طرح ہر نبی کی قوم نے اپنے پیغمبر کی تکذیب کی۔ اسے ساحر اور مجنوں کہا، اس کو مختلف قسم کی تکلیفیں پہنچائیں، بعض کو ہجرت پر مجبور کیا تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے لہٰذا آپ پریشان نہ ہوں بلکہ تسلی رکھیں بالآخر کامیابی آپ ہی کے حصے میں آئے گی وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا اور کافی ہے آپ کا رب ہدایت دینے والا وَّ نَصِيْرًا اور مدد کرنے والا۔ ہدایت رب نے دینی ہے اس کے متعلق اس کا ضابطہ ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا [العنکبوت:۶۹] ''جنہوں نے کوشش کی ہمارے لیے ہماری ہدایت کے لیے قدم اٹھایا ہم ضرور ان کو ہدایت دیں گے اپنے راستوں کی طرف۔''
اور جو ہدایت کا طالب ہی نہ ہو تو زبردستی اللہ تعالیٰ ہدایت کسی کو نہیں دیتے۔ اس نے انسان کو خیر اور شر کے اختیار کرنے کا اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [کہف: ۲۹] ''پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔''

اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی اور اپنے پیغمبروں کی مدد کرنے والا ہے۔

تیئس سال میں نزول قرآن کی حکمت :

آگے کافروں کا ذکر ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً کیوں نہیں اتارا گیا اس پر قرآن پاک ایک ہی دفعہ اکٹھا۔ یہ کیا ہوا کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اترتا ہے اگر رب تعالیٰ کی کتاب ہے تو ایک ہی بار کیوں نہیں نازل ہوتی ؟ عرب میں چونکہ یہودی بھی تھے اور عیسائی بھی تھے اور یہ لوگ ان کے جلسوں میں اور مجلسوں میں اٹھتے بیٹھتے تھے اور یہودی سناتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام پر تورات اکٹھی نازل ہوئی تھی۔ اس کے پیش نظر انہوں نے کہا کہ یہ کتاب قرآن کریم اکٹھی کیوں نہیں نازل کی جاتی ؟ قرآن کریم تیئس سالوں میں نازل ہوا ہے۔ سورۃ العلق کی پہلی آیات اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ سے لے کر عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تک یہ پانچ آیات جبل نور کی چوٹی پر غار حرا میں نازل ہوئیں اور آخری آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [مائدہ: ۳] یہ عرفات کے میدان میں نو ذوالحجہ جمعہ المبارک عصر کے وقت نازل ہوئی۔ تیرہ (۱۳) سال مکہ مکرمہ میں اترتا رہا اور دس سال مدینہ منورہ میں اترتا رہا۔ کافروں نے کہا اکٹھا کیوں نہیں اترتا ؟ فرمایا كَذٰلِكَ ہم نے اسی طرح تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے کیوں ؟ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ تاکہ ثابت رکھیں ہم اس کے ساتھ آپ کے دل کو۔ تھوڑا تھوڑا اترتا گیا آپ ﷺ یاد کرتے گئے اور اس پر عمل بھی ہوتا گیا اور جب کافر اعتراض کرتے تھے تو ساتھ ساتھ جواب بھی اترتا گیا تاکہ آپ کا دل ثابت رہے اور جو کام آہستہ آہستہ ہو وہ بہتر ہوتا ہے۔ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے

تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا۔'' کبھی کوئی سورت نازل ہوتی، کبھی ایک آیت نازل ہوتی، کبھی زیادہ آیتیں نازل ہوتیں جس طرح اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔ ایک موقع پر ایک ہی جملہ نازل ہوا مِنَ الْفَجْرِ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ [بقرۃ:۱۸۷] ''کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے۔'' بعض صحابہ کرام ﷺ تو سمجھ گئے سفید دھاگے سے مراد صبح صادق ہے۔ پہلے افق پر سیاہی ہوتی ہے پھر سفیدی ہوتی ہے اور بعض نہ سمجھ سکے۔ انہوں نے ٹانگوں کے ساتھ کالے اور سفید دھاگے باندھ لیے۔ کھاتے پیتے رہتے جب کالا اور سفید دھاگا الگ الگ نظر آتا چھوڑ دیتے۔ اس بات کا آنحضرت ﷺ کے سامنے ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی عجیب ہو۔ اس وقت مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل ہوا کہ دھاگے سے مراد افق کا دھاگا ہے تمہارے دھاگے مراد نہیں ہیں۔ تو قرآن پاک ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً اترتا رہا ہے۔ فرمایا وَلَا یَاْتُوْنَکَ بِمَثَلٍ اور یہ نہیں لائیں گے آپ کے پاس کوئی مثال آپ پر اعتراض کرنے کے لیے اِلَّا جِئْنٰکَ بِالْحَقِّ مگر ہم لائیں گے آپ کے پاس حق وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا اور اچھی تفسیر۔ یہ جو اعتراض کریں گے ان کو اس کا جواب ملے گا۔ یہ جو شوشہ چھوڑیں گے ہم آپ کو حق دیں گے اور اچھی تفسیر کے ساتھ ان کے شکوک کا رد کریں گے۔

تین گروہ :

اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ وہ لوگ جو اٹھائے جائیں گے چہروں کے بل، چلائے جائیں گے چہروں کے بل۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت سے جب جنت اور دوزخ کی طرف لوگ لے جائے جائیں گے۔ تو

اصولی طور پر تین گروہ ہوں گے۔ جو اعلیٰ درجے کے مومن ہوں گے وہ سوار ہو کر پل صراط سے گزریں گے اور جنت میں پہنچیں گے۔ وہ مومن جن کے اعمال میں کمی ہوگی وہ پیدل جائیں گے اور کافروں کی ٹانگیں اوپر ہوں گی اور سر نیچے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت سر کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس رب نے پاؤں پر چلایا ہے وہ سر کے بل بھی چلائے گا اور ایسے بھاگیں گے جیسے پاؤں والے بھاگتے ہیں اور یہ علامت ہوگی کہ دنیا میں ان کی کھوپڑی الٹی تھی اِلٰی جَھَنَّمَ جہنم کی طرف چلائے جائیں گے اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا یہ لوگ برے ہیں جگہ کے لحاظ سے۔ دوزخ سے زیادہ بُری جگہ اور کون سی ہے وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا اور گمراہ ہیں راستے کے اعتبار سے۔ آج تو یہ لوگ مومنوں کو کہتے ہیں کہ تم گمراہ ہو گئے ہو کہ باپ دادا کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ قیامت والے دن معلوم ہو جائے گا کہ گمراہ کون ہے اور سیدھے راستے پر کون ہے۔ ان دو رکوعوں میں تم نے کافی اعتراضات پڑھے جو کافروں نے آنحضرت ﷺ پر کیے۔ ظاہر بات ہے کہ ان چیزوں کو سن کر طبعی طور پر آپ ﷺ کو کوفت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کے لیے آگے چند واقعات بیان فرمائے ہیں کہ یہ کوئی نئی باتیں نہیں پہلے پیغمبروں پر بھی اعتراض ہوئے ہیں۔

تسلی رسول ﷺ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات وَ جَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا اور بنایا ہم نے اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر اور معاون فَقُلْنَا اذْهَبَآ پس ہم نے کہا جاؤ تم دونوں بھائی اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اس قوم کی طرف جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

ان کے پاس جا کر حق کی بات سناؤ۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ انہوں نے حق کو تسلیم نہ کیا فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا پس ہم نے ان کو ہلاک کیا ہلاک کرنا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی حق کو جھٹلانے والے تھے اور آج بھی ہیں۔ جو انجام اُن کا ہوا سو اِن کا ہوگا، وہ بھی برباد ہوئے یہ بھی برباد ہوں گے وَقَوْمَ نُوْحٍ اور نوح علیہ السلام کی قوم لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ جب جھٹلایا انہوں نے رسولوں کو۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں اور کوئی رسول نہیں آیا مگر ایک نبی کو جھٹلانا سب کو جھٹلانا ہے۔ اَغْرَقْنٰهُمْ ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی تکذیب اس وقت بھی ہوئی وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً اور بنا دیا ہم نے ان کو لوگوں کے لیے نشانی تا کہ پچھلوں کو معلوم ہو جائے کہ پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کا، توحید کا انکار کرنے والوں کا، حق کو جھٹلانے والوں کا یہ حشر ہوا کرتا ہے وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا اور تیار کیا ہے ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب۔ یہ تو دنیا کی سزا تھی آخرت کا عذاب ہم نے ان کے لیے تیار کیا ہے وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا اور عاد اور ثمود قوم کو ہلاک کیا۔ عاد ہود علیہ السلام کی قوم تھی اور ثمود صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ ان سب کو تباہ اور برباد کر دیا۔

کنوئیں والوں کا ذکر :

وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ اور کنوئیں والوں کو بھی ہم نے ہلاک کیا۔ علامہ بغویؒ اپنی تفسیر ''معالم التنزیل'' میں لکھتے ہیں، یہ بڑی معتبر تفسیر ہے اور دیگر مفسرین کرام نے بھی لکھا ہے، حضر موت عرب میں ایک علاقے کا نام ہے آج بھی وہ علاقہ پورا صوبہ ہے۔ اس صوبے میں حاصوراء نامی ایک بڑا شہر تھا اس شہر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے کافی عرصہ تک تبلیغ کی۔ ایک کالے رنگ

کے حبشی غلام کے علاوہ کوئی ایک آدمی بھی مسلمان نہ ہوا۔ نہ بیوی، نہ اولاد، نہ بھائی، نہ عزیز رشتہ دار کوئی ایمان لایا۔ تمام شہر والوں نے مشورہ کیا کہ یہ ہروقت ہمیں ستاتا رہتا ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ''اے لوگو! کہو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔'' یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ''اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔'' دن رات اس کی یہی رٹ ہے، نہ جنازے کی مجلس چھوڑتا ہے، نہ شادی کی محفل کی پرواکرتا ہے، بازار میں جاؤ تو وہاں بھی اس کا یہی وعظ ہے لہٰذا اس سے جان چھڑاؤ۔

شہر سے ایک یا دو میل کی مسافت پر ایک گہرا کنواں تھا۔ ہمارے ہاں تو پانی بڑی جلدی آ جاتا ہے پاکستان میں بعض علاقے ایسے بھی ہیں کہ پانچ چھ سو فٹ کے بعد پانی نکلتا ہے۔ وہ بھی بڑا گہرا کنواں تھا جنگل میں۔ سب لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اس کو اس کنوئیں میں پھینک دو۔ چنانچہ ان ظالموں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کنوئیں میں ڈال دیا اور اوپر بھاری بھر کم چٹان رکھ دی کہ وہ حبشی رسا لٹکا کر نکال نہ سکے۔ وہ غلام بے چارہ رات کی تاریکی میں جاتا، سلام کرتا اور سوراخ سے روٹی نیچے لٹکا دیتا لیکن پتھر کو ہٹا نہیں سکتا تھا۔ ایک دن کہنے لگا حضرت! مجھے حکم ہو تو میں بھی کسی کنوئیں میں چھلانگ لگا دوں؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا کہ میں نے خود چھلانگ نہیں لگائی مجھے تو ظالموں نے ڈالا ہے تم ایسا نہ کرنا خودکشی حرام ہے۔

کئی دنوں کے بعد ظالم بھنگڑے ڈالتے ہوئے گئے کہ دیکھیں مر چکا ہوگا۔ چٹان اٹھائی اور آواز دی کَیْفَ بِکَ یَا حَنْظَلَۃُ ''حنظلہ تمہارا کیا حال ہے؟'' اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے کنوئیں سے آواز دی یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ظالموں نے

کہا کہ بڑا سخت جان ہے ابھی مرا نہیں ہے اور نہ ہی اپنی رائے چھوڑی ہے۔ پھر تفسیروں میں آتا ہے کہ ان ظالموں نے کنوئیں میں پتھر پھینکے، مٹی پھینکی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو زندہ دفن کر دیا۔ کنوئیں کو ریت، مٹی، پتھروں سے بند کرنے کے بعد اوپر بھنگڑے ڈال رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ آئی اس نے سب کو جلا کر راکھ کر دیا۔ تو فرمایا ہم نے کنوئیں والوں کو بھی ہلاک کیا وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا اور بہت سی جماعتوں کو اس کے درمیان کثرت کے ساتھ۔ نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر پچھلے پیغمبروں تک کئی جماعتیں ہم نے ہلاک کر دیں۔ تو آپ ﷺ گھبرائیں نہیں تکذیب کرنے والے پہلے بھی گزرے ہیں وَکُلًّا ضَرَبْنَا لَہُ الْاَمْثَالَ اور ہر ایک کے لیے ہم نے بیان کیں مثالیں۔ سب کے سامنے حق کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا کہ مثال کے ساتھ بات جلدی سمجھ آجاتی ہے مگر انہوں نے نہ مانا وَکُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا اور سب کو ہم نے ہلاک کر دیا ہلاک کرنا۔ لہٰذا آپ ﷺ پریشان نہ ہوں تکذیب کرنے والوں کا یہی انجام ہوگا جو پہلوں کا ہوا۔

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾

وَلَقَدْ اَتَوْا اور البتہ تحقیق آ چکے ہیں یہ (مکے والے) عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْ اس بستی پر اُمْطِرَتْ جس پر برسائی گئی مَطَرَ السَّوْءِ بری بارش اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے اس بستی کو بَلْ بلکہ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا یہ لوگ نہیں امید رکھتے مر کر دوبارہ اٹھنے کی وَاِذَا رَاَوْكَ اور یہ جب دیکھتے ہیں آپ کو اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ نہیں بناتے یہ لوگ آپ کو اِلَّا هُزُوًا مگر ٹھٹھا کیا ہوا اَهٰذَا الَّذِيْ کیا یہ وہ شخص ہے بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا جس کو اللہ تعالیٰ

نے رسول بنا کر بھیجا ہے اِنْ كَادَ بے شک تحقیق قریب تھا لَيُضِلُّنَا البتہ ہمیں
گمراہ کردیتا عَنْ اٰلِهَتِنَا ہمارے معبودوں سے لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا اگر ہم نہ ڈٹے
رہتے عَلَيْهَا ان معبودوں پر وَ سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ وہ عنقریب جان لیں گے
حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ جس وقت وہ دیکھیں گے عذاب کو مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا
کون زیادہ گمراہ ہے راستے کے اعتبار سے اَرَءَيْتَ کیا آپ نے دیکھا ہے مَنِ
وہ شخص اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ جس نے بنایا اپنا معبود هَوٰهُ اپنی خواہش کو اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ
عَلَيْهِ وَكِيْلًا کیا پس آپ اس کے ہیں وکیل اَمْ تَحْسَبُ کیا آپ خیال کرتے
ہیں اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ بے شک اکثریت ان کی سنتی ہے اَوْ يَعْقِلُوْنَ یا
سمجھتی ہے اِنْ هُمْ نہیں ہیں وہ اِلَّا مگر كَالْاَنْعَامِ مویشیوں کی طرح بَلْ هُمْ
اَضَلُّ سَبِيْلًا بلکہ وہ زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں ان سے راستے کے لحاظ سے اَلَمْ تَرَ
کیا آپ نے نہیں دیکھا اِلٰى رَبِّكَ اپنے رب کی طرف كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ
کیسے پھیلایا ہے سائے کو وَلَوْ شَآءَ اور اگر وہ چاہتا لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا البتہ اس کو کر
دیتا ٹھہرا ہوا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ پھر بنایا ہم نے سورج کو اس پر دَلِيْلًا
دلیل ثُمَّ قَبَضْنٰهُ پھر ہم نے سمیٹ لیا اس سائے کو اِلَيْنَا اپنی طرف قَبْضًا
يَّسِيْرًا سمیٹنا آہستہ آہستہ وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ وہی ذات ہے جَعَلَ لَكُمُ
الَّيْلَ لِبَاسًا بنائی اس نے تمہارے لیے رات لباس وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا اور نیند آرام
کا ذریعہ وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا اور بنایا اس نے دن کو باہر نکلنے کا ذریعہ۔

ماقبل سے ربط اور بستی سدوم پر عذاب کی مختلف صورتیں :

اس سے پہلے نافرمان قوموں کی تباہی کا ذکر ہوا کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مثالوں کے ساتھ سمجھایا لیکن وہ کفر شرک سے باز نہ آئے ، نتیجتًا وہ تباہ و برباد ہو گئے ۔ اور یہ مکہ والے ان علاقوں ، ان کی بستیوں کے پاس سے گزرتے ہیں کیا یہ ان بستیوں کو نہیں دیکھتے کہ ان سے عبرت حاصل کریں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَتَوْا اور البتہ تحقیق آچکے ہیں یہ مکے والے عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِیْٓ اس بستی پر اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ جس پر بُری طرح کی بارش برسائی گئی اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے اس بستی کو ۔ مراد بستی سدوم ہے جہاں حضرت لوط علیہ السلام رہتے تھے جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہ آئے تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار قسم کا عذاب نازل ہوا ۔

❀...... ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اندھا کر دیا فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ [سورۃ القمر]

❀...... دوسرا عذاب کہ ان پر آسمان کی طرف سے پتھر برسائے گئے ۔ پہلے اندھا کیا کہ کہیں دوڑ نہ سکیں کہ آنکھوں والا بھاگتا دوڑتا ہے ۔ پھر پاؤ پاؤ سیر سیر کے پتھر ان پر برسائے گئے ۔

❀...... تیسرا عذاب ڈراؤنی آواز کہ اس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے ۔

❀...... چوتھا عذاب فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا ” پس ہم نے اس کو تہہ و بالا کر دیا ، اس بستی کو الٹ کر رکھ دیا ۔ “ تو یہ مکے والے تاجر پیشہ لوگ اس بستی کے پاس سے گزر کر جاتے ہیں کیا انہوں نے اس بستی کو نہیں دیکھا بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا بلکہ یہ لوگ امید نہیں رکھتے مر کر دوبارہ اٹھنے کی ۔ قیامت کے منکر ہیں اس لیے نافرمانیوں میں جری ہیں

وَاِذَا رَاَوْكَ اور اے نبی کریم ﷺ ! یہ جب آپ کو دیکھتے ہیں اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا

هُزُوًا نہیں بناتے آپ کو مگر مسخرہ۔ جب آپ کے سامنے سے گزرتے ہیں آپ سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا کیا یہ وہ شخص ہے جس کو رب تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس سے پہلے تم یہ بات بھی پڑھ چکے ہو کہ کافروں نے کہا تھا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ''کیا ہے اس رسول کو کہ یہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، کیوں نہیں نازل کیا گیا اس کی طرف فرشتہ جو لوگوں کو خبردار کرتا کہ ایک طرف ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کا نبی آ رہا ہے، اس پر خزانہ کیوں نہیں نازل کیا گیا یا ہوتا اس کے لیے باغ کہ یہ اس سے کھاتا۔ اللہ تعالیٰ کو نبوت کے لیے یہ یتیم ملا تھا مکہ اور طائف کے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر قرآن کیوں نہیں نازل کیا گیا۔'' ولید بن مغیرہ پر جو کہ حضرت خالد بن ولید ؓ کے والد تھے اور عروہ بن مسعود ثقفی پر جو طائف کا بڑا چودھری تھا۔ رب تعالیٰ کو یہ بے سہارا آدمی نبوت کے لیے ملا تھا؟

پھر کافر کہتے تھے اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا بے شک شان یہ ہے کہ قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے معبودوں سے گمراہ کر دیتا، پھیر دیتا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا اگر ہم اپنے الٰہوں پر ڈٹے نہ رہتے۔ اس کی زبان بڑی نرم اور میٹھی ہے بڑے طریقے کے ساتھ سمجھاتا ہے قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں لات، منات، عزیٰ سے پھیر دیتا (معاذ اللہ تعالیٰ) اگر ہم ڈٹے نہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آج تو آپ ﷺ کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں یہ ہمیں گمراہ کرتا ہے معاذ اللہ تعالیٰ وَ سَوْفَ یَعْلَمُوْنَ اور عنقریب یہ جان لیں گے حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ جس وقت دیکھیں گے یہ عذاب کو اس وقت جان لیں گے مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا کون گمراہ ہے راستے کے لحاظ سے۔ جب جان نکالنے والے فرشتے آئیں گے اور یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ [انفال:۵۰] ''ماریں گے ان

کے موتھوں پر اور پشتوں پر۔'' اور یہ چیخیں ماریں گے اور فرشتے کہتے ہیں اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ '' کہاں ہیں وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا قَالُوْا کہیں گے ضَلُّوْا عَنَّا وہ ہم سے گم ہوگئے ہیں وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ اور گواہی دیں گے اپنے نفسوں کے خلاف کہ بے شک وہ کافر تھے۔'' [اعراف: ۳۷] یہ فرشتوں کی مار پیٹ موت کے وقت بھی ہوگی، پھر قبر میں بھی ہوگی، پھر میدان محشر میں مکے مار مار کر اللہ تعالیٰ کی عدالت کی طرف لے جائیں گے پھر دوزخ کی سزا ہوگی۔ تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کون گمراہ ہے راستے کے لحاظ سے۔

خلافِ شریعت خواہش بھی شرک ہے :

آگے رب تعالیٰ فرماتے ہیں اَرَءَیْتَ آپ بتلائیں، خبر دیں اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کیا آپ نے دیکھا ہے مَنْ اس شخص کو اتَّخَذَ اِلٰـھَهٗ ھَوٰهُ جس نے بنالیا الٰہ اپنی خواہش کو۔ قرآن کریم کی یہ آیت بتلا رہی ہے کہ جو شخص اپنی ایسی خواہش پر چلتا ہے جس کا ثبوت شریعت سے نہیں ہے یعنی جو خواہش شریعت سے ٹکراتی ہے تو یہ بھی شرک کے قبیلے سے ہے۔ ایک وہ خواہش ہے کہ اس پر چلنا شریعت کے قاعدے کے مطابق ہے اگرچہ وہ بھی بشری تقاضا ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں بھوک پیاس کا مادہ رکھا ہے، کھانے پینے کی خواہش رکھی ہے اگر شرعی قاعدے کے مطابق خواہشات کو پورا کرتا اور جنسی خواہشات کو بھی شرعی قاعدے کے مطابق پورا کرتا ہے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ اگر اس خواہش کو ترک کرے گا تو گناہ ہے۔ ایک موقع پر تین صحابیوں نے مل کر مشورہ کیا۔ ایک نے کہا کہ میں ساری رات عبادت کروں گا اور ایک لحہ بھی نہیں سوؤں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں بارہ مہینے روزے رکھوں گا، تیسرے نے کہا کہ میں

ساری زندگی نکاح نہیں کروں گا۔ آنحضرت ﷺ کو ان کی خبریں پہنچیں بخاری شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے تینوں کو طلب کیا اور فرمایا بَلَغَنِیْ عَنْکُمْ کَذَا وَ کَذَا "مجھ تک تمہاری یہ یہ باتیں پہنچی ہیں۔" فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ میں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں وَتَزَوَّجْتُ النِّسَاءَ اور میری بیویاں بھی ہیں۔ خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ متقی ہوں مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ "جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرا نہیں ہے۔" تو خواہشات کی جائز طریقے سے تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے۔ ہاں! جو خواہش شریعت سے ٹکراتی ہو اس خواہش پر چلتا ہے تو یہ شرک کی ایک قسم ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اسی آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

؎ دہریت کیا ہے بندہ حرص و ہوا ہونا
قیامت ہے مگر اوروں کو سمجھا دہریا تم نے
زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بنایا ہے بتِ پندار کو اپنا خدا تم نے

فرمایا اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ عَلَیْہِ وَکِیْلًا کیا پس آپ اس کے وکیل ہیں۔ جس نے اپنی خواہش کو الٰہ بنالیا ہے اپنی مرضی پر چلتا ہے آپ اس کے وکیل بنیں گے کیا؟ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَھُمْ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ بے شک اکثر ان کے یَسْمَعُوْنَ سنتے ہیں یعنی مانتے ہیں اَوْ یَعْقِلُوْنَ یا وہ سمجھتے ہیں اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ نہیں ہیں یہ مگر جانوروں کی طرح بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ بہکے ہوئے ہیں۔ مثلاً دیکھو! جو آدمی نہ سمجھے اس کو کہتے ہیں گدھا۔ کیونکہ تمام جانوروں سے زیادہ احمق ہے۔ مگر گدھا بھی اپنے مالک کی آواز پر چلتا اور رکتا ہے اور اے بندو! تم گدھے سے بھی بُرے ہو کہ اپنے

حقیقی آقا کی بات کو نہیں مانتے جو تمہارا مالک خالق ہے۔اس کی طرف سے آواز آتی ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ نماز کی طرف آؤ فلاح کی طرف آؤ۔تو جو اپنی خواہشات پر چلتے ہیں اور حقیقی آقا کی بات پر لبیک نہیں کہتے وہ گدھے سے بھی بدتر ہیں اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کیا نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ کیسے پھیلایا ہے سائے کو زمین پر وَلَوْشَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاکِنًا اگر وہ چاہتا تو اس کو کر دیتا ٹھہرا ہوا، ساکن کر دیتا۔

وقوفِ شمس :

ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا پھر بنایا ہم نے سورج کو اس سائے پر دلیل۔سورج کی روشنی کی وجہ سے چیزوں کے سائے بنتے اور آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ گویا سائے کا گھٹنا بڑھنا سورج پر موقوف ہے۔جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ہر چیز کا سایہ مغرب کی جانب پھیلتا ہے پھر جوں جوں سورج اوپر کی جانب آتا ہے سایہ گھٹتا چلا جاتا ہے حتی کہ عین دوپہر کے وقت سایہ اپنے اصل کے ساتھ مل جاتا ہے۔پھر جب سورج مغرب کی طرف سفر شروع کرتا ہے تو سایہ مشرق کی طرف پھیلنا شروع ہو جاتا ہے اور غروب شمس کے ساتھ ہی سایہ غائب ہو جاتا ہے۔غرضیکہ سائے کا وجود سورج کے ساتھ متعلق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سورج کو حکم دے کہ کھڑے رہو تو سایہ بھی کھڑا ہو جائے گا۔حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے دور میں سورج رک گیا تھا۔بخاری شریف کی روایت ہے۔ کتنی دیر رکا رہا یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو چل پڑا۔اور قیامت کی نشانیوں میں سے ہے سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔آدھے آسمان تک آئے گا پھر حکم ہوگا کہ ضابطے کے مطابق چلو۔اس نشانی کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوگا اور اس کے بعد

جو نیکی میں اضافہ کرے گا اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا ہاں! پہلے سے جو نیکیاں کرتا ہوگا ان کا اعتبار ہوگا اور پہلے سے جو مومن چلے آرہے ہوں گے ان کا ایمان بھی معتبر ہوگا۔ علامہ آلوسی ﷫ اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ نزع کے وقت کا ایمان معتبر نہیں ہے تو سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا یہ سارے جہان کی نزع ہے اور نزع کے وقت کا ایمان معتبر نہیں ہے۔ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا پھر ہم نے سمیٹ لیا اس سائے کو اپنی طرف سمیٹنا آہستہ آہستہ۔ جیسے جیسے سورج چڑھتا جاتا ہے سایہ کم ہوتا جاتا ہے عین دوپہر کے وقت ہر چیز کا سایہ اصل رہ جاتا ہے وَهُوَ الَّذِيْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا جس نے بنایا ہے تمہارے لیے رات کو بمنزلہ لباس کے۔ لباس سے انسان کی پردہ پوشی ہوتی ہے اور باعثِ زینت بھی ہے۔ ننگا آدمی جانوروں کی طرح ہوتا ہے گویا جس طرح انسان لباس پہن کر آرام پکڑتے ہیں اسی طرح رات بھی لوگوں کے لیے آرام و سکون کا باعث ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نیند کے متعلق فرمایا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا اور نیند کو ذریعہ آرام بنایا۔ انسانی صحت کے لیے نیند بہت ضروری ہے۔ اگر کئی دنوں تک نیند نہ آئے تو انسان پاگل ہو جاتا ہے اور جب نیند آ جاتی ہے تو تازہ دم ہو کر دوبارہ کام کاج کے قابل ہو جاتا ہے وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا اور بنایا اس نے دن کو باہر نکلنے کا ذریعہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل ہیں۔ اگر انسان ان پر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سمجھ میں آسکتی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ پورا نظام اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے اور اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں ہے۔

❁❁❁

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیِ ۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ
مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ
لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ
كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾
وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ
وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ
الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ
ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ
مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَی
الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰی بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
خَبِیْرًا ﴿۵۸﴾ۚۛ

وَهُوَ الَّذِیْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَرْسَلَ جس نے بھیجا الرِّیٰحَ ہواؤں کو بُشْرًا خوش خبری سناتی ہیں بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ اس کی رحمت سے پہلے وَاَنْزَلْنَا اور ہم نے نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے مَآءً پانی طَهُوْرًا پاک کرنے والا لِّنُحْیِیَ بِهٖ تاکہ ہم زندہ کریں اس پانی کے ذریعے بَلْدَةً اس شہر کو مَیْتًا جو مردہ ہے وَّنُسْقِیَهٗ اور تاکہ ہم پلائیں مِمَّا خَلَقْنَآ اس

مخلوق کو جو ہم نے پیدا کی ہے اَنۡعَامًا مال اور مویشی وَّاَنَاسِیَّ كَثِيۡرًا اور بہت سارے انسان وَلَقَدۡ صَرَّفۡنٰهُ اور البتہ تحقیق ہم نے پھیرا پانی کو بَيۡنَهُمۡ ان کے درمیان لِيَذَّكَّرُوۡا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ النَّاسِ پس انکار کیا اکثر لوگوں نے اِلَّا كُفُوۡرًا مگر نہ ماننے کا وَلَوۡ شِئۡنَا اور اگر ہم چاہتے لَبَعَثۡنَا البتہ ہم بھیج دیتے فِىۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ ہر بستی میں نَّذِيۡرًا ڈرانے والا فَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِيۡنَ پس آپ نہ اطاعت کریں کافروں کی وَجَاهِدۡهُمۡ بِهٖ اور جہاد کریں ان کافروں سے اس قرآن پاک کے ذریعے جِهَادًا كَبِيۡرًا بڑا جہاد وَهُوَ الَّذِىۡ اور وہ وہ ذات ہے مَرَجَ الۡبَحۡرَيۡنِ جس نے چلائے دو دریا هٰذَا عَذۡبٌ یہ میٹھا ہے فُرَاتٌ خوشگوار ہے یعنی پیاس بجھانے والا ہے وَّهٰذَا مِلۡحٌ اور یہ دوسرا نمکین ہے اُجَاجٌ کڑوا ہے وَجَعَلَ بَيۡنَهُمَا اور بنایا ان دونوں کے درمیان بَرۡزَخًا پردہ وَّحِجۡرًا آڑ مَّحۡجُوۡرًا روکی ہوئی وَهُوَ الَّذِىۡ اور وہ وہ ذات ہے خَلَقَ جس نے پیدا کیا مِنَ الۡمَآءِ خاص قسم کے پانی سے بَشَرًا انسان کو فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهۡرًا پس بنایا اس کے لیے نسب اور سسرال وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيۡرًا اور ہے آپ کا رب قدرت رکھنے والا وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اور عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا اس مخلوق کی لَا يَنۡفَعُهُمۡ جو نہیں دے سکتی ان کو نفع وَلَا يَضُرُّهُمۡ اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہے وَكَانَ الۡكَافِرُ اور ہے کافر عَلٰى رَبِّهٖ اپنے رب کی طرف ظَهِيۡرًا پیٹھ پھیرنے والا وَمَآ

اَرۡسَلۡنٰکَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اِلَّا مُبَشِّرًا مگر خوش خبری دینے والا
وَّنَذِیۡرًا اور ڈرانے والا قُلۡ آپ کہہ دیں مَآ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ نہیں مانگتا میں تم
سے اس تبلیغ پر مِنۡ اَجۡرٍ کوئی معاوضہ اِلَّا مَنۡ شَآءَ مگر جو چاہے اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی
رَبِّہٖ سَبِیۡلًا یہ کہ بنالے اپنے رب کی طرف راستہ وَتَوَکَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ اور
بھروسا کر زندہ ذات پر الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ وہ نہیں مرے گی وَسَبِّحۡ
بِحَمۡدِہٖ اور آپ تسبیح بیان کریں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی وَکَفٰی بِہٖ بِذُنُوۡبِ
عِبَادِہٖ اور وہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں کے لیے خَبِیۡرًا خبر رکھنے والا۔

قدرت کی نشانیاں :

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں اور دلیلیں بیان ہو رہی ہیں۔ کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ کیا نہیں دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ کیسے سائے کو پھیلاتا ہے اور سمیٹتا ہے۔ رات کو بمنزلہ لباس کے بنایا، نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا، دن باہر نکلنے کے لیے بنایا کہ تم کمائی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَھُوَ الَّذِیۡ اور وہ وہی ذات ہے اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ جس نے بھیجا ہواؤں کو بُشۡرًا خوش خبری سناتی ہیں بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ اس کی رحمت سے پہلے۔ رحمت سے مراد یہاں بارش ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ زیادہ دیر اگر بارش نہ ہو تو علاقہ خشک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ بارش سے پہلے ایک قسم کی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں جس سے سمجھ دار آدمی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ بارش ہوگی۔ ان ہواؤں کو چلانے والا کون ہے؟ پھر فرمایا وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَھُوۡرًا اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی جو پاک کرنے والا ہے ہر چیز کا۔ رب تعالیٰ کی ذات کے بغیر

یہ کون کرسکتا ہے؟

پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے کہ بھڑی شاہ رحمٰن کے میلے کے موقع پر (بھڑی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ میں ایک جگہ کا نام ہے وہاں غالباً جیٹھ کے مہینے میں میلہ لگتا ہے) دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ آج کل یہ ہوا کیوں چلتی ہے؟ دوسرے نے کہا تم بتاؤ۔ پہلے نے کہا کہ ساتھ گاجر گولہ میں (گاجر گولہ بھی ایک جگہ کا نام ہے۔) فلاں بزرگ ہیں وہ چراغ جلاتے تھے اور شاہ رحمان ہوائیں چلا کر اس کے چراغ کو بجھا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے حافظ اللہ داد صاحب مرحوم کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اس کی خوب تردید فرمائی۔ قرآن پاک کی آیات سنائیں کہ ہوائیں چلانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہوائیں صدیوں سے اس موسم میں اسی طرح چلتی ہیں ان کے پیدا ہونے سے پہلے بھی اور اب بھی۔ جہاں یہ بزرگ نہیں ہیں وہاں بھی اسی طرح چلتی ہیں۔ جہاں چراغ جلانے والا بھی کوئی نہیں ہے تو وہاں کون جلاتا ہے؟ یہ لوگ آپس میں مسخرہ کرتے ہیں ایک چراغ جلاتا ہے دوسرا بجھاتا ہے۔ بھائی لوگوں کا بھوسا کیوں اڑاتے ہو؟ کیسے غلط نظریات رکھنے والے لوگ ہیں۔ تو ہوائیں اللہ تعالیٰ کی ذات چلاتی ہے اور وہی بارش برساتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لِنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا تاکہ ہم زندہ کریں، سرسبز کریں ایسے شہر اور علاقے کو جو مردہ ہے۔ بارانی علاقوں میں فصلوں کا سارا انتظام بارشوں کے ساتھ ہے پچھلے دنوں بارشیں کم ہوئی ہیں ان علاقوں میں فصلیں بھی کم ہوئی ہیں وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَا اَنْعَامًا اور ہم پلاتے ہیں وہ پانی اس مخلوق کو جو ہم نے پیدا کی ہے مویشی وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا انسان کی جمع ہے اصل میں اناسین تھا نون کو یا کیا اور یا کا یا میں ادغام کر دیا اَنَاسِيَّ ہو گیا، اور بہت سارے انسانوں

کو۔ پاکستان میں ایسے علاقے آج بھی موجود ہیں جہاں انسان بھی بارشی پانی پیتے ہیں اور جانور بھی۔ دوسرے ممالک میں بھی ایسے علاقے ہیں کہ لوگ بارشی پانی کو ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ خود بھی پیتے ہیں اور اپنے جانوروں کو بھی پلاتے ہیں۔ تو پانی کی ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ دوسری یہ کہ خشک علاقوں کو سرسبز کر دیتا ہے۔ تیسری یہ کہ جانور اور بہت سارے انسان پیتے ہیں۔ یہ بارش برسانے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے پھیرا ہے اس پانی کو، تقسیم کیا ہے کہ کبھی یہاں کبھی وہاں بارش ہوتی ہے ان کے درمیان لِيَذَّكَّرُوْا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر ناشکری۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں اور نافرمان زیادہ ہیں۔ پہلے توحید کا مسئلہ بیان ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرتیں بیان ہوئیں اور اب رسالت کے مسئلہ کا بیان ہے۔

مسئلہ رسالت :-

فرمایا وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا اور اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہر بستی میں ڈرانے والا۔ مگر حکمت کا تقاضا یہ ہے بڑی بستی مکہ مکرمہ جس کا نام اُم القریٰ بھی ہے، میں نبی آخر الزمان ﷺ کو بھیج دیا اور باقی تمام بستیوں کو اس کے تابع کر دیا فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ اے نبی کریم ﷺ! پس آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں۔ ظاہر بات ہے کہ آپ ﷺ نے کب کافروں کی اطاعت کرنی ہے آپ تو معصوم ہیں؟ یہ آپ کو خطاب کر کے ہمیں سمجھایا جا رہا ہے، امت کو سمجھایا جا رہا ہے کہ کافروں کی اطاعت بالکل نہ کریں اور آپ نے کیا کرنا ہے وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا اور جہاد کریں ان کافروں کے ساتھ اس قرآن پاک کے ذریعے بڑا جہاد۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے اس وقت

جہاد بالسیف فرض نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ سورۃ الفرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور جہاد کا حکم ہجرت کے دوسرے سال مدینہ طیبہ میں نازل ہوا ہے اور مکی سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان کافروں کے ساتھ جہاد کریں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کافروں کو قرآن سنائیں اور سمجھائیں، قرآن کی دعوت دیں یہ بہت بڑا جہاد ہے۔

میٹھا اور کڑوا دریا :

وَهُوَ الَّذِىْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ جس نے دو دریا چلائے هٰذَا عَذْبٌ یہ ایک دریا میٹھا ہے فُرَاتٌ خوشگوار ہے۔ اس کو منہ میں ڈالو اپنی مٹھاس کی وجہ سے آسانی سے حلق سے نیچے اتر جاتا ہے وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور یہ دوسرا نمکین اور کڑوا ہے وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا اور بنایا ہے ان دونوں کے درمیان پردہ وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا اور روکی ہوئی۔

حضرت تھانویؒ بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ بنگال میں دو مشہور جگہیں ہیں روشان اور چاٹگام۔ ان کے درمیان دو بڑے دریا چلتے ہیں اکٹھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک دھاری سی نظر آتی ہے اس سے دائیں طرف کا دریا میٹھا ہے اور بائیں طرف کا کڑوا ہے حالانکہ پانی کی حقیقت سیال ہے ان دونوں پانیوں کو آپس میں گڈمڈ ہونا چاہیے تھا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ پانی میں پانی کی دیوار بنی ہوئی ہے کہ آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے۔ یہ درمیان میں رب تعالیٰ کے سوا پردہ کرنے والا کون ہے؟ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا ایک خاص قسم کے پانی سے بشر کو۔ حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ انسان سے بڑھ کر کوئی شے عجیب نہیں ہے۔ ایک حقیر قطرے سے رب تعالیٰ نے انسان کو بنایا جو شہوت کے ساتھ بدن

سے نکلا۔ اگر وہ کپڑے کے ساتھ لگ جائے تو کپڑا پلید ہو جاتا ہے جسم ناپاک ہو جاتا ہے۔ الماء مھین ، بے قدرے پانی سے انسان کو پیدا کیا، اس کو خوبصورت شکل عطا فرمائی اور اس میں کتنی خوبیاں رکھیں فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا پس بنایا اس کا نسب اور سسرال۔ اپنا خاندان بھی ہے اور سسرال بھی ہیں۔ یہ سلسلہ دنیا میں چل رہا ہے اے انسان تو اپنی حقیقت کو دیکھ کہ تو کیا تھا اور رب تعالیٰ نے کیا بنا دیا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا اور ہے آپ کا رب قدرت رکھنے والا۔ جس طرح وہ پہلے پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔ کافر منہ بھر کے کہتے تھے وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ [مومنون: ۳۷] "ہم نہیں اٹھائے جائیں گے۔" ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ ۢ بَعِيْدٌ [ق: ۳] "کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی یہ لوٹ کر آنا تو بہت بعید ہے۔" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو ذات تمہیں ایک حقیر قطرے سے پیدا کر سکتی ہے وہ تمہیں دوبارہ اٹھانے پر قادر نہیں ہے؟

دلائلِ قدرت :

وہ سب کچھ کر سکتا ہے، ساری قدرتیں اسی کے پاس ہیں لیکن وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور یہ احمق اور بے وقوف لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا اس مخلوق کی لَا يَنْفَعُهُمْ جو ان کو نفع نہیں دے سکتی وَلَا يَضُرُّهُمْ اور نہ ان کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے اختیار میں کوئی شے نہیں ہے۔ سورج کا طلوع کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے، آسمانوں، زمینوں کا بنانا کسی کے اختیار میں نہیں، ان کا انتظام کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے، بارش کا برسانا، ہواؤں کا چلانا کسی کے اختیار میں نہیں ہے، اولاد کا دینا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ دیکھو! مخلوق میں پیغمبر سے بڑی تو کوئی ہستی

نہیں ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی جب شادی ہوئی تو ان کی عمر مبارک اس وقت تقریباً پچیس سال تھی ایک سو بیس سال عمر ہوگئی ، بال سفید ہوگئے ، کمر ٹیڑھی ہوگئی اور دعا کرتے ہیں رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ [الانبیاء:۸۹] ''اے میرے پروردگار! نہ چھوڑ مجھے اکیلا اور آپ سب سے بہتر وارث ہیں۔'' اگر زکریا علیہ السلام کے اختیار میں ہوتا تو کبھی کا اپنا بیٹا بنا لیتے لیکن وہ بھی رب تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں۔ عورتوں کو طبعی طور پر اولاد کی خواہش ہوتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نو سال نکاح کے بعد آپ کے ساتھ رہی ہیں مگر رب تعالیٰ نے اولاد نہیں دی۔ جب کوئی بچہ دیکھتی تھیں تو اس کو گود میں بٹھا لیتی تھیں عبداللہ ابن زبیر ﷺ حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے بھانجے تھے۔ ایک موقع پر ان کو دیکھ کر کہنے لگیں اگر میرا بھی کوئی بچہ ہوتا تو میں بھی ام فلاں کہلاتی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اُمِ عبداللہ ہو یہ بھی تمہارا بچہ ہے، تمہارا بھانجا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت اُم عبداللہ تھی یہ عبداللہ بن زبیر کی نسبت سے تھی اپنا تو کوئی بیٹا نہیں تھا ۔ یہ سب رب تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وَکَانَ الْکَافِرُ عَلٰی رَبِّہٖ ظَهِيْرًا اور ہے کافر اپنے رب کی طرف پیٹھ پھیرنے والا ، رب تعالیٰ کے احکام کا باغی اور نافرمان ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری بتاتے ہیں۔ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر خوش خبری سنانے والا اور عذاب سے ڈرانے والا۔ جو احکام مانتے جائیں ان کو خوش خبری سناتے جاؤ کہ رب تعالیٰ تمہارے سے راضی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تم پر نازل ہوں گی ، جنت میں داخل ہوگے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ اور جو نہ مانیں ان کو رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈراؤ کہ دنیا میں بھی رب تعالیٰ کی

گرفت میں آؤ گے، مرتے وقت بھی ذلیل ہو گے، قبر میں عذاب ہوگا، محشر میں بھی ہوگا، پل صراط سے گزرتے ہوئے بھی ہوگا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہو گے۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں تمہاری خدمت کر رہا ہوں۔ قُلْ آپ کہہ دیں مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ میں نہیں سوال کرتا تمہارے سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا مگر جو چاہے بنا لے اپنے رب کی طرف راستہ۔ میں رب تعالیٰ کے راستے کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تمہارے اوپر کوئی بوجھ بھی نہیں ہوں۔

توکل کا بیان :

اور آپ نے کیا کرنا ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اور توکل کریں اس زندہ ذات پر جو کبھی نہیں مرے گی۔ توکل کا مطلب ہے ظاہری اسباب اختیار کر کے ان کا نتیجہ رب تعالیٰ کے حوالے کر دینا۔ اگر ظاہری اسباب اختیار نہ کیے تو اس کو تعطل کہتے ہیں یہ توکل نہیں ہے۔ شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے......

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
انجام اس کی تیزی کا مقدر کے حوالے کر

جو تجھ سے ہو سکتا ہے وہ کر اس کا نتیجہ رب تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ اور تسبیح بیان کر اس کی تعریف کی۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَفْضَلُ الْكَلَامِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ یہ بخاری شریف کی آخری حدیث ہے۔ فرمایا دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں۔ وہ زبان پر بڑے ہلکے پھلکے ہیں اور قیامت والے دن جب ترازو میں تولے جائیں گے تو ان کا وزن بڑا ہوگا ایک سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے اور دوسرا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ہے۔ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا اور وہ اللہ تعالیٰ

کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے والا۔ بندے جو کچھ کرتے ہیں وہ جانتا ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْــٴَـلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖۗ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ۖ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾

اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو وَ مَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ چھ دنوں میں ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر وہ مستوی ہوا عرش پر اَلرَّحْمٰنُ رحمٰن ہے فَسْــٴَـلْ بِهٖ خَبِیْرًا پس آپ سوال کریں اس کے متعلق خبردار سے وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ سجدہ کرو رحمان کو قَالُوْا کہتے ہیں وَ مَا الرَّحْمٰنُ کیا چیز ہے رحمان

اَنَسْجُدُ کیا ہم سجدہ کریں لِمَا اس کو تَاْمُرُنَا جس کا آپ ہمیں حکم کرتے ہیں
وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا وہ بات زیادہ کرتی ہے ان کی نفرت کو تَبٰرَكَ الَّذِیْ برکت
والی ہے وہ ذات جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا جس نے بنائے آسمان میں برج
وَّ جَعَلَ فِیْهَا اور بنایا اس آسمان میں سِرٰجًا چراغ وَّقَمَرًا اور چاند مُّنِیْرًا روشنی
کرنے والا وَهُوَالَّذِیْ اور وہ وہ ذات ہے جَعَلَ الَّیْلَ جس نے بنائی رات
وَالنَّهَارَ اور دن خِلْفَةً ایک دوسرے کے خلیفہ اور نائب لِّمَنْ اس کے لیے
اَرَادَ جو ارادہ کرتا ہے اَنْ یَّذَّكَّرَ کہ وہ نصیحت حاصل کرے اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا یا
ارادہ کرے شکریے کا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ اور رحمان کے بندے الَّذِیْنَ وہ ہیں
یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ جو چلتے ہیں زمین پر هَوْنًا وقار کے ساتھ وَّاِذَا
خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ اور جب ان سے خطاب کرتے ہیں نادان لوگ قَالُوْا
کہتے ہیں سَلٰمًا سلامتی والی بات وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ ہیں یَبِیْتُوْنَ جو رات
گزارتے ہیں لِرَبِّهِمْ اپنے رب کے سامنے سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے
وَّقِیَامًا اور قیام میں وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ یَقُوْلُوْنَ جو کہتے ہیں رَبَّنَا اصْرِفْ
عَنَّا اے ہمارے رب پھیر دے ہم سے عَذَابَ جَهَنَّمَ جہنم کا عذاب اِنَّ
عَذَابَهَا بے شک جہنم کا عذاب كَانَ غَرَامًا ہے جرمانہ اور تاوان اِنَّهَا بے شک
وہ دوزخ سَآءَتْ بری ہے مُسْتَقَرًّا ٹھکانے کے لحاظ سے وَّمُقَامًا اور رہائش
کے لحاظ سے وَالَّذِیْنَ وہ لوگ ہیں اِذَآ اَنْفَقُوْا جب وہ خرچ کرتے ہیں لَمْ

يُسْرِفُوْا تو اسراف نہیں کرتے وَلَمْ يَقْتُرُوْا اور نہ کمی کرتے ہیں وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا اور ہوتا ہے اس کے درمیان ان کا گذران۔

تخلیق ارض وسماء :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ ''آپ توکل کریں اس ذات پر جو زندہ ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔'' اسی ذات کی خوبیوں کا بیان ہے اَلَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے اس کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دنوں میں۔ چھ دنوں سے چھ دن کا وقفہ مراد ہے۔ کیونکہ اس وقت نہ سورج تھا، نہ چاند تھا، نہ دن تھا، نہ رات تھی۔ چھ دنوں کے وقت میں پیدا کرنے کا مقصد مفسرین کرامؒ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس سے مخلوق کو بتلانا مقصود ہے کہ قادر ہو کر میرا کام آہستہ آہستہ ہے لہٰذا تمہارے کام بھی تدریجاً آہستہ آہستہ ہونے چاہئیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ایک لمحے میں پیدا کرسکتا تھا اس کی شان ہے اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [سورہ یٰسین] ''جب ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو کہتا ہے اس کو ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔'' ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر مستوی ہوا وہ عرش پر، قائم ہوا عرش پر۔ مستوی ہونے کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ حضرت امام مالکؒ سے شاگردوں نے پوچھا کہ حضرت! استوی علی العرش کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا بیٹو!! اَلْاِيْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ وَكَيْفِيَّتُهٗ مَجْهُوْلَةٌ وَالسُّوَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ ''اس پر ایمان لانا واجب ہے فرض ہے کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہے مگر اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ کس طرح بیٹھا ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔'' جیسے آپ حضرات قالینوں پر بیٹھے ہیں، میں

مصلّے پر بیٹھا ہوں، کوئی کرسی پر بیٹھتا ہے، کوئی پلنگ پر بیٹھتا ہے، کوئی چٹائی پر بیٹھتا ہے، تو ہم کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے۔ بس اتنا کافی ہے کہ جو استویٰ اس کی شان کے لائق ہے اور جس طرح اِستوىٰ علی العرش ماننا ہے اسی طرح یہ بھی ماننا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ''اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔'' اور کس قدر ساتھ ہے؟ فرمایا نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ''ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔'' دل سے ایک رگ جاتی ہے دماغ کی طرف اس کو عربی میں ورید کہتے ہیں اور فارسی میں رگِ جان کہتے ہیں۔ اس کا دل و دماغ کے ساتھ براہِ راست رابطہ ہے۔ تو جیسے شہ رگ تمہارے زیادہ قریب ہے فرمایا ہم اس سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتا۔ تو جس طرح استویٰ علی العرش ماننا ہے اسی طرح یہ بھی ماننا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے علم کے لحاظ سے، قدرت کے لحاظ سے اور جیسے اس کی شان ہے۔ دونوں باتوں کا ذکر قرآن میں ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ وہ رحمان ہے فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا پس آپ سوال کریں اس کے متعلق کسی خبردار سے۔ مسئلہ یہی ہے کہ جس کو خود کسی چیز کا علم نہ ہو تو وہ کسی خبردار سے پوچھے۔ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اور جس وقت ان کافروں سے کہا جاتا ہے اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ سجدہ کرو رحمان کو۔

من اور ما کا فرق :

تو قَالُوْا وہ کہتے ہیں وَمَا الرَّحْمٰنُ کیا ہے رحمان۔ رحمان کیا چیز ہوتی ہے؟ دیکھو! ما کا لفظ بولتے ہیں جو غیر ذوالعقول کے لیے ہوتا ہے اور من کا لفظ ذوالعقول کے لیے بولا جاتا ہے۔ مَن کا لفظ بولتے تو معنیٰ ہوتا کون ہے رحمٰن؟ چونکہ یہ انداز مسلمانوں کا تھا اس لیے نہیں مانتے تھے ورنہ رحمان کے لفظ سے وہ واقف تھے۔ یہ لفظ عربی زبان کا ہے

زمانہ جاہلیت میں بھی عبدالرحمٰن نام تھے اگرچہ تھوڑے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کا یہ نام پہلے سے ہے۔

۶ھ ذوالقعدہ کے مہینے میں صلح حدیبیہ ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے کاتب، اپنے منشی حضرت علی ﷺ سے فرمایا اے علی! لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ جلدی لکھنے والے تھے لکھ دیا۔ کافروں کے نمائندے سہیل بن عمرو جو بعد میں ﷺ ہو گئے۔ کہنے لگے حضرت! یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تمہاری علامت ہے، تمہاری شان ہے ہم نے نہیں لکھنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم رحمان کو نہیں مانتے؟ کہنے لگا ماننے نہ ماننے کی بات چھوڑ دیں۔ نہیں لکھنے دیا۔ بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے لفظ کاٹے گئے اور بِـاسْمِکَ اللّٰھُمَّ لکھوایا گیا۔ اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ لکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں اس نام سے بھی کوئی نقصان نہیں ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ کہتے ہیں اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا کیا ہم سجدہ کریں اس کو جس کا آپ ہمیں حکم دیتے ہیں وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا اور یہ قول ان کی نفرت کو زیادہ کر دیتا ہے۔ رحمان کو سجدہ کرنے کا حکم دینے سے ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ ان میں کفر اور شرک ہے۔ یہ آیت سجدہ ہے۔ جس جس نے سنی ہے اس پر سجدہ واجب ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اور کیا صفات ہیں؟

آسمان کی منزلیں :

تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا برکت والی ہے وہ ذات جس نے بنائے ہیں آسمان میں برج۔ برج سورج کی منزلیں ہیں جن کو وہ طے کرتا ہے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ جیسے کراچی سے گاڑی چلتی ہے پشاور کے لیے تو پہلے وہ صوبہ سندھ کو طے کرتی ہے پھر صوبہ پنجاب کو پھر صوبہ سرحد میں داخل ہوئی اور پشاور پہنچتی ہے۔ اور جو گاڑی

ملتان سے چلے گی پہلے خانیوال پھر ضلع ساہیوال پھر اوکاڑہ پھر لاہور پہنچے گی پھر گوجرانوالہ پھر گجرات، جہلم اور پنڈی پہنچے گی۔ یہ درمیان کے اضلاع گاڑی کی منزلیں ہیں۔ اسی طرح آسمانوں میں سورج کی منزلیں ہیں جن کو وہ طے کرتا ہے ان کو برج کہتے ہیں اور برج کا معنٰی قلعہ بھی ہے۔ آسمانوں میں جگہ جگہ قلعے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتے نگرانی کے لیے موجود ہیں اگرچہ کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن رب تعالیٰ کا نظام ہے اس نظام کے مطابق چلتے ہیں وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا اور بنایا اس نے آسمان میں چراغ اور چاند روشنی کرنے والا۔ چراغ سے مراد سورج ہے جو ساری دنیا کو روشنی اور حرارت پہنچا رہا ہے اور چاند کو روشن کرنے والا ہے۔ چاند اور سورج دونوں بڑے سیارے ہیں جن کا تعلق براہِ راست مخلوق کے ساتھ ہے۔ رات کے وقت چاند کی مدہم روشنی اور ستاروں کی ادلی بدلی مسافروں کے لیے راہنمائی کا کام دیتی ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے چاند سورج کو پیدا فرمایا یہ برابر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اور قیامت تک چلتے رہیں گے۔ یہ سب رب تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔ تو جو ذات ان صفات کی مالک ہے سجدے کی مستحق وہی ذات ہے۔

دلائل قدرت :

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً اور وہ وہ ذات ہے جس نے بنائی رات اور دن ایک دوسرے کے خلیفہ اور نائب آگے پیچھے آنے والے۔ رات گئی تو دن ظاہر ہو گیا دن ختم ہوا تو رات کی تاریکی چھا گئی اللہ کی قدرت کی یہ نشانیاں اس شخص کے لیے ہیں لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ جو ارادہ کرتا ہے نصیحت حاصل کرنے کا اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا یا جو ارادہ کرتا ہے شکریے کا۔ جو شخص مناظرِ قدرت میں غور و فکر کرے گا آخر کار

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہو جائے گا مگر وہ شخص جوان کے بارے میں دھیان ہی نہیں کرتا سوچتا سمجھتا ہی نہیں ہے وہ نہ تو ان سے نصیحت حاصل کرسکتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ان یورپین قوموں نے ہمارا ماحول ہی خراب کر دیا ہے ٹی وی، وی۔ سی۔ آر، انٹرنیٹ، ناولوں سے فرصت نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پہ کون غور وفکر کرے گا؟ دیکھو! ایک بزرگ نے بیان کیا آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جس گھر میں جان دار چیز کی تصویر نظر آتی ہو اور جس گھر میں کتا ہو اور جس گھر میں بغیر غسل کے مرد ہو یا بغیر غسل کے عورت ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ تو ایک آدمی نے کہا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی مفید چیز سے منع کیا گیا ہے یعنی کتے سے۔ وہ بزرگ بڑے ذہین تھے فوراً فرمایا کہ فلاں انگریز نے لکھا ہے کہ کتا اس لیے بُرا ہے کہ اپنی جنس کا دشمن ہے۔ کتا کتے کو دیکھے تو بھونکتا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا اب بات سمجھ آئی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات تو آپ کو سمجھ نہ آئے اور میں نے جب انگریز کا نام لیا تو تجھے سمجھ آگئی۔ ماحول ہی سارا خراب ہو گیا ہے۔ انگریز ہمارے دل ودماغ پہ چھا گیا ہے بس انگریز کا نام لے دو تو سب کچھ سمجھ آجاتا ہے۔ آج ہمارے سر پہ بیرونی ممالک بیٹھے ہیں حکومت ان کی ہے ہمارے حکمران تو ان کے نمائندے ہیں۔ بات ان کی چلتی ہے، سکہ ان کا چلتا ہے، ڈالر کی قیمت ہے روپے کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ آپ کسی ملک میں چلے جائیں اور اپنا نوٹ نکال کر دیں تو عام آدمی نہیں لے گا جو خاص لوگ بیٹھے ہیں تبدیل کر کے دینے والے بس وہی لیں گے۔ اور اگر ڈالر یا پاؤنڈ تمہارے پاس ہو تو جس ملک میں جاؤ وہ لے لیں گے۔ ان خبیثوں کا سکہ پوری دنیا میں چلتا ہے۔ پاکستان تو ان کا غلام اور لونڈی ہے۔ اب دیکھو! یہ معین الدین قریشی آیا ہے یہ کیا گل کھلاتا ہے اور ان کے کان میں

کیا پھونک مارتا ہے جو وہ ان کے کان میں پھونک مارے گا اس کے مطابق بجٹ بنے گا۔ وہ تو پھونک مار کر چلا جائے گا پھر دیکھو کیا حالات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ جو ہمارے بڑے ہیں صدر، وزیراعظم وغیرہ یہ تو ان کی مرضی کے بغیر پتلون نہیں بدل سکتے۔ کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ تم اپنا ماحول دینی بنالو۔ موجودہ ماحول میں نمازی بہت مشکل سے بنیں گے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے رات بنائی، دن بنایا ایک دوسرے کے خلیفہ۔ یہ اس کے لیے ہے جو ارادہ کرے سمجھنے کا یا شکر ادا کرنے کا۔ دن کو پائے تو دن کو شکر ادا کرے، رات کو پائے تو رات کو شکر ادا کرے۔ اوپر رحمان کا ذکر تھا آگے عبادالرحمٰن کا ذکر ہے۔

عبادالرحمٰن کی صفات :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ رحمان کے بندوں کی پہلی صفت: الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا جو چلتے ہیں زمین پر وقار کے ساتھ۔ نہ اکڑ کر چلتے ہیں اور نہ پاؤں گھسیٹتے ہوئے چلتے ہیں بڑے وقار اور ادب کے ساتھ چلتے ہیں۔

دوسری صفت اور خوبی: وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا اور جب جاہل قسم کے لوگ ان سے خطاب کرتے ہیں، گفتگو کرتے ہیں تو اللہ کے بندے ان کے ساتھ سلامتی کی بات کرتے ہیں جھگڑے فساد کی بات نہیں کرتے۔ بڑے حوصلے کی بات ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کہے تم پاگل ہو اور وہ اس کے جواب میں خاموش ہو جائے۔ ورنہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ تم کسی کو پاگل کہو تو وہ کہے گا تمہاری سات پشتیں پاگل ہیں۔ یہ عباد الرحمٰن کا حوصلہ ہے کہ ان کو جو کچھ بھی کہو ان کے منہ سے سلامتی کی بات نکلے گی۔

تیسری خوبی: وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ اور عبادالرحمٰن وہ ہیں جو رات گزارتے

ہیں اپنے رب کے سامنے سُجَّدًا سَاجِدٌ کی جمع ہے سجدہ کرتے ہوئے وَّقِيَامًا اور کھڑے ہونے کی حالت میں۔ کبھی کھڑے ہوتے ہیں کبھی سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ ہمارے لیے تو صبح کی نماز کے لیے اٹھنا بھی بڑا مشکل ہے۔ عبادالرحمٰن بننا آسان کام نہیں ہے۔ ساتھیو! عادت بنالو خصوصاً بزرگ حضرات۔ پہلے زمانے میں جب کسی کی ڈاڑھی یا سر میں ایک بال بھی سفید ہو جاتا تھا تو وہ سب سے پہلے تہجد کا سوچتا تھا کہ اب میں موت کے قریب ہو گیا ہوں مجھے تہجد نہیں چھوڑنی چاہیے۔ صبح صادق سے آدھ گھنٹہ پہلے اٹھ کر تہجد پڑھے، کوئی مشکل کام نہیں ہے صرف شیطان، نفس امارہ ہمیں نہیں چھوڑتا۔ ٹائم پیس رکھو، الارم لگالو کچھ دنوں کے بعد عادت بن جائے گی۔

عبادالرحمٰن کی اور خوبی: وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ اور عبادالرحمٰن وہ ہیں جو کہتے ہیں رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اے رب ہمارے پھیر دے، دور رکھ ہم سے دوزخ کا عذاب۔ دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا بے شک جہنم کا عذاب تاوان ہے، چٹی ہے، بہت مشکل ہے۔ آج تم دنیا کی آگ میں انگلی ڈالو آدھ منٹ میں جل جائے گی اور جہنم کی آگ تو اس سے انہتر گنا تیز ہے۔ اس لیے پناہ مانگتے تھے حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ذہن صرف دنیا تک ہی ہے نہ ہمیں قبر کی فکر ہے نہ موت کا خیال ہے نہ میدان محشر کا خیال ہے نہ حساب کتاب کا احساس ہے نہ رب تعالیٰ کی سچی عدالت کے قائم ہونے کا خیال ہے نہ دوزخ کا ڈر ہے نہ جنت کی طلب ہے۔ طلب ہے تو ڈالروں کی، روپیوں کی۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا بے شک وہ جہنم بری ہے ٹھکانے کے لحاظ سے اور رہائش کے لحاظ سے۔ مستقر عارضی ٹھکانے کو کہتے ہیں جہاں آدمی نے دو چار دن دس دن رہنا ہو اور مقام مستقل رہائش گاہ کو کہتے ہیں۔ جہنم عارضی طور پر بھی بُری ہے اور

مستقل رہائش کے طور پر بھی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بچائے۔

عباد الرحمان کی اور خوبی: وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا وہ ایسے لوگ ہیں جس وقت خرچ کرتے ہیں گھر میں یا باہر لَمْ یُسْرِفُوْا اسراف نہیں کرتے وَلَمْ یَقْتُرُوْا اور کمی بھی نہیں کرتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ بھی نہیں خرچ کرتے اور ایسا بھی نہیں کرتے کہ گھر والے ترستے رہیں اور وہ پیسے کو جمع کر کے رکھتے ہیں وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا اور ہے اس کے درمیان اِن کا گذران۔ نہ اسراف نہ کمی، بین بین۔ مزید خوبیاں بیان ہوں گی پھر نتیجہ آئے گا کہ اس کا نتیجہ کیا ہے؟

وَالَّذِيْنَ

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۙ ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ ع

وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ لَا يَدْعُوْنَ جونہیں پکارتے مَعَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اِلٰهًا اٰخَرَ کسی اور کو حاجت روا مشکل کشا وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ اور نہیں قتل کرتے نفس کو الَّتِيْ وہ نفس حَرَّمَ اللّٰهُ کہ حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کے ساتھ وَلَا يَزْنُوْنَ اور وہ زنا نہیں کرتے وَمَنْ يَّفْعَلْ

ذٰلِكَ اور جو شخص یہ کرے گا يَلْقَ اَثَامًا ملے گا گناہ کو يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ دگنا کیا جائے گا اس کے لیے عذاب يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اور ہمیشہ رہے گا اس عذاب میں ذلیل وخوار کیا ہوا اِلَّا مَنْ تَابَ مگر وہ شخص جس نے توبہ کی وَاٰمَنَ اور ایمان لایا وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اور عمل کیا عمل کرنا اچھا فَاُولٰٓئِكَ پس یہی لوگ ہیں يُبَدِّلُ اللّٰهُ بدل دے گا اللہ تعالیٰ سَيِّاٰتِهِمْ ان کی برائیوں کو حَسَنٰتٍ بھلائیوں میں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ تعالیٰ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بخشنے والا مہربان وَمَنْ تَابَ اور جس شخص نے توبہ کی وَعَمِلَ صَالِحًا اور اس نے عمل کیا اچھا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ پس بے شک وہ رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف مَتَابًا رجوع کرنا وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ اور وہ جب گزرتے ہیں بیہودہ چیزوں کے پاس سے مَرُّوْا كِرَامًا گزر جاتے ہیں شریفانہ وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ اِذَا ذُكِّرُوْا جب ان کو یاد دلائی جاتی ہیں بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی آیتیں لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا نہیں گرتے ان پر صُمًّا بہرے ہو کر وَّعُمْيَانًا اور اندھے ہو کر وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ يَقُوْلُوْنَ جو کہتے ہیں رَبَّنَا اے ہمارے رب هَبْ لَنَا دے ہمیں مِنْ اَزْوَاجِنَا ہماری بیویوں سے وَذُرِّيّٰتِنَا اور ہماری اولادوں سے قُرَّةَ اَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک وَّاجْعَلْنَا اور بنا دے ہمیں لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پرہیزگاروں کا امام اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں

یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ جن کو بدلہ دیا جائے گا بالائی منزلوں کا بِمَا صَبَرُوْا ان کے صبر کی وجہ سے وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا اور وہ دیئے جائیں گے ان بالائی منزلوں میں تَحِيَّةً آؤ بھگت وَّسَلٰمًا اور سلام خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان منزلوں میں حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا بہت اچھی ہے وہ ٹھہرنے کی جگہ وَّمُقَامًا اور مستقل رہائش گاہ قُلْ آپ کہہ دیں مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ نہیں پرواکرتا تمہاری میرا رب لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ اگر نہ ہو تمہارا پکارنا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ پس تحقیق تم جھٹلا چکے ہو فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا پس عنقریب ہوگا عذاب لازم۔

بات ہو رہی تھی عباد الرحمن کی کہ رحمان کے بندے کون ہیں؟ عباد الرحمن مبتدا ہے اور اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ یہ اس کی خبر ہے۔ درمیان میں عباد الرحمان کے اوصاف اور علامتیں بیان ہوئی ہیں کہ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا "وہ زمین پر بڑے وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔" جب جاہلوں کے ساتھ ہم کلام ہوتے ہیں تو سلامتی کی بات کرتے ہیں۔ وہ راتیں اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں۔ وہ لوگ دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب! جہنم کے عذاب کو ہم سے پھیر دے بے شک وہ عذاب بڑا تاوان ہے بڑا ٹھکانا اور بری جگہ ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور کمی بھی نہیں کرتے اس کے درمیان درمیان ان کا گزران ہے۔

مزید عباد الرحمٰن کی خوبیاں :

مزید ان کی خوبیاں یہ ہیں وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وہ ہیں جو

نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دستگیر سمجھ کر۔ وہ اپنی سب حاجتیں رب تعالیٰ سے مانگتے ہیں وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ اور وہ نہیں قتل کرتے کسی نفس کو الَّتِیْ وہ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ جس کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

قتل حق کی صورتیں :

شریعت میں قتل حق کی تین صورتیں ہیں۔

☆......پہلی صورت؛ اگر کوئی شخص معاذ اللہ تعالیٰ مرتد ہو جائے تو اس کو تین دن کی مہلت دی جائے گی اس کے شبہات دور کرنے کے لیے کہ تم نے اسلام کیوں چھوڑا ہے؟ اگر وہ ضد سے باز نہ آیا تو تین دن کے بعد اسے قتل کر دیا جائے گا۔ یہ قتل بالحق ہے۔ مسئلہ یہی ہے مگر ہماری حکومت نہیں مانتی کہ امریکہ ناراض ہو جائے گا۔

☆......دوسری صورت؛ قتل حق کی یہ ہے کہ العیاذ باللہ کوئی مرد عورت شادی شدہ ہوں اور زنا کا ارتکاب کریں تو ان کو رجم کیا جائے گا۔ یہ رجم کرنا بھی قتل بالحق ہے۔ حکومت اس کی بھی قائل نہیں ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا تھا کہ یہ بڑا ظلم ہے۔

☆......قتل حق کی تیسری صورت قصاص ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کر دے تو اس کو اس کے عوض میں قتل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ کسی جان کو قتل کرنا چاہے وہ مسلم ہے یا غیر مسلم، حرام ہے۔ اور آج تو حالت یہ ہے کہ مسجدوں میں نمازیوں کو نہیں چھوڑتے۔ کسی کی جان محفوظ نہیں ہے۔ آج تو آدمی جب گھر آئے حوادثات سے بچ کر، چور ڈاکوؤں سے بچ کر تو اس کو دو نفل شکرانے کے پڑھنے چاہئیں کہ اے پروردگار! تیرا شکر ہے کہ میں خیر و عافیت سے گھر آ گیا ہوں۔ فرمایا وَلَا یَزْنُوْنَ اور وہ زنا نہیں کرتے۔ یہ بھی عباد الرحمان

کی خوبی ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جس نے یہ کاروائی کی جو اوپر مذکور ہوئی ہے يَلْقَ أَثَامًا وہ ملے گا گناہ کو۔ اور اثام جہنم میں ایک طبقے کا نام بھی ہے تو ان لوگوں کو اس طبقے میں ڈالا جائے گا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ دگنا کیا جائے گا اس کے لیے عذاب يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اور ہمیشہ رہے گا اس عذاب میں ذلیل اور رسوا کیا ہوا۔ ظاہر بات ہے دوزخ کے عذاب میں کہاں عزت ہوگی؟ فرمایا اِلَّا مَنْ تَابَ مگر جس نے توبہ کی کفر شرک اور گناہوں سے۔ پہلے کافر تھا وَاٰمَنَ اور ایمان لے آیا وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اور عمل کیا اچھا فَاُولٰٓئِكَ پس یہی لوگ ہیں يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ۔

برائیوں کو نیکیوں سے بدلنا :

اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ پہلے جن اوقات میں برے کام کرتے تھے اب ان اوقات میں نیکیاں کرتے ہیں پہلے وقت گناہوں میں گزرتا تھا اب نیکیوں میں گزرتا ہے۔ اور یہ معنیٰ بھی کرتے ہیں مفسرین کرام ؒ کہ پہلے ان کا ملکہ اور عادت بُری تھی اب بدل کر نیکی کا ملکہ اور عادت کر دی۔ پہلے ان کے لیے برائی آسان تھی اب ان کے لیے نیکی آسان ہو گئی ہے۔ اور ایک تفسیر یہ بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔ یعنی پہلے جرائم معاف کر کے ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔

حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے کو حاضر کرنے کا حکم دیں گے۔ جب وہ حاضر ہو گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو شمار کیا جائے۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے اے بندے! تجھے یاد ہے تم نے فلاں گناہ کیا۔ ایسے گناہ پروردگار ذکر فرمائیں گے جن

کو بندہ گناہ بھی نہیں سمجھتا تھا۔ مثلاً رب تعالیٰ فرمائیں گے اے بندے تو نے مسجد سے نکلتے ہوئے سیڑھیوں پہ تھوکا تھا، تو نے کیلا کھا کر چھلکا سڑک پر پھینک دیا تھا، تو نے اپنے گھر سے مکڑی کے جالوں کو نہیں اتارا تھا۔ اے بندے! تیرے گھر میں صفائی نہیں تھی۔ تو اس بندے کے طوطے اڑ جائیں گے۔ وہ آدمی اقرار کرے گا اور ڈرے گا کہ کہیں اللہ تعالیٰ بڑے گناہوں کے متعلق نہ پوچھ لیں۔ پھر حکم ہوگا جاؤ ہم نے تمہارے یہ چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیئے اور ان کے بدلے میں ایک ایک نیکی دے دی ہے۔ وہ شخص دلیر ہو جائے گا کہ گناہوں کے بدلے میں نیکیاں مل رہی ہیں تو کیوں نہ بڑے بڑے گناہوں کا تذکرہ ہو جائے تاکہ ان کے بدلے بھی نیکیاں مل جائیں۔ پھر وہ عرض کرے گا اے مولا کریم! ابھی میرے بعض گناہوں کا ذکر نہیں ہوا۔ یہ بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے تبسم فرمایا کہ دیکھو! یہ شخص پہلے تو اپنے گناہوں سے خائف تھا مگر اب اللہ تعالیٰ کی مہربانی دیکھ کر اتنا دلیر ہو گیا ہے کہ خود ان کا تذکرہ کر رہا ہے۔ بہر حال بعض آدمیوں پر اللہ تعالیٰ اس قدر راضی ہوگا کہ ان کے گناہوں کی جگہ نیکیاں لکھ دے گا۔ یہ ہر آدمی کے لیے نہیں ہوگا یہ اس کے لیے ہوگا جو صحیح العقیدہ مسلمان ہوگا اور اس کی نیکیوں کا بڑا انبار ہوگا، بڑا ڈھیر لگا ہوا ہوگا اور بہت دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ محض نیکیوں کے انبار پر ہی نہ رہنا ان کو بچانے کی بھی فکر کرنا۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ میدان محشر میں ان کی نیکیوں کے بڑے بڑے انبار لگے ہوں گے۔ وہ کہیں گے الحمد للہ خیر سلا ہے۔ مگر جب حساب کتاب شروع ہوگا تو ایک آدمی کہے گا یا اللہ! اس نے میرا حق دینا ہے۔ اُس کے حق کے مطابق اس کی نیکیاں اٹھا کر اس کو دے دی جائیں گی۔ دوسرا آئے گا یا اللہ! اس نے میرا حق دینا ہے۔ اُس کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی۔ ایک آ کر کہے گا یا اللہ! اس نے مجھے گالی دی تھی۔ ایک نیکی گالی پر

دی جائے گی۔ایک کہے گا اے پروردگار! اس نے مجھے گھورا تھا بلا وجہ۔اس کو اس کی نیکی دی جائے گی۔ایک کہے گا اے پروردگار! اس نے مجھے مکا مارا تھا، اس نے میرے ساتھ دھوکا کیا تھا، اس نے میرے ساتھ جھوٹ بولا تھا، اس نے میری غیبت کی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔حقوق والے لوگ باقی رہ جائیں گے تو ان کے گناہ اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیئے جائیں گے اور اٹھا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔تو یاد رکھنا! نیکی کرنی بھی بڑی مشکل ہے لیکن نیکی کا تحفظ کرنا اور اپنے حق میں محفوظ رکھنا مشکل ترین کام ہے۔ہم تو دنیا میں کسی کا حق کھا جانے کو چالاکی سمجھتے ہیں، کسی کو مکا مار دینے کو بہادری سمجھتے ہیں لیکن ان چیزوں کا پتا قیامت والے دن لگے گا جب نتیجہ سامنے آئے گا۔

تو فرمایا جس نے توبہ کی اور عمل اچھا کیا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ بدل دے گا وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔فرمایا وَمَنْ تَابَ اور جس نے توبہ کی سچے دل سے وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیا عمل کرنا اچھا۔توبہ کے بعد نیک کام کیے فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا پس بے شک وہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرنا۔اس کا رجوع رب تعالیٰ کی طرف ہے۔عباد الرحمان کی اور خوبی وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔جان جاتی ہے جائے جھوٹی گواہی نہیں دینی۔آج سچی گواہی دینا بہت مشکل کام ہے۔اور یہ معنیٰ بھی کرتے ہیں کہ وہ جھوٹی مجالس میں حاضر نہیں ہوتے۔یعنی زُور کا معنیٰ جھوٹی مجالس۔جہاں شریعت کے خلاف باتیں ہوں وہ وہاں نہیں جاتے۔مثلاً ماتم کی مجلس ہوگئی، بدعات رسومات کی مجالس ہوگئیں ان میں قطعاً نہیں جانا۔

مزید خوبیاں :

اورخوبی وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا وہ جب گزرتے ہیں بیہودہ مجالس سے تو گزر جاتے ہیں شریفانہ۔کوئی جوا کھیل رہا ہے،کوئی تاش کھیل رہا ہے،کوئی کسی اور کھیل میں لگا ہوا ہے اللہ کے بندوں کو ان سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ ان سے الجھتے نہیں ہیں بلکہ آرام سے وہاں سے گزر جاتے ہیں۔بعض ساتھی جذباتی ہوتے ہیں الجھ پڑتے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگ گناہ میں اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ ہاں!اگر کوئی ایسا قرینہ ہو کہ میں ان کو سمجھاؤں تو یہ لوگ سمجھ جائیں گے تو پھر نرمی کے ساتھ ان کو سمجھا دو۔لیکن جب وہ اپنے پتوں میں لگے ہوتے ہیں تو اس وقت ان پر شیطان سوار ہوتا ہے سمجھنے والی کوئی بات نہیں ہوتی۔اس وقت وہ تمہاری ڈاڑھیاں سنائیں گے تمہاری نماز اور روزے سنائیں گے کہ جاؤ دیندارو!نمازیو!ڈاڑھی والو!لہٰذا شریفانہ طور پر گزر جانا چاہیے۔

عبادالرحمان کی اورخوبی وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اور وہ لوگ ہیں جب ان کو یاد دلائی جاتی ہیں اپنے رب کی آیتیں۔رب تعالیٰ کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں ان کے ذریعے ان کو سمجھایا جاتا ہے تو لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا نہیں گرتے ان پر صُمًّا بہرے ہوکر وَّعُمْيَانًا اور اندھے ہوکر۔بلکہ وہ غور کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی آیات کو سنتے ہیں سمجھتے ہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔

اورخوبی وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! دے ہمیں ہماری بیویوں سے اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک۔اولاد نمازی،دین دار ہو تو مومن کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی۔بے نماز

اور بے دین ہو تو اس سے بڑا صدمہ کوئی نہیں ہوگا۔ پیسے کی خاطر جو لوگ بیرون ملک جاتے ہیں جائز طریقہ سے کمائی کرنا گناہ نہیں ہے مگر ان میں اصولاً دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو مومن، متقی، پرہیزگار ہیں، نماز روزے کے پابند ہیں وہ وہاں بھی نماز روزے کے پابند ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی اولاد وہاں بگڑ جاتی ہے اور یہ لوگ اپنی اولاد کی وجہ سے بڑے پریشان ہوتے ہیں چاہے وہ کسی بھی یورپی ملک میں ہیں امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ کسی بھی ملک میں ہیں پریشان ہیں اور پریشانی اس لیے ہے کہ وہ اپنے بچے کو تھپڑ تک نہیں مار سکتے کہ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی۔ مقدمہ بن جاتا ہے۔ اپنے بچوں کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ وہاں کا ماحول اتنا گندہ ہے کہ خدا کی پناہ! کوئی شرم وحیا نہیں ہے دن دیہاڑے سڑکوں پر میں نے جو کچھ دیکھا ہے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ اور نوجوان طبقہ ایسی چیزوں سے بہت جلد متاثر ہوتا ہے۔ برطانیہ میں ڈارم کے علاقے میں ایک جگہ میری تقریر تھی تقریر کے بعد گجرات کے علاقہ کے ایک بزرگ آکر میرے ساتھ چمٹ کر رونے لگ گئے اور کافی دیر تک روتے رہے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگے کیا بتلاؤ ہماری پیدائش تو پاکستان کی تھی روزی اللہ تعالیٰ نے یہاں رکھی تھی یہاں ہماری حالت یہ ہے کہ ہم جب نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں تو ہماری اولاد ہمارے ساتھ مذاق کرتی ہے عیسائیوں اور غیر مذہبوں کے ساتھ ان کا اٹھنا بیٹھنا ہے ہم جب منع کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ نہ چلو پھرو تو ہمیں گھورتے ہیں۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ایمان بھی خطرے میں ہے۔

بھئی! کیا کرلوگے؟ چار دن کھا پی کر جانا دوزخ میں ہے تو ایسے کھانے پینے کا کیا فائدہ؟

اور دوسرے قسم کے لوگ وہ ہیں جن کو نہ یہاں ایمان عمل کا علم ہے نہ وہاں۔ یہ خود بھی برباد اور ان کی اولاد بھی برباد۔ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جو پختہ ذہن کے مسلمان وہاں گئے

ہیں وہ وہاں بھی پختہ ہیں اور جو ڈانواں ڈول، کچے ہیں وہ وہاں بھی کچے ہیں۔ اور اولاد وہاں سب کی کچی ہے الا ماشاء اللہ۔ ہزار میں سے ایک ہوگا جو صحیح ہوگا۔ تو عباد الرحمان کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب عطا کر ہمیں بیویوں سے اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اور بنا دے ہمیں پرہیز گاروں کا راہنما۔ ظاہر بات ہے کہ جو پرہیز گاروں کا امام ہوگا وہ کتنا زیادہ نیک ہوگا اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ یہی لوگ ہیں جن کو بدلہ دیا جائے گا بالائی منزلوں کو۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنت میں سو سو منزلیں ہیں بِمَا صَبَرُوْا ان کے صبر کی وجہ سے۔ انہوں نے تکالیف، مصائب، پریشانیوں پر صبر کیا وَیُلَقَّوْنَ فِیْھَا تَحِیَّۃً وَّسَلٰمًا اور وہ دیے جائیں گے ان بالائی منزلوں میں آؤ بھگت اور سلام۔ تَحِیَّہ کہتے ہیں خوش آمدید، پنجابی میں کہتے ہیں جی آیاں نوں، پشتو میں کہتے ہیں ہر کلہ راشہ۔ اسی طرح وہاں دعائیں ہوں گی اور سلام ہوگا۔ فرشتے بھی کہیں گے مرحبا، خوش آمدید۔ حوریں بھی کہیں گی جی آیاں نوں۔ جھگڑے، فتنے اور شرارت کی وہاں کوئی بات نہیں ہوگی خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ہمیشہ ان بالائی منزلوں میں رہیں گے حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ان کا عارضی طور پر جو ٹھکانا ہوگا وہ بھی اچھا ہوگا اور جو مستقل ہوگا وہ بھی اچھا ہوگا۔ عارضی طور پر اس طرح سمجھو کہ تم اپنے عزیز رشتہ داروں کو ملنے کے لیے جاتے ہو وہاں دو چار دن، ہفتہ ٹھہرتے ہو پھر واپس گھر آجاتے ہو یہ عارضی ٹھکانہ ہے۔ جنت میں بھی اپنے دوست، عزیز رشتہ داروں کو ملنے کے لیے جائیں گے تو وہ عارضی قیام گاہ بہت اچھی ہوگی اور جو مستقل رہائش گاہ ہوگی وہ بھی بہت عمدہ ہوگی۔ قُلْ آپ کہہ دیں ان کو مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ نہیں میرا رب تمہاری کوئی پروا نہیں کرتا لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ اگر تمہاری دعائیں نہ ہو۔ اگر تم

دعائیں نہ کرو اور تمہارا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ ہو تو رب تمہاری کوئی پرواہ نہ کرے **فَقَدْ كَذَّبْتُمْ** پس تحقیق او ظالمو! تم جھٹلا چکے ہو رب تعالیٰ کے احکام **فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا** پس عنقریب عذاب تم پر لازم ہے۔ جو رب تعالیٰ کے بندے نہیں بنتے سمجھ لو کہ ان پر عذاب لازم ہے دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے۔

تفسیر

سورۃ الشعراء

(مکمل)

جلد............۱۴

سورۃ الشعراء مکیۃ وہی مائتان وسبع وعشرون آیۃ واحد عشر رکوعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾ اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُہُمۡ لَہَا خٰضِعِیۡنَ ﴿۴﴾ وَ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثٍ اِلَّا کَانُوۡا عَنۡہُ مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۵﴾ فَقَدۡ کَذَّبُوۡا فَسَیَاۡتِیۡہِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۶﴾ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلَی الۡاَرۡضِ کَمۡ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۹﴾ ع

طٰسٓمّٓ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ یہ آیتیں ہیں کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی لَعَلَّکَ شاید کہ آپ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ ضائع کر دیں اپنی جان کو اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ اس بات سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَیۡہِمۡ اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے اٰیَۃً کوئی نشانی فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُہُمۡ پس ہو جائیں ان کی گردنیں لَہَا اس کے سامنے خٰضِعِیۡنَ جھکنے والی وَ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ اور نہیں آتی ان کے پاس مِّنۡ ذِکۡرٍ کوئی نصیحت مِّنَ الرَّحۡمٰنِ رحمان کی طرف سے مُحۡدَثٍ تازہ اِلَّا کَانُوۡا عَنۡہُ مگر ہوتے ہیں وہ اس سے مُعۡرِضِیۡنَ اعراض کرنے والے فَقَدۡ کَذَّبُوۡا پس تحقیق یہ جھٹلا چکے ہیں فَسَیَاۡتِیۡہِمۡ پس عنقریب آئے گی ان کے پاس اَنۡۢبٰٓؤُا حقیقت مَا اس چیز

کی کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ تھے جس کے ساتھ یہ مذاق کرتے اَوَلَمْ یَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے اِلَی الْاَرْضِ زمین کی طرف کَمْ اَنْبَتْنَا فِیْھَا کتنی اُگائیں ہم نے اس میں مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ہر قسم کی سبزیاں جوڑا جوڑا عمدہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ بے شک اس میں لَاٰیَۃً البتہ نشانی ہے وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہیں ان کے اکثر ایمان لانے والے وَاِنَّ رَبَّکَ اور بے شک آپ کا رب لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ البتہ وہ غالب ہے مہربان۔

مضامین سورت :

اس سورت کا نام سورۃ الشعراء ہے۔ اس میں شاعروں کی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ شاعر نہیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مکہ اور عرب کے مشرکوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ شاعر ہیں اور نہ صرف یہ کہ شاعر ہیں بلکہ کہا معاذ اللہ تعالیٰ یہ مجنون اور پاگل بھی ہیں۔ عوام بڑے سطحی ہوتے ہیں ان میں حقیقت شناس بہت کم ہوتے ہیں۔ شوشوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں تحقیق نہیں کرتے۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۵ دیکھو! تاکہ تمہیں قرآن کریم کے ساتھ تھوڑی بہت نسبت ہو جائے۔ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ ھُوَ شَاعِرٌ ''بلکہ ان لوگوں نے کہا یہ تو پریشان خواب ہیں (جو یہ پیش کرتا ہے۔) بلکہ اس کو گھڑ کر لایا ہے بلکہ یہ تو شاعر ہے۔'' سورۃ صفت کی آیت نمبر ۳۶ نکالو۔ وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوْٓا اٰلِھَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ''اور وہ کہتے ہیں کیا ہم چھوڑنے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے۔'' تو کافر آپ ﷺ کو دیوانہ، شاعر کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سورت

میں بتلائیں گے کہ شاعروں کو آپ ﷺ کے ساتھ کیا نسبت ہے وَاَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ''اور بے شک وہ کہتے ہیں وہ جو کرتے نہیں ہیں۔'' اور آپ ﷺ تو جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ''شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں۔'' ان کی مجلس میں آزاد خیال لوگ ہوتے ہیں کردار کی کوئی چیز ان میں نہیں ہوتی۔ اور آپ ﷺ کی مجلس میں تو بڑے ہدایت یافتہ، پرہیز گار اور متقی لوگ ہوتے ہیں۔ اور شاعروں کا ظاہر کچھ ہوتا ہے باطن کچھ ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی جو زبان پر ہے وہی دل میں ہے یہاں کوئی دورنگی نہیں ہے۔

یہ سورت مکہ مکرمہ میں سنتالیسویں نمبر پر نازل ہوئی ہے۔ اس میں گیارہ رکوع اور دو سو ستائیس آیات ہیں۔ طٰسٓمّٓ یہ حروف مقطعات ہیں اور قرآن کریم کی انتیس سورتیں ہیں جن کے شروع میں ایسے حروف آئے ہیں۔ کسی میں الم، کسی میں الر ہے، کسی میں حم ہے، کسی میں طس ہے۔ ان کے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں هِيَ مِنْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى یہ حروف اللہ تعالیٰ کے ناموں کی طرف اشارہ ہیں۔ ط سے مراد طَيِّبٌ ہے جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اور س سے مراد سَمِيْعٌ ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ میم سے مراد مالک ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اسی طرح باقی حروف بھی اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی نام کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ جو تمہارے سامنے پڑھی جارہی ہیں یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حقیقت کو کھول کر بیان کرتی ہے۔ چونکہ ہماری زبان عربی نہیں ہے اس لیے ہم قرآن پاک کی فصاحت اور بلاغت کو نہیں سمجھتے۔ قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا دنیا آج تک اس کی مثال، اس کی نظیر نہیں پیش کر سکی۔ سارا قرآن تو درکنار ایک

چھوٹی سی سورت کی مثال نہیں پیش کر سکی۔ محض دعووں سے تو کچھ نہیں بنتا کہ کوئی دعویٰ کرے کہ میں نے قرآن جیسی سورۃ بنائی ہے اس کی فصاحت بلاغت اور مفہوم کو دیکھنا ہے کہ کیا مقابلہ کر سکتی ہے؟ مثلاً علامہ اقبال مرحوم جن کا شاعری میں بہت بلند مقام ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کیا فارسی میں اور کیا اردو میں۔ ان کے اردو اشعار کی مشہور کتاب ہے بانگ درا۔ گجرات میں ایک پاگل شاعر تھا امام دین۔ یہ قادیانی تھا بالکل اوٹ پٹانگ اس کا ذہن تھا۔ اس نے بانگ درا کے مقابلہ میں ''بانگ دہل'' لکھی۔ جس کو پڑھ کر آدمی سارا دن ہنستا رہتا ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے......

ے اگر ہو تم کو کچھ قبض کی شکایت تو کھالو مولیاں مٹر امام دینا
جنت کی سیٹیں تو پُر ہو چکی ہیں جہنم میں بے خوف وڑ امام دینا

ے حکومت سے کہہ دو جہازوں کو روکے
یہ راتوں کو میرا تراہ نکالتے ہیں

یہ بانگ درا کا مقابلہ ہو رہا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ، کیا مقابلہ ہے۔ تو قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت جیسی سورت بھی آج تک کوئی نہیں لا سکا اور نہ قیامت تک لا سکے گا اور یہ وہ کتاب ہے جو حقیقت کو کھول کر رکھ دیتی ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ شاید آپ اپنی جان کو ضائع کر دیں اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ اس بات سے کہ یہ ایمان نہیں لاتے۔ آپ ﷺ لوگوں کے ایمان کے بارے میں بہت حریص تھے۔ یہ صفت آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے۔ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ ''وہ تم پر حریص ہیں۔'' آپ ﷺ دنیا کے حریص نہیں تھے بلکہ اس بات کی حرص تھی کہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایمان لے آئیں، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ہدایت نصیب ہو۔ آپ ﷺ لوگوں کو قرآن سناتے، تبلیغ کرتے اور

ان سے کچھ لیتے بھی نہیں تھے۔ فرمایا وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ [شعراء: ۱۰۹] ''اور میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں ہے میری مزدوری مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے۔'' اب ظاہر بات ہے کہ ایک آدمی لوگوں کے فائدے کی بات کرے اور کرے بھی انہی کی زبان میں اور کرے بھی مفت اور ان کے گھروں میں جا جا کر سمجھائے، ان کے محلوں میں سمجھائے، بازاروں میں سمجھائے اور وہ سمجھنے کی بجائے مجنوں اور شاعر کہیں، ساحر اور کاہن کہیں اور جوان کے منہ میں آئے کہیں تو دکھ تو ہوتا ہے، طبعی طور پر کوفت تو ہوتی ہے۔

مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کے پروگرام کی تکذیب کرتے تھے :

آپ ﷺ کی ذات کو تو وہ نہیں جھٹلاتے تھے بلکہ آپ ﷺ کے پروگرام کو جھٹلاتے تھے۔ ایک موقع پر ابوجہل نے بازار میں آپ ﷺ کا بازو پکڑ لیا اور کہا کہ یا محمد (ﷺ) لَا نُکَذِّبُکَ وَلٰکِنْ نُکَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِہٖ ''ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے لیکن ہم اس چیز کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔'' یہ جو آپ ﷺ کہتے ہیں لا الٰہ الا اللہ یہ ہمیں قابل قبول نہیں ہے۔ تو ان باتوں سے آپ ﷺ کو دکھ ہوتا تھا اور آپ ﷺ مغموم رہتے تھے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ غمگین آدمی جلد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اس کے قُویٰ جلد جواب دے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ آخری دور میں نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے فرض نہیں، کمزوری کی وجہ سے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی عمر مبارک کوئی زیادہ نہیں تھی۔ کل عمر ترسٹھ سال تھی۔ بعض صحابہ ؓ نے کہا حضرت اِشِبْتَ ''آپ وقت سے پہلے بوڑھے ہو گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدٌ وَاَخَوَاتُھَا 'مجھے بوڑھا کر دیا سورۃ ہود اور اس جیسی سورتوں نے۔'' سورت ہود میں اللہ تعالیٰ نے مجرم قوموں پر عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔

نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم اور بے شمار پیغمبروں کی قوموں کی تباہی کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى ''اور اسی طرح ہے تیرے رب کی پکڑ جس وقت کہ وہ پکڑتا ہے بستیوں کو۔'' تو ان الفاظ سے آپ ﷺ پریشان ہوئے کہ کہیں میری امت نہ پکڑی جائے۔ تو غم کی وجہ سے انسان کا بدن کمزور ہو جاتا ہے، اعضاء جواب دے جاتے ہیں۔

تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ ایران کے ایک بادشاہ کا جسم روز بروز موٹا ہوتا جا رہا تھا بڑے ڈاکٹروں، حکیموں نے علاج کیا مگر کوئی فرق نہ پڑا۔ جوں جوں اس کا علاج کرتے وہ اور موٹا ہوتا جاتا۔ کھانا بھی کم کیا مگر موٹاپے میں کمی نہ آئی۔ ایک پرانا بوڑھا حکیم تلاش کیا اس نے کہا کہ میں علاج کروں گا ذرا ستارہ دیکھ لوں کہ شفا ہو گی بھی یا نہیں۔ یہ حکیم نجومی بھی تھا۔ چنانچہ حساب کا ڈرامہ رچا کر اس نے کہا کہ یہ چالیس دن کے بعد مر جائے گا۔ اگر یہ نہ مرے تو مجھے پھانسی پر لٹکا دینا۔ چالیس دن پورے ہو گئے اور وہ کھاتے پیتے بھی کمزور ہو گیا، جسم دبلا پتلا ہو گیا مگر مرا نہ۔ بادشاہ نے حکیم کو بلا کر پوچھا کہ تم تو کہتے تھے کہ میں مر جاؤں گا میں تو نہیں مرا؟ حکیم نے کہا کہ بادشاہ سلامت! یہ تو میں نے علاج کیا ہے۔

تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید آپ اپنی جان ضائع کر دیں کہ یہ ایمان نہیں لاتے ان کے ایمان نہ لانے پر آپ پریشان نہ ہوں اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر آسمان سے کوئی نشانی فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ پس ہو جائیں ان کی گردنیں اس نشانی کے سامنے جھکنے والیاں۔ ہم ان کو مجبور کر دیں جیسے بنی اسرائیل پر طور پہاڑ کو اٹھایا تھا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ

بِقُوَّۃٍ [بقرہ:۶۳] ''اور اٹھایا ہم نے تم پر طور کو کہ پکڑو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی کے ساتھ۔'' تو رب تعالیٰ ایسی نشانیاں بھی نازل کر سکتا ہے۔ فرمایا وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ ذِکْرٍ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت مِّنَ الرَّحْمٰنِ رحمان کی طرف سے مُحْدَثٍ تازہ۔ جو چیز رب تعالیٰ کی طرف سے تازہ بہ تازہ آتی ہے اِلَّا کَانُوْا عَنْہُ مُعْرِضِیْنَ مگر یہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ جو رب تعالیٰ کی طرف سے آیات نازل ہوتی ہیں، نصیحتیں اترتی ہیں یہ نہیں مانتے فَقَدْ کَذَّبُوْا پس تحقیق یہ جھٹلا چکے ہیں فَسَیَاْتِیْھِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ پس عنقریب آئے گی ان کے پاس حقیقت اس چیز کی جس کے ساتھ یہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ آج تو یہ عذاب کے ساتھ مسخرہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ [اعراف:۷۰] ''لے آ ہمارے پاس وہ عذاب جس سے ہمیں ڈراتا ہے۔'' کبھی کہتے مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ ''کب ہوگا یہ وعدہ؟'' فرمایا جب آئے گا حقیقت کھل جائے گی اور اس وقت پتا چل جائے گا توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے، سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے، سنت کیا ہے بدعت کیا ہے؟ اگر رب تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنا ہو تو اس کی صنعت کو دیکھو سمجھ آجائے گی۔ فرمایا اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ کیا انہوں نے نہیں دیکھا زمین کی طرف کَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ کتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر قسم کی سبزیاں جوڑا جوڑا عمدہ۔ درختوں کی شکلوں کو دیکھو، ان کے پھلوں کو دیکھو، کتنے قسم قسم کے پھل ہیں۔ کوئی درخت بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے ان میں نر بھی ہیں مادہ بھی ہیں۔ خربوز کئی قسم کا، تربوز کئی قسم کا، آم کئی قسم کا، سیب کئی قسم کا، گندم، جو، چنے، کئی قسم کے، کئی چیزیں میٹھی ہیں کئی چیزیں کڑوی ہیں۔ آم میٹھا ہے تُمّہ کڑوا ہے۔ اگر کوئی خدا کی قدرت کو سمجھنا چاہے تو کوئی مشکل بات نہیں ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بے شک اس میں رب کی

قدرت کی نشانیاں ہیں وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اورنہیں ہیں اکثر ان کے ایمان لانے والے۔اس وقت تقریباً پانچ ارب انسان دنیا میں موجود ہیں ان میں پانچواں حصہ مسلمانوں کا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں۔ پھر ان میں صحیح معنیٰ میں مسلمان بہت تھوڑے ہیں ساری دنیا کفر کے ساتھ بھری پڑی ہے وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ بے شک آپ کا رب غالب ہے مہربان ہے۔غالب ہے چاہے تو ایک منٹ میں سب کو تباہ کر دے مگر مہربان ہے تمہیں موقع دیتا ہے توبہ استغفار کا۔

وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ

مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ لَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۲﴾

وَاِذْ نَادٰی اور جب پکارا رَبُّکَ آپ کے رب نے مُوْسٰی موسیٰ علیہ السلام کو اَنْ یہ کہ اِئْتِ آپ آئیں اَلْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ظالم قوم کے پاس قَوْمَ فِرْعَوْنَ جو فرعون کی قوم ہے اَلَا یَتَّقُوْنَ وہ کیوں نہیں بچتے کفر شرک سے قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اِنِّیْۤ اَخَافُ بے شک میں خوف کرتا ہوں اَنْ اس بات کا یُّکَذِّبُوْنِ کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ اور میرا سینہ تنگ ہوگا وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ اور نہیں چلتی میری زبان

روانی کے ساتھ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ پس آپ نبوت کا پیغام بھیجیں ہارون کی طرف بھی (علیہ السلام) وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ اور ان لوگوں کا میرے ذمے ایک گناہ ہے فَاَخَافُ پس میں خوف کرتا ہوں اَنْ یَّقْتُلُوْنِ یہ کہ مجھے قتل کر دیں گے قَالَ فرمایا پروردگار نے كَلَّا ہرگز نہیں فَاذْهَبَا پس جاؤ تم دونوں بِاٰیٰتِنَآ ہماری نشانیاں لے کر اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ بے شک ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ پس جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس فَقُوْلَآ پس دونوں اس سے کہو اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بے شک ہم رب العالمین کے رسول ہیں اَنْ اَرْسِلْ یہ کہ بھیج دے مَعَنَا ہمارے ساتھ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل کو قَالَ فرعون نے کہا اَلَمْ نُرَبِّكَ کیا ہم نے تجھ کو پالا نہیں فِیْنَا اپنے اندر وَلِیْدًا جبکہ آپ بچے تھے وَّلَبِثْتَ فِیْنَا اور آپ ٹھہرے ہمارے اندر مِنْ عُمُرِكَ اپنی عمر سے سِنِیْنَ کئی سال وَفَعَلْتَ اور کیا تم نے فَعْلَتَكَ اپنا کام الَّتِیْ فَعَلْتَ جو تم نے کیا وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ اور آپ ناشکری کرنے والوں میں سے ہیں قَالَ فرمایا فَعَلْتُهَآ اِذًا کیا میں نے وہ کام اس وقت وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ اور میں خطا کاروں میں سے تھا فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ پس میں بھاگ گیا تم سے لَمَّا خِفْتُكُمْ جب میں نے تم سے خوف کیا فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ پس مجھے عطا کیا میرے رب نے حُكْمًا حکم وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور بنایا مجھے پیغمبروں میں سے وَتِلْكَ نِعْمَةٌ اور یہ احسان ہے تَمُنُّهَا عَلَیَّ جو تو نے احسان جتلایا

ہے مجھ پر اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ کہ تم نے غلام بنا رکھا ہے بنی اسرائیل کو۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات سنا کر ایک تو آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ یہ آج اگر آپ ﷺ کو جھٹلا رہے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے آپ سے پہلے پیغمبروں کو بھی انہوں نے جھٹلایا ہے۔ پھر ان کا انجام یہ ہے کہ جھٹلانے والے ناکام ہوئے اور انبیائے کرام اور ان کے متبعین کامیاب ہوئے اور ساتھ ساتھ جھٹلانے والوں کو بھی سمجھایا گیا ہے کہ جیسے ان لوگوں پر عذاب آیا جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تم پر بھی آ سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ پہلے اس لیے بیان فرمایا کہ سرزمین عرب پر آبادی کے لحاظ سے مشرکوں کے بعد یہود کا نمبر تھا اور یہ مشرکین ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے ان سے سودا سلف خریدتے تھے ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سن لو! وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰٓی اور جب پکارا آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یہ کہ آپ جائیں ظالم قوم کے پاس۔ اس مقام پر اجمال ہے اور دوسرے مقام پر تفصیل ہے۔ وہ تفصیل اس طرح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دس سال مدین میں رہے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس اور ان کی بڑی صاحبزادی حضرت صفورا کے ساتھ نکاح ہوا۔ مدین سے مصر کا سفر تقریباً آٹھ دس دن کا تھا۔ دس سال کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت مانگی کہ میں اب اپنے آبائی گھر مصر جانا چاہتا ہوں اہل و عیال کے ساتھ کہ مجھ سے اتفاقاً ایک آدمی مر گیا تھا جا کر حالات کا جائزہ لیتا ہوں کہ وہ بات ان کے ذہنوں سے نکل گئی ہے یا نہیں۔ اگر ان کے ذہنوں سے نکل گئی ہے تو خیر ہے اور اگر ان کے ذہنوں میں ہے اور وہ

میری تلاش میں ہیں تو پھر میں واپس آ جاؤں گا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی اہلیہ نے اجازت دی کہ ٹھیک ہے چلے جاؤ کہ وہاں آپ کے والدین ہیں، بہن بھائی ہیں ان کا بھی حق ہے۔ سفر شروع ہوا پیدل سفر تھا رات کی تاریکی تھی راستہ بھول گئے۔ موسم بھی سردی کا تھا۔ وادی طویٰ کے مقام پر جب پہنچے تو اہل خانہ سے کہا اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا [طٰہٰ: ۱۰] ''تم ذرا یہاں ٹھہرو مجھے آگ نظر آرہی ہے'' میں وہاں جا کر راستہ بھی پوچھتا ہوں اور آگ بھی لاتا ہوں تا کہ تم سیکو۔ وہاں جب پہنچے تو وہ حقیقی آگ تو نہیں تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلیات تھیں۔ وہاں رب تعالیٰ نے پکارا، آواز دی۔ اس کا ذکر ہے وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰی اور جب آواز دی آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یہ کہ آپ جائیں ظالم قوم کے پاس اور ان کی اصلاح کریں۔ وہ ظالم قوم کون ہے؟ قَوْمَ فِرْعَوْنَ فرعون کی قوم۔ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسے ہمارے ملک کے سربراہ کو صدر کہتے ہیں نام جو بھی ہو صدر پاکستان کہتے ہیں۔ تو صدر اور فرعون کا مفہوم ایک ہی ہے۔ نام الگ الگ ہوتے تھے موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا۔ یہ بڑا ہوشیار چالاک آدمی تھا جیسے آج کل کے لیڈر ہیں اسی طرح کا آدمی تھا۔ تو قومِ فرعون کے پاس جائیں اور ان سے کہیں اَلَا یَتَّقُوْنَ کیا وہ بچتے نہیں ہیں کفر شرک سے، رب تعالیٰ کی نافرمانی سے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے یہ پیغام دیا تو قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا رَبِّ اے میرے رب اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ بے شک میں خوف کرتا ہوں اس بات کا کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ اور میرا سینہ تنگ ہوگا وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ اور میری زبان بھی روانی کے ساتھ نہیں چلتی فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ پس آپ بھیجیں نبوت کا پیغام ہارون کی طرف۔ میرے

بھائی ہارون کو بھی رسول بنائیں تاکہ وہ میرا معین و مددگار ہو۔ سولہویں پارے میں پڑھ چکے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کو صندوق میں رکھ کر بحر قلزم میں ڈال دیا اور وہ بہتا ہوا فرعون کے باغ میں جو تالاب تھا وہاں پہنچا تو باغ کے مالی یا فوجی نے اٹھا کر آسیہ بنت مزاحم" کے حوالے کر دیا جو بڑی نیک خاتون تھی۔ فرعون نے کہا کہ اس بچے کو قتل کر دیں یہ وہی خطرناک بچہ ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے میں نے بارہ ہزار بچے قتل کرائے ہیں۔ بیوی اڑ گئی کہ اس کو قتل نہیں کرنا عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا [سورۃ القصص] ''اس کو قتل نہ کرو ہو سکتا ہے اس سے ہمیں فائدہ ہو یا اس کو ہم اپنا بیٹا بنا لیں۔'' فرعون نے کہا کہ تجھے کوئی فائدہ معلوم ہوتا ہوگا مجھے تو کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' آسیہ" کی نیت اچھی تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان جیسا فائدہ پہنچایا اور آخرت بن گئی۔ فرعون بدنیت تھا اس کو کچھ نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے ماں کی طرف لوٹا کر دودھ کا انتظام بھی کر دیا۔ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو اٹھاتا تو وہ عجیب عجیب حرکتیں کرتے۔ کبھی اس کی ناک میں انگلیاں ڈال دیتے، کبھی آنکھوں میں، کبھی منہ پر تھپڑ مار دیتے۔ فرعون نے کہا کہ یہ بچہ خطرناک ہے آسیہ" بنت مزاحم" نے کہا کہ نہیں بچے ایسی ویسی حرکتیں کرتے ہیں ناسمجھ بچہ ہے اس کو کیا پتا؟ فرعون نے کہا کہ اتنا تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ بچہ ہے مگر وہ بچے اور ہوتے ہیں یہ بچہ اس طرح کا نہیں ہے۔ کہنے لگے امتحان لیتے ہیں۔ ایک پلیٹ میں ہیرا رکھ دیا اور دوسری طرف جلتا ہوا انگارا رکھ دیا کہ دیکھو یہ ہیرا اٹھاتا ہے یا انگارا۔ چھوٹے بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو چیز ہاتھ لگے منہ میں ڈال لیتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے جلتا ہوا انگارا اٹھایا اور زبان پر رکھ دیا جس سے زبان متاثر ہوگئی۔ بعض دفعہ بولتے ہوئے الفاظ کی ادائیگی صحیح نہیں ہوتی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام اس کا حوالہ دے رہے

ہیں کہ میری زبان روانی کے ساتھ نہیں چلتی ہارون کو بھی نبی بنا دیں۔ اور دوسری بات یہ ہے وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ اوران کا میرے ذمے ایک گناہ ہے فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ پس میں خوف کرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کا ذکر آگے سورۃ القصص میں آئے گا کہ دو آدمی لڑ رہے تھے ایک فرعون کے باورچی خانے کا انچارج تھا قاب اس کا نام تھا۔ دوسرا ایک مزدور تھا جس پر وہ ظلم کر رہا تھا۔ مزدور نے اپنی امداد کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو بلایا۔ انہوں نے اس انچارج افسر کو سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا تو اس کو مکا مار دیا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کا مکا برداشت نہ کر سکا اور ڈھیر ہو گیا، مر گیا۔ اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام وہاں سے مدین چلے گئے۔ اس کا حوالہ دے رہے ہیں کہ ان لوگوں کا میرے ذمے ایک گناہ ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس گناہ کے بدلے مجھے قتل نہ کر دیں قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا كَلَّا ہرگز نہیں قتل کر سکتے فَاذْهَبَا پس تم دونوں بھائی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جاؤ بِاٰيٰتِنَآ میری نشانیاں لے کر اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ بے شک ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہماری مدد اور نصرت تمہارے ساتھ ہے اور سننے والے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ پس تم دونوں جاؤ فرعون کے پاس فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پس دونوں جا کر کہو ہم رب العالمین کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ اس جملے میں دو بنیادی چیزوں کا ذکر ہو گیا۔ رب العلمین میں رب تعالیٰ کی توحید آ گئی اور رسول کے لفظ میں رسالت آ گئی اور سولہویں پارے میں قیامت کا بھی ذکر ہے۔ تو پہلی آیت میں موسیٰ علیہ السلام نے توحید بھی پیش کی اور رسالت کا مسئلہ بھی بیان فرمایا اور قیامت کا بھی فرمایا اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو، ان کو آزاد کر دے۔

واقعہ اس طرح ہوا کہ یوسف علیہ السلام پہلے کچھ عرصہ مصر کے وزیر خزانہ رہے۔ اس وقت جو فرعون تھا اس کا نام تھاریان بن ولید۔ بڑا نیک دل اور صحیح الفطرت انسان تھا اس کے صحیح الفطرت ہونے کا اندازہ یہاں سے لگاؤ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے سامنے حق کی بات پیش کی تو اس نے بغیر کسی قیل وقال کے فوراً اس کو قبول کر لیا۔ پھر حق کو قبول کرنے کے بعد تاج شاہی اتار کر یوسف علیہ السلام کے سر پر رکھ دیا۔ شاہی قلم جس کے ساتھ دستخط کرتا تھا اور مہر وغیرہ سب کچھ یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیئے اور کہا کہ آج کے بعد آپ ملک مصر کے بادشاہ ہیں میں نہیں ہوں۔ آج کسی چپڑاسی کو کہو کہ عہدہ چھوڑ دے، چھوڑے گا نہیں اور آج ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی تمہارے سامنے ہے خدا کی پناہ! ایسا کسی ملک میں نہیں ہو رہا۔ حالانکہ یہ ملک اسلام کے نام پر لیا گیا ہے اور حال یہ ہے کہ لوٹ مار، بددیانتی اور ناانصافی سے کوئی محکمہ خالی نہیں ہے۔ قتل، اغوا، زنا کے واقعات سے اخبارات بھرے ہوئے ہیں۔ اسلم بیگ بڑا اچھا آدمی ہے مگر اس کے متعلق بھی اخبارات میں آیا ہے کہ وہ بھی بنک کے سلسلے میں سولہ کروڑ میں آلودہ ہے۔ بچا ہوا کوئی بھی نہیں ہے اوپر سے لے کر نیچے تک سب کا ایک ہی حال ہے۔ تو خیر ریان بن ولید بڑا نیک دل بادشاہ تھا بادشاہی یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دی اور کہا کہ میرا تعاون تمہارے ساتھ رہے گا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہ تم ہو۔ حق کو آپ نے قبول کر لیا ہے میرا کلمہ پڑھ لیا ہے۔ کہنے لگا حضرت! ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ میں کلمہ تمہارا پڑھوں اور بادشاہ رہوں یہ نہیں ہو سکتا۔ حکومت دے دی۔ اس میں نہ کوئی جھگڑا ہوا نہ احتجاج ہوا اس وقت یوسف علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو مصر بلا لیا تھا اور سب وہاں آ کر آباد ہو گئے اور وہاں ان کی نسل خوب پھیلی۔ لیکن بعد کے جو فرعون تھے انہوں نے ان کو اپنا بیگاری بنا لیا

ان سے بیگار لیتے تھے۔اول تو پیسے نہیں دیتے تھے اور دیتے تو برائے نام۔چونکہ پیغمبروں کی اولاد میں سے تھے ان میں اچھے بھی تھے برے بھی تھے۔اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ ان کو آزادی ملے تو موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ اے فرعون! بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج ،ان کو آزادی دے۔ میں نے ان کو اپنے آبائی علاقہ ارض مقدس لے جانا ہے جہاں سے یہ آئے تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ مظلوموں کو آزادی دلانا بھی دین کا حصہ ہے بشرطیکہ صحیح ہو۔

قَالَ کہا فرعون نے اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہم نے آپ کو پالا نہیں اپنے اندر جبکہ آپ بچے تھے وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ اور آپ ٹھہرے ہمارے اندر اپنی عمر سے کئی سال۔تیس سال آپ ہمارے ہاں کھاتے پیتے رہے ہو ہم نے تمہاری پرورش کی ہے آج ہمیں کافر مشرک بنانے آگئے ہو اور آپ یہ بات بھول گئے ہو ہمیں یاد ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ اور آپ نے کی وہ کاروائی جو آپ نے کی کہ بندہ مار کر بھاگ گئے۔آج الٹا ہمیں نصیحت کرنے آگئے ہو وَاَنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ اور آپ بڑے ناشکرے ہیں۔تمہارا تو فریضہ تھا کہ تم ہماری خدمت کرتے ہمارا شکریہ ادا کرتے کہ میں تمہارا بڑا مشکور ہوں کہ تیس سال تم نے مجھے کھلایا پلایا خدمت کی مجھ سے اتفاقاً بندہ مر گیا تھا مجھے معاف کر دو، بادشاہ ہو رحم کی اپیل کرنے آیا ہوں، تجھے تو یہ کہنا چاہیے تھا۔الٹا آپ ہمیں نصیحت کرنے آگئے ہیں یہ سب کچھ بھول گئے ہو قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فَعَلْتُهَآ اِذًا کی میں نے وہ کاروائی اس وقت وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ اور میں خطا کاروں میں سے تھا۔میں نے ارادۂ قتل سے نہیں مارا تھا۔مکا کوئی آلۂ قتل تھوڑا ہی ہے۔مکّے سے عادتاً آدمی نہیں مرتے۔محمد علی کلے کی ساری کمائی ہی مکّے بازی کی ہے مکّے

مار مار کر اور دھکے کھا کھا کر اس نے دولت اکٹھی کی ہے۔ اگر مکوں سے آدمی مرتے تو وہ کتنوں کا قاتل ہوتا اور خود بھی مر چکا ہوتا۔ میں اپنی خطا مانتا ہوں اور میرے رب نے وہ میری خطا معاف کر دی ہے۔ اس کا ذکر آگے سورۃ القصص میں آئے گا۔ کیونکہ عمد اور خطا کا بڑا فرق ہے۔ یہ نیت پر مبنی ہے۔

عمد اور خطا میں فرق :

اس کو آپ اس طرح سمجھیں کہ ایک آدمی قرآن کریم اٹھانے لگا صحیح پکڑ نہیں سکا نیچے گر گیا یہ خطا ہے۔ اس پر مسلمان کتنا پریشان ہوتا ہے، استغفار کرتا ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ جان بوجھ کر ارادتاً نیچے گرا دے تو یہ قرآن کی توہین ہے اور کفر ہے ایسا کرنے والا کافر ہے۔ دیکھو! کھیالی گوجرانوالہ میں اس قسم کا ایک واقعہ پیش آیا ہے۔ اس کی پوری حقیقت تو مجھے معلوم نہیں ہے اخبارات میں ہی پڑھا ہے بظاہر بڑا ظلم ہے کہ حافظ قرآن نے قرآن کی توہین کی ہے۔ لیکن لگتا یوں ہے کہ حافظ قرآن کی کسی کے ساتھ ناچاقی ہوگی اور اس نے اس طرح بدلہ لیا ہے۔ دنیا میں عداوتیں بھی ہوتی ہیں کیونکہ حافظ قرآن کا قرآن کی بے حرمتی کرنا بظاہر سمجھ میں نہیں آتا۔ کوئی نشئی (نشہ باز) ہوتا، بے دین ہوتا اس کے بارے میں مانا جا سکتا تھا لیکن دین دار گھرانہ ہو باپ بڑا نیک ہو اور خود حافظ قرآن ہو اور قرآن کی توہین کرے یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے۔ اور جن ظالموں نے انتقام لینا تھا لے لیا۔ مسلمان چاہے کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ دو چیزوں کے بارے میں بڑا احساس ہے۔ قرآن پاک کے احترام میں اور آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بارے میں۔ دیکھو! منظور مسیح نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں دیوار پر توہین آمیز کلمات لکھے تو اس دیہات کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے کیفر کردار تک پہنچا کر چھوڑا۔

تو فرمایا کہ میں نے ارادہ تو قتل کا نہیں کیا تھا خطا ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ جب تم نے میرے قتل کے منصوبے بنانے شروع کیے جن کی اطلاع مجھے میرے ایک خیر خواہ نے دی فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ پس میں تم سے بھاگ گیا لَمَّا خِفْتُكُمْ جب کہ میں نے تمہاری طرف سے خوف محسوس کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مہربانی فرمائی فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا پس مجھے عطا کیا میرے رب نے حکم وَّ جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ اور بنایا مجھے رسولوں میں سے یعنی میرے سر پر تاج نبوت رکھا۔ اب میں رسول بن کر تمہارے پاس آیا ہوں تم نے میری پرورش کا مجھ پر احسان جتلایا ہے وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اور یہ ایک احسان ہے جو تو نے احسان جتلایا ہے مجھ پر مگر حقیقت یہ ہے کہ میری پرورش بھی تیرے ہاں تیرے ظلم کی ہی وجہ سے ہوئی ہے تم نے بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے، ان کے بچوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کروا دیتا تھا تیرے ظلم کے ڈر سے ہی میری والدہ نے مجھے صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا اللہ تعالیٰ کو اسی طرح منظور تھا کہ وہ صندوق تمہارے محل میں پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے قتل سے بچا لیا۔ اس نے مجھے زندہ رکھنا تھا اور بڑا کام لینا تھا۔ تو اگر میں تمہارے گھر میں پلا ہوں تو تمہارے ظلم کے نتیجے میں پلا ہوں میرے اور بہن بھائی نہیں تھے وہ اپنے گھر میں نہیں ہیں؟ تو یہ تمہارا مجھ پر کوئی احسان نہیں ہے۔ کیا یہی تمہارا احسان ہے أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ کہ تو نے ساری قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ ایک فرد کی پرورش کر کے لاکھوں افراد کو غلام بنانا اور ان سے مشقت لینا کہاں کا انصاف ہے؟ خواہ مخواہ یہ احسان جتلا رہے ہو۔ مزید واقعہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

❁❁❁

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾

قَالَ فِرْعَوْنُ کہا فرعون نے وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اور کیا حقیقت ہے رب العالمین کی قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے رَبُّ السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں کا رب ہے وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے اس کا رب ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ اگر ہو تم یقین کرنے والے قَالَ کہا فرعون نے لِمَنْ ان لوگوں کو حَوْلَهٗ جو اس کے اردگرد تھے

اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ کیا تم سنتے نہیں قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے رَبُّکُمْ وہ تمہارا رب ہے وَ رَبُّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد کا رب ہے قَالَ کہا فرعون نے اِنَّ رَسُوْلَکُمُ بے شک تمہارا رسول الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے لَمَجْنُوْنٌ البتہ دیوانہ ہے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وہ رب ہے مشرق کا اور مغرب کا وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ اگر تم عقل رکھتے ہو قَالَ کہا فرعون نے لَئِنِ اتَّخَذْتَ البتہ اگر بنایا آپ نے اِلٰهًا غَیْرِیْ کسی کو الٰہ میرے سوا لَاَجْعَلَنَّکَ البتہ میں تجھے کردوں گا مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ قیدیوں میں سے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اَوَلَوْ جِئْتُکَ اگرچہ میں تیرے پاس لاؤں بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ایسی بات جو کھلی ہو قَالَ فرعون نے کہا فَاْتِ بِهٖٓ پس لاؤ تم اس کو اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے لوگوں میں سے فَاَلْقٰی عَصَاهُ پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ڈنڈا فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ پس وہ اچانک اژدھا بن گیا مُّبِیْنٌ کھلا وَّنَزَعَ یَدَهٗ اور نکالا اپنا ہاتھ فَاِذَا هِیَ پس اچانک وہ بَیْضَآءُ سفید تھا لِلنّٰظِرِیْنَ دیکھنے والوں کے لیے قَالَ کہا فرعون نے لِلْمَلَاِ اس جماعت کو حَوْلَهٗٓ جو اس کے اردگرد تھی اِنَّ هٰذَا بے شک یہ لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ البتہ جادوگر ہے بڑا جاننے والا یُّرِیْدُ ارادہ کرتا ہے اَنْ یُّخْرِجَکُمْ یہ کہ نکال دے تمہیں مِّنْ اَرْضِکُمْ تمہاری زمین سے بِسِحْرِهٖ اپنے جادو کے زور سے فَمَاذَا

تَاْمُرُوْنَ پس تم کیا حکم دیتے ہو، کیا مشورہ دیتے ہو قَالُوْٓا کہنے لگے وہ اَرْجِهْ مہلت دے اس کو وَاَخَاهُ اور اس کے بھائی کو وَابْعَثْ اور بھیج فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ شہروں میں اکٹھے کرنے والے یَاْتُوْكَ لائیں گے وہ تمہارے پاس بِكُلِّ سَحّٰارٍ ہر ایک بڑے جادوگر کو عَلِیْمٍ جو جاننے والا ہو گا فن کو فَجُمِعَ السَّحَرَةُ پس جمع کیے گئے جادوگر لِمِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ایک معلوم دن کے مقرر وقت کے اندر۔

کل کے درس میں تم نے یہ بات سنی کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر حکم دیا کہ فرعون کو جا کر تبلیغ کرو۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں فرعون کے دربار میں پہنچے۔ فرعون کا بہت بلند تخت تھا اور تخت کے اوپر کرسی تھی جس پر وہ تاج پہن کر بیٹھا تھا اور اس کے دائیں بائیں سامنے وزیر مشیر وغیرہ بڑا عملہ موجود تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہم رب العالمین کے رسول ہیں۔ فرعون نے اس جملے پر گرفت کرتے ہوئے قَالَ فِرْعَوْنُ کہا فرعون نے وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ عربی میں مَنْ کا لفظ ذوالعقول کے لیے بولا جاتا ہے مَنْ کا معنیٰ ہے کون؟ اور مَا کا معنیٰ ہے کیا چیز؟ معنیٰ ہو گا رب العالمین کیا چیز ہے، رب العالمین کیا شے ہے؟ قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رب العالمین وہ ہے جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ آسمانوں کی تربیت کرنے والا زمین کی تربیت کرنے والا وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے سب کا رب صرف وہی ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ اگر ہو تم یقین کرنے والے۔ قَالَ کہا فرعون نے لِمَنْ حَوْلَهٗ ان لوگوں کو جو اس کے ارد گرد تھے وزیر، مشیر اور دیگر عملہ اور کابینہ کے افراد اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ کیا تم سنتے

نہیں یہ کیا کہہ رہا ہے۔

اس کے متعلق تفسیروں میں دو باتیں منقول ہیں اور وہ خوب سمجھنے والی ہیں۔ایک یہ کہ فرعون نے کہا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی [سورۃ النازعات] ''تمہارا بڑا رب تو میں ہوں۔'' میری موجودگی میں یہ اور رب کہاں سے نکال لایا ہے تم سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ کہتا ہے اور بھی کوئی رب ہے۔اور آگے آ رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا کہ میرے سوا آپ نے کوئی اور الٰہ بنایا تو میں تجھے قید کر دوں گا۔ قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّکُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے آباؤ اجداد کا بھی رب ہے جو پہلے گزر چکے ہیں۔آسمانوں کا رب، زمینوں کا رب، فضا کا رب، تمہارا رب اور تم سے پہلوں کا رب ہے۔

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ حرف مَا عربی گرائمر کے لحاظ سے کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے آتا ہے۔مزید یہ بات بھی سمجھ لیں کہ ایک شے کی حقیقت ہوتی ہے ایک اس کی صفت ہوتی ہے۔مثلاً ایک شخص کا نام محمد عبداللہ ہے اور وہ حافظ بھی ہے، قاری بھی ہے، منشی بھی ہے، سخی بھی ہے، تو یہ اس کی صفات ہیں۔نام اس کا عبداللہ ہے۔تو مَا کے ساتھ حقیقت کے متعلق سوال ہوتا ہے۔فرعون نے کہا ما رب العالمین یہ بتلاؤ کہ رب العالمین کی حقیقت کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے رب کی حقیقت نہیں بتلائی صفات بیان فرمائیں، وہ آسمانوں کا پالنے والا ہے، زمینوں کا پالنے والا ہے، تمہارا پالنے والا ہے، تمہارے باپ دادوں کا پالنے والا ہے۔تو قَالَ کہا فرعون نے اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْنٌ بے شک تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے البتہ دیوانہ ہے نرا پاگل ہے۔میں سوال کرتا ہوں رب کی حقیقت کے بارے میں اور وہ جواب دیتا ہے

اس کی صفات کے بارے میں۔کوئی مطابقت نہیں ہے۔ بڑا گہرا منطقی تھا آخر بادشاہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی حقیقت کیوں نہیں بیان فرمائی؟ تو اسی مقام پر مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی حقیقت کو جانتا کون ہے؟ کوئی نہیں جانتا۔ رب تعالیٰ کو جانتے ہیں اس کی صفات کے ساتھ کہ وہ خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، حاضر ناظر ہے، عالم الغیب والشہادہ ہے، مختار کل ہے، زندہ کرنے والا ہے، مارنے والا ہے، شفا دینے والا ہے۔

ے دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں کہ تیری پہچان یہی ہے

تو رب کی حقیقت کو کون سمجھ سکتا ہے۔اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے حقیقت نہیں بیان فرمائی صفات بیان فرمائیں۔تو فرعون نے کہا کہ میں حقیقت پوچھتا ہوں یہ صفات بیان کرتا ہے رسول تمہارا دیوانہ ہے معاذ اللہ تعالیٰ،سوال جواب میں مطابقت نہیں سمجھتا۔موسیٰ علیہ السلام پھر بول پڑے قَالَ فرمایا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وہ رب ہے مشرق کا اور مغرب کا وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اگر تمہیں کوئی عقل وسمجھ ہے۔فرعون آخر بادشاہ تھا اقتدار کا ڈنڈا اس کے پاس تھا اور تھا بھی ظالم جابر قَالَ فرعون نے کہا لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِیْ اگر آپ نے بنایا الٰہ میرے علاوہ کسی اور کو لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ تو میں ضرور تجھے قیدیوں میں سے کردوں گا میرے سوا یہاں اور کوئی الٰہ نہیں ہے قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِيْنٍ کیا اگرچہ میں لاؤں تیرے ایسی بات جو کھلی ہو۔کھلی نشانی لاؤں،معجزہ دکھاؤں پھر بھی نہیں مانو گے قَالَ فرعون نے کہا فَاْتِ بِهٖ پس لاؤ تم اس کو جو چیز تم دکھلانا چاہتے ہو

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر ہیں آپ سچوں میں سے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے معجزے دکھانے لگے ہیں فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ پس ڈالی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پس اچانک وہ اژدہا بن گیا۔

یہاں تفسیروں میں اس موقع کا عجیب نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ فرعون اپنے بلند تخت پر بیٹھا ہوا تھا جو کہ موتیوں سے جوڑا ہوا تھا تاج شاہی اس کے سر پر تھا کابینہ کے تمام افراد موجود تھے بڑا وسیع ہال تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ اژدھا بن گیا اور اس نے فرعون کی طرف رخ کیا تو فرعون بدحواس ہو کر کرسی سے نیچے گر پڑا کرسی اس کے اوپر۔ تاج کہیں جا پڑا اور کابینہ کے افراد میں افراتفری پھیل گئی۔ چونکہ فرعون بڑا ظالم جابر تھا ہال سے باہر تو کوئی نہ نکلا کناروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے اور کانپ رہے تھے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اژدھا پر ہاتھ رکھا تو وہ لاٹھی بن گیا۔ دوسرا معجزہ اپنا ہاتھ مبارک گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ سورج کی روشنی کو بھی ماند کر رہا تھا۔ اب انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ فرعون مان لیتا، ایمان لے آتا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ کرشمہ دکھاؤ لیکن نہیں مانا کیونکہ اقتدار چھوڑنا، کرسی چھوڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ سورۃ نمل آیت نمبر ۱۴ میں ہے وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ''حالانکہ یقین کیا اس کے بارے میں ان کی جانوں نے۔'' فرعون، ہامان، قارون وغیرہ کے دل میں یقین تھا کہ واقعی یہ معجزے ہیں اور یہ پیغمبر ہے مگر نہیں مانے ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ''ظلم اور تکبر کی بنا پر۔'' بہت سے کافر دنیا میں ایسے ہیں جو حق کو سمجھتے ہیں مگر پھر بھی نہیں مانتے۔ قرآن پاک میں یہود کے متعلق آتا ہے کہ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ [بقرہ: ۱۴۶] ''حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔'' لیکن اس کے باوجود نہیں

مانتے۔

فرمایا وَنَزَعَ يَدَهُ اور نکالا اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ پس اچانک وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے لیے قَالَ کہا فرعون نے لِلْمَلَا اس جماعت کو حَوْلَهُ جو اس کے ارد گرد تھی۔ کابینہ کے افراد، وزیر، مشیر وغیرہ نے کیا کہا اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ بے شک یہ موسیٰ علیہ السلام البتہ جادوگر ہے جاننے والا ہے فن کا۔ دیکھتے ہیں کیا کرتا ہے يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ارادہ کرتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور کے ساتھ۔ یہ سارا دھندا اس کا اقتدار کے لیے ہے۔ سورت یونس آیت نمبر ۷۹ میں ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ''اور ہو جائے تم دونوں کے لیے بڑائی زمین میں۔'' تم ہمارے سے حکومت لینا چاہتے ہو۔

تو کہنے لگا کابینہ کو کہ یہ ہمارے سے اقتدار چھیننا چاہتا ہے فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ پس تم کیا حکم کرتے ہو، کیا مشورہ دیتے ہو قَالُوْٓا انہوں نے کہا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ مہلت دے اس کو اور اس کے بھائی کو ان کے ساتھ۔ ایک وقت مقرر کرو ہم مقابلہ کریں گے وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ اور بھیج دو شہروں میں جمع کرنے والوں کو يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ لائیں گے وہ آپ کے پاس ہر ایک بڑے جادوگر کو۔ موسیٰ علیہ السلام نے وقت مقرر کیا يَوْمُ الزِّيْنَةِ عید کا دن وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى [طٰہٰ:۹۵] ''اور یہ کہ لوگ چاشت کے وقت جمع ہوں'' تقریباً گیارہ بجے کیونکہ عید کے دن چھٹی ہوتی ہے اور گیارہ بجے کا وقت قریب و دور سب کے لیے موزوں وقت ہوتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو جائیں اور حقیقت کو دیکھ لیں۔ بہت بڑا، وسیع میدان تھا اس میں فرعون کا تخت

لگا کر اس پر کرسی رکھی گئی اس کے پیچھے اس کے وزیراعظم ہامان کی کرسی بچھائی گئی درجہ بہ درجہ سب کی کرسیاں رکھ دی گئیں۔ فوج پولیس بھی آگئی، عوام بھی آگئے، مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، مخلوق کتنی ہوگی اس کا اندازہ تم اس سے لگاؤ کہ بہتر ہزار تو صرف جادوگر تھے۔ دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور چند کمزور آدمی سادہ لباس میں، موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا مبارک تھا عوام بڑے سطحی ہوتے ہیں وہ مذاق اڑاتے تھے کہ ان چند ملنگوں نے بادشاہی کا مقابلہ کرنا ہے گانے والے گا رہے ہیں اور نعرے مارنے والے نعرے لگا رہے ہیں۔ فرعون کے غلبے کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم غالب آئیں گے۔

جب میدان سج گیا تو جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا تم نے پہل کرنی ہے یا ہم نے پہل کرنی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ''ڈالو تم جو کچھ ڈالنے والے ہو۔'' نکالو جو تم نے سانپ نکالنے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک نے ایک ایک لاٹھی اور ایک ایک رسی ڈالی۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار سانپ نظر آنے لگے۔ ایک سانپ نکل آئے تو لوگوں کے ہوش اڑ جاتے ہیں کوئی اِدھر کو بھاگ رہا ہے کوئی اُدھر کو بھاگ رہا ہے نعرے لگ رہے ہیں۔ جادوگر بھی خوش، فرعون بھی خوش کہ آج ہمارا غلبہ ہوگا۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ڈنڈا ڈالا۔ اس نے ان کو ایک ایک کر کے ایسے نگلا جیسے مرغی دانے چگ لیتی ہے۔ ایک سانپ بھی نہ رہا میدان صاف ہو گیا صرف موسیٰ علیہ السلام کا اژدھا نظر آ رہا تھا۔ جادوگر اپنے فن کے ماہر تھے وہ سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے حقیقت ہے۔ سر سجدے میں ڈال دیئے اور کہنے لگے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ''ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔'' انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ فرعون بھی مان لیتا کیونکہ اس کے وکیل

جادوگر مقدمہ ہار چکے تھے مگر اس نے دھمکیاں دینا شروع کر دیں کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا تمہیں سولی پر لٹکاؤں گا اور ستر (۷۰) کے قریب جادوگر اس نے سولی پر لٹکائے بھی۔ فرمایا فَجُمِعَ السَّحَرَةُ پس جمع کیے گئے جادوگر لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ایک معلوم دن کے مقرر وقت کے اندر۔ باقی کچھ حصہ کل کے سبق میں آئے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

وَّقِيۡلَ لِلنَّاسِ هَلۡ اَنۡتُمۡ مُّجۡتَمِعُوۡنَ ۙ‏﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنۡ كَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ‏ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوۡا لِفِرۡعَوۡنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ كُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِيۡنَ‏ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمۡ وَاِنَّكُمۡ اِذًا لَّمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ‏ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰۤى اَلۡقُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ‏ ﴿۴۳﴾ فَاَلۡقَوۡا حِبَالَهُمۡ وَعِصِيَّهُمۡ وَقَالُوۡا بِعِزَّةِ فِرۡعَوۡنَ اِنَّا لَـنَحۡنُ الۡغٰلِبُوۡنَ‏ ﴿۴۴﴾ فَاَلۡقٰى مُوۡسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلۡقَفُ مَا يَاۡفِكُوۡنَ ۖ ۚ‏ ﴿۴۵﴾ فَاُلۡقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيۡنَ ۙ‏ ﴿۴۶﴾ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ‏ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ‏ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَهٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَـكُمۡ‌ ۚ اِنَّهٗ لَـكَبِيۡرُكُمُ الَّذِىۡ عَلَّمَكُمُ السِّحۡرَ‌ ۚ فَلَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ‌ لَاُقَطِّعَنَّ اَيۡدِيَكُمۡ وَاَرۡجُلَـكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ‌ ۚ‏ ﴿۴۹﴾ قَالُوۡا لَا ضَيۡرَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنۡقَلِبُوۡنَ‌ ۚ‏ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطۡمَعُ اَنۡ يَّغۡفِرَ لَـنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنۡ كُنَّاۤ اَوَّلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؕ‏ ﴿۵۱﴾ ع ۱۸ ۷

وَقِيۡلَ لِلنَّاسِ اور کہا گیا لوگوں کو هَلۡ اَنۡتُمۡ مُّجۡتَمِعُوۡنَ کیا تم اکٹھے ہو گے لَعَلَّنَا تاکہ ہم نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ پیروی کریں جادوگروں کی اِنۡ كَانُوۡا اگر ہوں وہ هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ غلبہ پانے والے فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ پس جس وقت آئے جادوگر قَالُوۡا کہا انھوں نے لِفِرۡعَوۡنَ فرعون کو اَئِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا کیا بے شک ہمارے لیے کوئی معاوضہ بھی ہوگا اِنۡ كُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِيۡنَ اگر ہوئے ہم غلبہ پانے والے قَالَ کہا فرعون نے نَعَمۡ ہاں وَاِنَّكُمۡ اِذًا اور بے شک تم اس

وقت لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ مقرب لوگوں میں سے ہو گے قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى فرمایا
ان جادوگروں سے موسیٰ علیہ السلام نے اَلْقُوْا ڈالو تم مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ جو تم
ڈالنے والے ہو فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ پس ڈالی انہوں نے اپنی رسیاں وَعِصِيَّهُمْ
اور اپنی لاٹھیاں وَقَالُوْا اور انہوں نے کہا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ قسم ہے فرعون کے غلبے
کی اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ بے شک ہم غالب ہوں گے فَاَلْقٰى مُوْسٰى پس ڈالا
موسیٰ علیہ السلام نے عَصَاهُ اپنی لاٹھی کو فَاِذَا هِيَ پس اچانک وہ تَلْقَفُ نگلتی
تھی مَا اس چیز کو يَاْفِكُوْنَ جو انہوں نے بنایا تھا فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ پس ڈال
دیئے گئے جادوگر سٰجِدِيْنَ سجدہ کرنے والے قَالُوْآ کہنے لگے اٰمَنَّا بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ہم ایمان لائے رب العالمین پر رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ جو رب ہے
موسیٰ علیہ السلام کا اور ہارون علیہ السلام کا قَالَ کہا فرعون نے اٰمَنْتُمْ لَهٗ ایمان
لائے ہو تم اس پر قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ پہلے اس سے کہ میں تم کو اجازت دیتا اِنَّهٗ
بے شک یہ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ البتہ تمہارا بڑا ہے جس نے عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ
تمہیں جادو سکھایا ہے فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس البتہ عنقریب تم جان لو گے
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ البتہ میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھوں کو وَاَرْجُلَكُمْ اور
تمہارے پاؤں کو مِّنْ خِلَافٍ الٹے وَّلَاُ وصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ اور البتہ ضرور
سولی پر لٹکاؤں گا سب کو قَالُوْا کہا انہوں نے لَا ضَيْرَ کوئی ضرر نہیں اِنَّآ اِلٰى
رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں اِنَّا نَطْمَعُ بے

شک ہم طمع کرتے ہیں اَنْ اس بات کا یَّغۡفِرَ لَنَا رَبُّنَا بخش دے گا ہمیں ہمارا رب خَطٰیٰنَاۤ ہماری خطائیں اَنْ کُنَّاۤ اس لیے کہ ہم ہوئے اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ایمان لانے والوں میں سے پہلے۔

پہلے سے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا قصہ چلا آ رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت دے کر فرعون اور اس کی ظالم قوم کی طرف بھیجا اور دو معجزے عطا فرمائے۔ ایک لاٹھی کا اژدھا بن جانا اور اور پھر لاٹھی بن جانا اور دوسرا ہاتھ مبارک کا سورج کی طرح چمکنا۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں بھائی فرعون کے دربار میں پہنچے اور اس کو بتایا کہ ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس کو توحید و رسالت سے آگاہ کیا۔ اس پر فرعون نے دھمکی دی کہ اگر میرے سوا کسی اور کو الہ مانا تو میں تمہیں جیل میں ڈال دوں گا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں کھلی نشانی دکھاؤں پھر بھی تو ایسا کرے گا۔ تو فرعون نے کہا کہ نشانی دکھاؤ اگر تم سچے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ اژدھا بن گیا اور اس کا رخ فرعون کی طرف تھا فرعون بدحواس ہو کر کرسی سے نیچے گر پڑا۔ ہوش ٹھکانے آیا تو مشیروں سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے اپنی رائے دو۔ وزیروں مشیروں نے کہا کہ جادوگر اکٹھے کر کے اس کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کہنے لگے ہمارے ساتھ دن اور وقت مقرر کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عید کے دن چاشت کے وقت مقابلہ ہوگا۔ چنانچہ فرعون نے تمام شہروں میں چپڑاسی اور کارندے بھیج کر جادوگر اکٹھے کیے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے بہتر ہزار تک تعداد نقل کی ہے۔

جب دن اور وقت مقرر کر لیا گیا تو وَقِیْلَ لِلنَّاسِ اور کہا گیا لوگوں کو هَلْ اَنْتُمْ

مُّجْتَمِعُوْنَ کیا تم اکٹھے ہو گے عید والے دن چاشت کے وقت فلاں میدان میں لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ۔ سَحَرَةٌ سَاحِرٌ کی جمع ہے۔تا کہ ہم پیروی کریں جادوگروں کی اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ اگر ہوں وہ جادوگر غلبہ پانے والے یعنی اگر ہمارے جادوگروں نے ان کو شکست دے دی تو پھر ہم اپنے موجودہ طریقے پر قائم رہتے ہوئے انہی کی پیروی کرتے رہیں گے اور ہمیں اپنا دین تبدیل نہیں کرنا پڑے گا فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ پس جس وقت جادوگر آئے وقت مقرر پر تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ فرعون بڑا ظالم ہے پہلے اس سے اپنا خرچہ طے کرلو کہ ہم دور دراز سے خرچہ کر کے آئے ہیں کوئی پچاس میل سے کوئی سو میل سے کوئی دو سو میل سے کوئی تین سو میل سے یا اس سے کم وبیش۔کسی کے ساتھ دو ملازم ہیں کسی کے ساتھ تین ملازم ہیں کسی کے ساتھ دو سواریاں ہیں کسی کے ساتھ تین سواریاں ہیں ان کا کیا بنے گا؟ اس سے خرچہ منوالو کہ ہمیں خرچہ بھی ملے گا یا ویسے ہی ٹرخا دو گے۔چنانچہ جادوگروں کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ معاوضے کی بات کرو۔اس کا ذکر ہے قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ کہا انہوں نے فرعون کو اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا کیا بے شک ہمیں کوئی معاوضہ بھی ملے گا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ اگر ہو گئے ہم غلبہ پانے والے قَالَ فرعون نے کہا نَعَمْ ہاں! تمہیں باقاعدہ خرچہ بھی ملے گا اور اس کے علاوہ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ اور بے شک تم اس وقت جب تم غالب آ گئے مقرب لوگوں میں سے ہو گے۔ ہر حکومت اپنے وفادار لوگوں کو انعام کے ساتھ ساتھ القاب بھی دیتی ہے۔سر کا خطاب، ذیلدار صاحب ،فلاں صاحب ،فلاں صاحب۔تو تمہیں سرکاری طور پر القاب بھی ملیں گے۔ایک طرف بہتر ہزار جادوگر، لاکھوں کی تعداد میں تماشائی لوگ جمع ہیں اور دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھ تھوڑے سے آدمی ہیں۔لوگوں نے باتیں کیں

کہ یہ کیا مقابلہ کریں گے بادشاہ کا۔ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۶۵ میں ہے جادوگروں نے کہا اے موسیٰ! اِمَّا اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّا اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی یا تو آپ ڈالیں پہلے یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے۔ اس کا ذکر ہے قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ان جادوگروں کو اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ڈالو جو تم ڈالنا چاہتے ہو جو تم نے سانپ نکالنے ہیں نکالو فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ پس ڈالی انہوں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں۔ حِبَال حَبْل کی جمع ہے جس کا معنٰی رسی ہے اور عِصِیٌّ عصا کی جمع ہے جس کا معنٰی لاٹھی ہے انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں ہر ہر جادوگر نے دو دو سانپ نکالے اور یہ جادو کے ذریعے ہوسکتا ہے۔

جادو کے متعلق اہل سنت والجماعت کا نظریہ :

امام رازیؒ ہاروت ماروت کی تفسیر میں لکھتے ہیں تفسیر کبیر میں کہ اہل سنت والجماعت کا یہ نظریہ ہے کہ جادو کے ذریعے بندے کو گدھا اور گدھے کو بندہ بنایا جاسکتا ہے یعنی جادو کی بعض ایسی قسمیں بھی ہیں ان کا اتنا اثر ہے کہ بندے کو گدھا بنادیں یا گدھے کو بندہ بنادیں اور پھر یہ اہل سنت والجماعت کا مسلک بتاتے ہیں۔

تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں وَقَالُوْا اور کہا ان جادوگروں نے بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ یہ با قسم کی ہے۔ قسم ہے فرعون کے غلبہ کی البتہ ہم غالب ہونے والے ہیں۔ ہم نے اتنے سانپ نکال دیئے ہیں کون مقابلہ کرے گا اور کیا مقابلہ کرے گا فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاهُ پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ان کے سانپ نکالنے کے بعد لاٹھی جب ڈالی فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ پس وہ اچانک اژدھا بن گئی کھلا فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ پس اچانک وہ لاٹھی نگلنے لگ گئی جو کچھ انہوں

نے بنایا تھا۔ اِفک کا معنٰی ہوتا ہے جھوٹ۔ جو انہوں نے جھوٹ بنایا تھا سانگ رچایا تھا حق کے مقابلے میں، لاٹھی نے نگلنا شروع کر دیا اور سب کو نگل گئی۔ جس طرح مرغیوں کو دانے ڈالتے ہیں تو وہ جلدی جلدی چگ کر صاف کر دیتی ہیں۔ اس طرح ان کے سانپوں کو صاف کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ہاتھ رکھا تو وہ دوبارہ لاٹھی بن گئی۔ جادوگر جو اپنے فن کے ماہر تھے وہ سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے کیونکہ جادو میں اتنا اثر نہیں ہے کہ وہ آناً فاناً سب کو نگل جائے اور پھر دوبارہ لاٹھی بن جائے۔ لہٰذا سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ پس ڈال دیئے گئے جادوگر سجدے میں۔ تمام جادوگروں نے سجدے میں گر کر کہا قَالُوْٓا کہا انہوں نے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔ کون رب؟ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا رب۔ ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب جادوگر ایمان لے آئے تھے تو فرعون بھی ایمان لے آتا کیونکہ جادوگر اس کے وکیل تھے اور جب وکیل مقدمہ ہار جاتا ہے تو مؤکل بھی ہارا ہوا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وکیل ہارا ہے مؤکل تو نہیں ہارا۔ جب جادوگر ہار گئے تو فرعون بھی ہار گیا۔ جادوگر ایمان لے آئے انصاف کا تقاضا تھا کہ یہ ایمان لے آتا مگر اقتدار بڑی بُری چیز ہے اس کو چمٹا رہا اور قَالَ کہا فرعون نے جادوگروں کو اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ایمان لائے ہو تم اس پر پہلے اس سے کہ میں تمہیں اجازت دیتا۔ کس کی اجازت سے تم ایمان لائے ہو بلایا تمہیں میں نے ہے، مہمان تم میرے ہو، خرچہ تمہیں میں نے دینا ہے اور میری اجازت کے بغیر ایمان لے آئے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ بے شک موسیٰ علیہ السلام تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ معلوم ہوتا

ہے یہ تمہارا استاد ہے تم اس کے شاگرد ہو تم حکومت کو دھوکا دیتے ہو فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس البتہ عنقریب تم جان لوگے۔کیا جان لوگے؟ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ البتہ ضرور میں تمہارے ہاتھ کاٹوں گا اور تمہارے پاؤں کاٹوں گا مِنْ خِلَافٍ الٹے۔یعنی دایاں ہاتھ بایاں پاؤں اور مِنْ کو تعلیلیہ بناؤ تو پھر مطلب یہ ہوگا لِاَجْلِ خلافِکُمْ چونکہ تم نے میری مخالفت کی ہے اس لیے میں تمہارے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا۔ یہ دونوں تفسیریں بیان کی گئی ہیں۔ وَّلَاُ صَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ اور میں تم سب کو سولی پر لٹکاؤں گا۔

حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں اور معالم التنزیل وغیرہ میں بھی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اور عبید بن عمیرؒ جو بڑے بلند طبقے کے تابعین میں سے ہیں بھی فرماتے ہیں کہ فرعون نے اعلان کرنے کے بعد کہا کہ تم میں سے جو ماہر اور بڑے جادوگر ہیں وہ آگے آجائیں۔تو سب نے لائن لگا لی ایک بھی نہیں بھاگا۔سبعین رجلاً ستر جادوگر جو اب مومن ہو چکے تھے ان کو اس نے سولی پر لٹکا دیا، فرعون نے دیکھا کہ یہ تو پیچھے لائن لگی ہوئی ہے اور بھاگنے کا کوئی نام بھی نہیں لے رہا میں نے تو سوچا تھا کہ یہ ڈر کر بھاگ جائیں گے۔تاریخ بتلاتی ہے کہ ایک سے ایک آگے بڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ پھانسی میں میرا پہلا نمبر آئے۔تو بدنامی سے بچنے کے لیے باقیوں کو اس نے چھوڑ دیا۔ایمان کا بڑا جذبہ اور طاقت ہوتی ہے۔

صحابہ ﷡ کی قوت ایمانی اور رافضی نظریہ :

یہ تو ہمارے سامنے کی بات ہے۔ ۱۹۵۳ء میں جب ختم نبوت کی تحریک چلی تو لاہور میں جنرل اعظم نے دس ہزار نوجوانوں کو بھون ڈالا تھا وہ نوجوان چھاتی کھول کر

سامنے آتے تھے کہ مار دہمیں۔ دیکھو! یہ لوگ پہلے جادوگر تھے ایمان لائے ہیں ابھی تک انہوں نے نہ کوئی نماز پڑھی ہے اور نہ کوئی روزہ رکھا ہے یوں سمجھو کہ گیارہ بجے ایمان لائے اور ایک بجے سے پہلے پہلے سولی پر لٹکا دیئے گئے ان کی نماز کا وقت ہی کوئی نہیں تھا۔ بات ساری ایمانی قوت کی ہے۔ ایمان نہیں چھوڑا سولی پر لٹک گئے۔ یہ تو موسیٰ علیہ السلام کے امتی تھے اور آنحضرت ﷺ کے امتی تو تمام امتوں میں اعلیٰ اور افضل ہیں ان کا ایمان کتنا قوی اور مضبوط ہوگا۔ مگر رافضی کہتے ہیں آنحضرت ﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے......

؎ ہمہ مرتد گشتند الا سہ و چہار کس

تین چار کے علاوہ سب مرتد ہو گئے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت بہادر نکلی اور آنحضرت ﷺ کی امت بہت بزدل نکلی کہ تیئس (۲۳) سال آپ نے ان کو تعلیم دی مسجد میں، میدان میں، گلیوں میں، بازاروں میں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تین چار کے سوا سارے مرتد ہو گئے معاذ اللہ تعالیٰ، العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ پھر تو آپ ﷺ دنیا میں ناکام معلم رہے۔ ایسا کہنا نرا کفر ہے۔

آنحضرت ﷺ کے صحابہ کا ایمان اتنا پختہ تھا کہ وہ ہر طرح کی تکلیف جھیل گئے مگر ایمان نہیں چھوڑا، شہید ہو گئے، پکوڑے بنا دیئے گئے مگر ایمان نہیں چھوڑا۔ زاد المعاد وغیرہ میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مفصل موجود ہے اور اصل واقعہ بخاری شریف میں بھی موجود ہے ان کو جب سولی پر لٹکانے کے لیے حرم سے باہر لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا یہ اس وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہوئے تھے کہ اے خبیب بن عدی تو صرف اتنا کہہ دے آج میری جگہ محمد ﷺ کو لٹکایا جاتا تو میں تیری رہائی کا ذمہ دار ہوں۔ کرتا دھرتا بھی وہی تھا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں

میری جان ہے یہ لفظ تو بہت بڑے ہیں خدا کی قسم میں تو یہ بھی کہنے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ میری سولی کے بدلے میں آنحضرت ﷺ کے پاؤں میں کانٹا چبھے۔

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا

مجھے کوئی پروا نہیں ہے کہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاؤں

حالانکہ اکراہ کے موقع پر ایسے الفاظ کہنے کی شرعاً اجازت ہے۔ سورۃ النحل آیت نمبر ۱۰۶ میں ہے اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ ''مگر وہ شخص جو مجبور کیا گیا اور اس کا دل مطمئن تھا ایمان کے ساتھ۔'' لیکن ان کے ایمان نے یہ الفاظ کہنے کی اجازت نہیں دی۔ کتنا مضبوط ایمان ہے آنحضرت ﷺ کے فدائیوں کا۔ دنیا میں نظیر نہیں مل سکتی۔ تو فرعون نے کہا میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ضرور سولی پر لٹکاؤں گا قَالُوْا وہ کہنے لگے لَا ضَیْرَ کوئی ضرر نہیں اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں اِنَّا نَطْمَعُ بے شک ہم طمع کرتے ہیں اَنْ یَّغْفِرَلَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَآ یہ کہ معاف کردے ہمارا رب ہماری خطائیں اس لیے کہ اَنْ کُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ ہم ہوئے ایمان لانے والوں میں سے پہلے۔ اس مقام پر سب سے پہلے ہم ایمان لائے ہیں۔ چنانچہ جانیں دے دیں ایمان نہیں چھوڑا۔ ایمان کی بڑی قوت ہے مگر کوئی ایمان کو سمجھ لے تو، ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝۵۲ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝۵۳ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝۵۴ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝۵۵ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝۵۶ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۵۷ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝۵۸ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۝۵۹ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝۶۰ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝۶۱ قَالَ كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝۶۲ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝۶۳ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝۶۴ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۝۶۵ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝۶۶ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۶۷ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶۸

وَاَوْحَيْنَاۤ اور ہم نے وحی بھیجی اِلٰى مُوْسٰۤى موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنْ اَسْرِ کہ لے کر چلیں رات کو بِعِبَادِيْۤ میرے بندوں کو اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ بے شک تمہارا تعاقب کیا جائے گا فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ پس بھیجا فرعون نے فِي الْمَدَآئِنِ شہروں میں حٰشِرِيْنَ جمع کرنے والوں کو اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ بے شک یہ لَشِرْذِمَةٌ ایک گروہ ہے قَلِيْلُوْنَ تھوڑا سا وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ اور بے شک

یہ ہمیں بہت غصہ دلاتے ہیں وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ اور بے شک ہم البتہ سب مسلح اور بااختیار ہیں فَاَخْرَجْنٰھُمْ پس ہم نے نکالا ان کو مِّنْ جَنّٰتٍ باغوں سے وَّ عُیُوْنٍ اور چشموں سے وَّ کُنُوْزٍ اور خزانوں سے وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ اور عمدہ جگہوں سے کَذٰلِکَ یہ ایسے ہی ہوا وَاَوْرَثْنٰھَا اور ہم نے وارث بنایا ان چیزوں کا بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ بنی اسرائیل کو فَاَتْبَعُوْھُمْ مُّشْرِقِیْنَ پس وہ ان کے پیچھے لگے سورج چڑھتے ہوئے فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ پس جس وقت آمنے سامنے ہوئیں دونوں جماعتیں قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓی کہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ بے شک البتہ ہم پکڑے گئے قَالَ فرمایا کَلَّا ہرگز نہیں اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے سَیَھْدِیْنِ بہ تاکید وہ میری راہنمائی کرے گا فَاَوْحَیْنَآ پس ہم نے وحی بھیجی اِلٰی مُوْسٰٓی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ یہ کہ ماریں اپنی لاٹھی الْبَحْرَ سمندر پر فَانْفَلَقَ پس وہ پھٹ گیا فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ پس ہو گیا ہر ایک حصہ کَالطَّوْدِ جیسے پہاڑ الْعَظِیْمِ بڑا وَاَزْلَفْنَا اور ہم نے قریب کر دیا ثَمَّ اس مقام میں الْاٰخَرِیْنَ دوسروں کو وَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی اور ہم نے نجات دی موسیٰ علیہ السلام کو وَمَنْ مَّعَهٗ اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے اَجْمَعِیْنَ سب کو ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ پھر ہم نے غرق کیا دوسروں کو اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً بے شک اس میں البتہ نشانی ہے وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور ان میں سے اکثر ایمان لانے

والے نہیں ہیں وَاِنَّ رَبَّکَ اور بے شک آپ کا رب لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ البتہ وہی ہے غالب، مہربان ہے۔

پہلے سے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا قصہ چلا آ رہا ہے۔ فرعون موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں بہتر (۷۲) ہزار جادوگر لایا۔ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں ڈالیں وہ سانپ بن گئیں۔ انہوں نے خوشی میں بھنگڑے ڈالنے شروع کر دیئے اور کہا کہ ہم غالب آئیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی ڈالی اس نے اژدھا بن کر سب کو نگل لیا اور پھر لاٹھی کی لاٹھی۔ جو حقیقت شناس جادوگر تھے وہ سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے کہ ہم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لائے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ فرعون نے کہا کہ تم میری اجازت سے پہلے ایمان لائے ہو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہارا بڑا ہے تمہارا استاد ہے اندر سے تم ایک ہو حکومت کے خلاف سازش کرتے ہو۔

بنی اسرائیل کی ہجرت :

جب ان لوگوں پر اتمام حجت ہوگئی دلائل سے حق سمجھا دیا گیا تو پھر وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف، حکم بھیجا، پیغام بھیجا اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ کہ لے چلیں رات کو میرے بندوں کو۔ اِسْرا کا معنیٰ ہے رات کو لے جانا۔ میرے وہ بندے جو ایمان لا چکے ہیں ان کو رات کے وقت یہاں سے لے چلو ہجرت کر جاؤ۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے سب کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ہم نے یہاں سے چلے جانا ہے بنی اسرائیل کافی تعداد میں تھے جن میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان تھوڑے سے آدمی بھی گھر سے نکلیں تو شور ہوتا ہے یہ تو بہت بڑی تعداد تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

رات کو چلنا ہے اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ بے شک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ فرعون اور اس کی فوجیں تمہارا پیچھا کریں گی گھبرانا نہیں ہے۔ چنانچہ جس وقت فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا کہ یہ جا رہے ہیں ان کو پکڑنا ہے کیونکہ انہی کے خون پسینے سے تو اُن کا گزارا ہوتا تھا۔ کوئی کھیتی باڑی کرتا تھا، کوئی مالی تھا، کوئی دھوبی تھا، کوئی مزدور تھا اور مزدور کے بغیر کوئی ملک قائم نہیں رہ سکتا۔ سارے مزدور جا رہے ہیں کام کون کرے گا؟ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ پس بھیجا فرعون نے شہروں میں حٰشِرِیْنَ جمع کرنے والوں کو۔ مصر کے اردگرد بہت سی بستیاں تھیں جن میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ رہتے تھے۔ فرعون نے آدمی بھیجے کہ فوراً ان کو جمع کرو۔ چنانچہ جس وقت وہ لوگ جمع ہو گئے تو فرعون نے کہا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۔ شِرْذِمَه کا معنٰی ہے گروہ، ٹولا، طبقہ، یہ جو بنی اسرائیل کے لوگ ہیں یہ ایک گروہ ہے جو ہماری نسبت تھوڑے ہیں اور تھا بھی ایسے ہی بنی اسرائیلیوں کی تعداد فرعونیوں کے مقابلے میں بالکل تھوڑی تھی۔ تو یہ تھوڑے آدمی ہیں وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ اور بے شک انہوں نے ہمیں غصے میں ڈالا ہے ہر کام ہمارے خلاف ہے ہر جگہ ہمارے ساتھ مقابلہ، انہوں نے ہمارے کلیجے جلا دیے ہیں۔ اور دیکھو! وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۔ حاذر کا معنٰی مسلح، باہتھیار۔ اور بے شک ہم سب کے سب مسلح ہیں۔ اور حذر کا معنٰی ڈرنے کے بھی ہیں۔ تو پھر معنٰی یہ ہوگا کہ ہیں تو یہ تھوڑے سے مگر ہم ان کی فتنہ انگیزی سے ڈرتے ہیں۔ حکومت کی بڑی قوت ہوتی ہے مگر پبلک جب باہر نکل آئے، احتجاج کرے، جلوس نکالے تو حکومت گھبرا جاتی ہے اس کا انکار بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ تو کہنے لگے کہ یہ تھوڑے سے ہیں لیکن ہم پھر بھی ان سے خدشہ رکھتے ہیں کہ وہ کوئی نہ کوئی فتنہ برپا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ

وَّ عُیُوۡنٍ پس ہم نے نکالا فرعونیوں کو باغوں اور چشموں سے وَّ کُنُوۡزٍ اور خزانوں سے وَّمَقَامٍ کَرِیۡمٍ اوران جگہوں سے جو بڑی عمدہ تھیں، عزت والی تھیں۔کوٹھیوں میں قالین بچھے ہوئے تھے بڑے آرام دہ مکان تھے ان کوٹھیوں اور باغوں کو چھوڑ کر بنی اسرائیلیوں کا تعاقب کیا۔ کَذٰلِکَ رب تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ایسے ہی ہوا وَ اَوۡرَثۡنٰھَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اور وارث بنایا ہم نے ان باغات کا، کوٹھیوں کا، چشموں کا، خزانوں کا بنی اسرائیل کو۔ اس وقت نہیں بلکہ کچھ عرصہ کے بعد۔تو موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چل پڑے۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَتۡبَعُوۡھُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ پس وہ ان کے پیچھے لگے سورج چڑھتے ہوئے۔فرعونی حضرت موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے پیچھے گئے مُشۡرِق قاف قندھاری سے ہو تو اس کا معنیٰ ہے سورج چڑھ رہا تھا یعنی جس وقت سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت پیچھے جا پہنچے۔موسیٰ علیہ السلام قوم کے ہمراہ بحر قلزم کے کنارے پہنچ چکے تھے. بحر قلزم بڑا سمندر ہے ان کے پاس نہ کشتی تھی اور نہ کوئی متبادل راستہ تھا کہ آگے چلے جائیں۔ پیچھے فرعون کی فوجیں نعرے مارتے ہوئے، ڈھول پیٹتے ہوئے بجاتے ہوئے آ رہی ہیں اور آگے سمندر ہے فَلَمَّا تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ پس جب آمنے سامنے ہوئیں فوجیں۔اُنہوں نے اِن کو دیکھا اور اِنہوں نے اُن کو دیکھا قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰۤی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا حضرت! اِنَّا لَمُدۡرَکُوۡنَ بے شک البتہ ہم پکڑے گئے کہ ہم طاقت کے اعتبار سے بھی اور افراد کے اعتبار سے بھی ان سے تھوڑے ہیں۔تاریخ میں آتا ہے کہ پہلے فرعون آگے تھا جب قریب پہنچے تو ہامان کو آگے کر دیا اس کے پیچھے فوج اور خود فوج کے پیچھے ہو گیا تھا۔ اتنی بڑی فوج ہو تو طبعی طور پر گھبراہٹ تو ہوتی ہے۔تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا ہم تو گرفتار ہو گئے ان ظالموں نے ہمیں چھوڑنا نہیں ہے۔فرعون بڑا ظالم

تھا پہلے بنی اسرائیلیوں کے بچے ذبح کرتا رہا پھر ستر وہ جادوگر جو مسلمان ہوئے تھے ان کو سولی پر لٹکا دیا تھا وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ [سورۃ الفجر] ''فرعون میخوں والا'' یعنی فرعون جب سزا دیتا تھا تو ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونک دیتا تاکہ وہ ہل نہ سکے۔ اور سورۃ الدخان آیت نمبر ۳۱ میں ہے اِنَّهٗ كَانَ عَالِیًا مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ ''بے شک فرعون بڑا سرکش، باغی، حد سے بڑھنے والا تھا۔'' فرعون کے سارے حالات ان کے سامنے تھے تو گھبرائے اور کہا کہ ہم تو پکڑے گئے قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا كَلَّا ہرگز نہیں! یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیوں؟ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے اس کی مدد اور نصرت میرے ساتھ ہے فرعون کی کیا حیثیت ہے؟ دنیا میں ہزاروں فرعون آئے اور آتے رہیں گے میرا رب وہ قادر مطلق ہے جو ایک لمحے میں ہزاروں جہان آباد کردے اور ہزاروں جہان فنا کردے اس فرعون کی کیا حیثیت ہے میرے ساتھ میرا رب ہے سَیَهْدِیْنِ وہ ضرور میری راہنمائی کرے گا اس کے حکم سے ہم گھروں سے نکلے ہیں اس کی تائید ہمیں حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی پس ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ یہ کہ مار اپنی لاٹھی کو سمندر پر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک جب سمندر پر مارا تو بارہ راستے بن گئے تفسیروں میں لکھا ہے اور اس کی اصل قرآن پاک میں موجود ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ہر ہر بیٹے کا علیحدہ خاندان تھا انتظامی طور پر علیحدہ علیحدہ رہتے تھے وادی تیہ جس کو آج کل وادی سینائی کہا جاتا ہے میں بھی جب پانی کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ پتھر پر لاٹھی مارو جب انہوں نے لاٹھی ماری تو بارہ چشمے جاری ہو گئے ہر ایک کے لیے الگ الگ چشمہ متعین کر دیا گیا۔ اس موقع پر بھی جب موسیٰ علیہ السلام

نے لاٹھی کے ساتھ اشارہ کیا تو بارہ راستے بن گئے ان راستوں سے بنی اسرائیل سارے کے سارے سمندر عبور کر گئے کیا مرد اور کیا عورتیں، کیا چھوٹے اور کیا بڑے، بیمار تندرست سب نے سمندر عبور کر لیا اور فرعونی سارے سمندر میں داخل ہو گئے۔ آگے وزیر اعظم ہامان پیچھے فوجیں اور فوجوں کے پیچھے فرعون۔ ان احمقوں نے سمجھا کہ یہ راستے ہمارے لیے بنے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی برابر ہو گیا اور چل پڑا فرعون کے علاوہ باقی سارے وہیں سے جہنم رسید ہو گئے کسی کی لاش بھی نہ ملی۔ فرعون بڑا اویلا کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَۃً [یونس:۹۲] ''پس آج کے دن ہم بچالیں گے تیرے بدن کو، تیری لاش کو باہر نکال کر پھینک دیں گے تاکہ پچھلوں کے لیے نشانی ہو جائے۔ لوگ دیکھیں کہ یہ ہے وہ شخص جو کہتا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ''میں تمہارا بڑا رب ہوں۔'' [سورۃ النازعات] اور یہ بھی کہتا تھا مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ [قصص: ۳۸] ''میں نہیں جانتا تمہارے لیے اپنے سوا کوئی اور الٰہ۔'' میرے علاوہ تمہارا اور کوئی الٰہ نہیں ہے تاریخ اس کا ثبوت دیتی ہے کہ فرعون جس کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا اور اس کے علاوہ مزید کئی فرعونوں کی لاشیں آج بھی مصر کے عجائب گھر میں موجود ہیں لوگ دیکھتے ہیں رب تعالیٰ نے عبرت کے لیے ان کو باقی رکھا ہوا ہے کبھی کبھی ان کی تصویریں اخبارات میں آجاتی ہیں تو ان کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ ان مونہوں کے ساتھ وہ اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتے تھے۔

فرعون کا غرق ہونا :

ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو بتلایا کہ حضرت بڑا عجیب موقع تھا فرعون جب پانی میں غوطے کھانے لگا تو اس نے

بڑا واویلا کیا، آہ وزاری کی، میں نے گارا اٹھا کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا تھا کہ کہیں رب تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہ کر لے۔ اس نے بنی اسرائیل پر بڑے ظلم کیے، پیغمبروں کا مقابلہ کیا، حق کا مقابلہ کیا اب یہ واویلا کرتا ہے۔ فرمایا آپ اپنی لاٹھی ماریں سمندر پر فَانْفَلَقَ پس وہ پھٹ گیا فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ پس ہو گیا ہر حصہ جیسے بڑا پہاڑ ہوتا ہے وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ اور ہم نے قریب کر دیا اس مقام پر دوسروں کو فرعونیوں کو ہم نے قریب کر دیا۔ پھر کیا ہوا؟ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ اور ہم نے نجات دی موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے تمام ساتھیوں کو چاہے وہ مومن تھے یا منافق تھے کیونکہ ان میں سامری بھی تھا حالانکہ وہ منافق تھا۔ جو بھی ساتھ تھے ان کو نجات ملی ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو۔ فرعونیوں کا پتا بھی نہ چلا کہ کہاں گئے ہیں تاریخ میں ان کے قصے ہی قصے رہ گئے ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بے شک البتہ اس میں نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہیں ان میں اکثر ایمان لانے والے۔ ہر دور میں اکثریت کافروں کی ہی رہی ہے وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ البتہ بے شک آپ کا رب البتہ وہی ہے غالب اور مہربان۔ اس میں ایک تو آنحضرت ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر آج یہ کافر آپ ﷺ کا مقابلہ کر رہے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے کافر بھی پیغمبروں کا مقابلہ کرتے رہے ہیں اور تباہ اور برباد ہوئے ہیں اور دوسرا کافروں کو سمجھایا گیا ہے کہ دیکھو نافرمانی کا یہ نتیجہ ہے کہ جن قوموں نے پیغمبروں کی مخالفت کی، نافرمانی کی نوح علیہ السلام کی قوم، ابراہیم علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، ان کا کیا انجام ہوا اگر تم باز نہ آئے تو تمہارا بھی وہی انجام ہوگا۔ اس قصے کو پہلے اس لیے بیان کیا کہ عرب میں

مردم شماری کے اعتبار سے مشرکوں کے بعد یہود کا نمبر تھا اور یہ لوگ ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔ تو وہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اورآپ ان کو سنائیں نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ خبرابراہیم علیہ السلام کی اِذْ قَالَ جب کہا انہوں نے لِاَبِيْهِ اپنے والدکو وَ قَوْمِهٖ اوراپنی قوم کو مَا تَعْبُدُوْنَ تم کن کی عبادت کرتے ہو قَالُوْا کہنے لگے نَعْبُدُ اَصْنَامًا ہم عبادت کرتے ہیں بتوں کی فَنَظَلُّ لَهَا پس سارادن ہم ان کے سامنے عٰكِفِيْنَ جھکے رہتے ہیں قَالَ فرمایا هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ کیا وہ سنتے ہیں تمہاری اِذْ تَدْعُوْنَ جب تم ان کو پکارتے ہو اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ یا وہ تمہیں نفع دیتے ہیں اَوْ يَضُرُّوْنَ یا

وہ تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں قَالُوْا انہوں نے کہا بَلْ وَجَدْنَآ بلکہ پایا ہم نے
اٰبَآءَ نَا اپنے باپ دادا کو کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ وہ اسی طرح کرتے تھے قَالَ فرمایا
اَفَرَءَیْتُمْ کیا تم دیکھتے ہو مَّا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ جن چیزوں کی تم عبادت کرتے
ہو اَنْتُمْ تم وَاٰبَآؤُ کُمُ اور تمہارے آباؤ اجداد الْاَقْدَمُوْنَ جو پہلے گزر چکے ہیں
فَاِنَّهُمْ پس بے شک وہ عَدُوٌّ لِّیْٓ میرے دشمن ہیں اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ مگر رب
العالمین الَّذِیْ خَلَقَنِیْ جس نے مجھے پیدا کیا ہے فَهُوَ یَهْدِیْنِ پس وہی میری
راہنمائی کرتا ہے وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ اور وہ رب مجھ کو کھلاتا ہے وَیَسْقِیْنِ اور
مجھے پلاتا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں فَهُوَ یَشْفِیْنِ پس وہی
مجھ کو شفا دیتا ہے وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ اور وہ مجھ کو وفات دے گا ثُمَّ یُحْیِیْنِ پھر مجھے
زندہ کرے گا وَالَّذِیْٓ اور وہ ہے اَطْمَعُ میں امید رکھتا ہوں اَنْ یَّغْفِرَلِیْ یہ کہ
معاف فرمائے گا خَطِیْٓئَتِیْ میری خطائیں یَوْمَ الدِّیْنِ قیامت کے دن رَبِّ
هَبْ لِیْ حُکْمًا اے میرے رب عطا فرما مجھے حکم وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ملا
دے مجھے نیک لوگوں کے ساتھ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ اور بنا دے میرے
لیے سچی زبان فِی الْاٰخِرِیْنَ پچھلوں میں وَاجْعَلْنِیْ اور بنا دے مجھ کو مِنْ
وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ اس جنت کے وارثوں میں سے جو خوشی کے باغ ہیں۔

اس سے پہلے تین رکوعوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بڑی تفصیل کے
ساتھ بیان ہوا ہے۔ اب اس رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کے والد اور ان کی
قوم کا ذکر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا وَاتْلُ

عَلَیْهِمْ پڑھیں آپ ان پر ان کو سنائیں نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ خبر ابراہیم علیہ السلام کی۔عرب کے لوگ عمومی طور پر اور مکے کے لوگ خصوصی طور پر یہ دعوی کرتے تھے کہ ہم نسلاً بھی ابراہیمی ہیں یعنی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور نظریۃً (نظریاتی اعتبار سے) بھی ابراہیمی ہیں یعنی ہمارے عقائد اور اعمال بھی ابراہیم علیہ السلام والے ہیں۔وہ اپنی تمام غلطیوں اور خرافات کو ابرہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے العیاذ باللہ تعالیٰ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو ابراہیم علیہ السلام کے حالات پڑھ کر سنائیں تا کہ ان کو معلوم ہو کہ اُن کے کیا نظریات تھے اور وہ کیا کرتے تھے اور کیا کہتے تھے اور تم کیا کہتے ہو اور کرتے ہو۔تمہارا کیا تعلق ہے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ محض نسبت سے کچھ نہیں بنتا۔

آزرہی ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو جس کا نام آزر تھا۔سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۴ میں ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ ''اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد آزر کو کہا'' رب تعالیٰ سے زیادہ جاننے والا کون ہے؟ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آزر، ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا اور کوئی انکار کرے تو اس کی کیا حیثیت ہے۔یقین جانو! آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہی تھے۔زبردستی ان کو چچا بنانا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنا قرآن پاک کی تحریف ہے۔اس وقت کی کلدانی حکومت کا بادشاہ نمرود بن کنعان تھا اور آزر اس حکومت کا وزیر مذہبی امور تھا۔اس کا کام بت خانے بنانا، بت بنانا اور اس محکمے کی نگرانی کرنا تھا۔بت بنانے والے کے گھر رب تعالیٰ نے بت شکن بیٹا پیدا فرمایا۔تو جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد وَ قَوْمِهٖ اور اپنی قوم سے فرمایا مَا تَعْبُدُوْنَ تم لوگ کون سی چیزوں کی عبادت

کرتے ہو؟ تمہارے معبود کون ہیں؟ قَالُوْا وہ کہنے لگے نَعْبُدُ اَصْنَامًا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ پس ہم سارا دن ان کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔ کوئی رکوع میں ہوتا تھا، کوئی سجدے میں، کوئی طواف کررہا ہوتا تھا، کوئی ان کو خوشبو لگا تا، کوئی چوم رہا ہے جو مشرک قوموں کے طریقے ہوتے ہیں وہ سب کرتے تھے۔ ایک تو وہ بت پرستی کرتے تھے اور دوسری بات ساتویں پارے میں مذکور ہے کہ سورج، چاند، ستاروں میں بھی وہ کرشمے مانتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ چاند، سورج اور ستاروں میں بھی خدائی کرشمے ہیں۔ قَالَ فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ کیا وہ تمہاری بات کو سنتے ہیں جب تم ان کو پکارتے ہو اپنی مدد کے لیے، تمہاری فریادیں سنتے ہیں اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ یا وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں اَوْ يَضُرُّوْنَ یا وہ تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں اگر تم ان کی پوجا نہ کرو قَالُوْا ان لوگوں نے کہا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ بلکہ ہم نے پایا ہے اپنے آباؤ اجداد کو وہ اسی طرح کرتے تھے۔ ہمارے پاس سو دلیلوں کی ایک ہی دلیل ہے کہ ہمارے باپ دادا اسی طرح کرتے تھے ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ایسی تقلید کی قرآن پاک نے سخت تردید کی ہے۔

تقلید کی اہمیت :

اور اہل اسلام جو تقلید کرتے ہیں وہ مطلوب اور مقصود ہے۔ اور تقلید ایسی چیز میں ہوتی ہے جس پر نہ تو قرآن کریم میں صراحت ہو اور نہ حدیث پاک میں۔ وہ چیز خلفائے راشدین سے بھی ثابت نہ ہو اور نہ وہ چیز صحابہ کرام ﷺ سے ثابت ہو۔ ایسے مسئلہ میں اماموں میں سے کسی امام کی بات مان لینے کا نام تقلید ہے اور ہم امام کی بات کو بھی معصوم سمجھ

کے نہیں مانتے۔ معصوم صرف پیغمبر ہیں حاشا وکلا کوئی امام معصوم نہیں ہے اور نہ ہی کوئی حنفی ،مالکی، حنبلی شافعی اماموں کو معصوم مانتا ہے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ امام مجتہد ہیں اور اجتہاد میں غلطی بھی ہوسکتی ہے اور درست بھی ہوسکتا ہے۔ بعض جاہل قسم کے لوگ عوام کو مغالطہ دیتے ہیں کہ ان لوگوں نے اماموں کو نبی کی گدی پر بٹھادیا ہے۔ یہ گدھے خود بھی اس مسئلے کو نہیں سمجھے۔ نبی کی گدی پر تو تب بٹھاتے کہ اماموں کو معصوم سمجھتے اور کہتے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ معصوم ہیں امام بھی اسی طرح معصوم ہیں۔ جبکہ ہم اس کے قائل نہیں ہیں ہم اماموں کو معصوم نہیں سمجھتے۔ البتہ شیعہ اماموں کو معصوم سمجھتے ہیں اور شیعہ کی تکفیر کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

شیعہ کے کفر کی وجوہ ثلاثہ :

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے شیعہ کے کافر ہونے کی تین اصولی وجوہ بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ تحریفِ قرآن کے قائل ہیں۔ دوسری یہ کہ وہ کہتے ہیں امام معصوم ہوتے ہیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ جن کو رب تعالیٰ نے مومن کہا ہے۔ تو اماموں کو معصوم ماننے والوں کو اہل حق کافر کہتے ہیں تو ہم اماموں کو نبی کی گدی پر کس طرح بٹھا سکتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو وہ اسی طرح کرتے تھے لہٰذا ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں قَالَ فرمایا اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ کیا تم دیکھتے ہو جن کی تم عبادت کرتے ہو اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ تم اور تمہارے باپ دادا جو پہلے گزرے ہیں صاف لفظوں میں مجھ سے سن لو فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ پس بے شک وہ تمہارے سارے معبود میرے دشمن ہیں میں ان کا دوست نہیں ہوں اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ سوائے رب العالمین کے۔ باقی سب میرے دشمن ہیں۔ بڑی ہمت اور جرأت

کی بات ہے کہ باپ دشمن، عزیز رشتہ دار دشمن، سوائے بیوی اور بھتیجے لوط علیہ السلام کے۔ بادشاہ دشمن، سارا ملک چپڑاسی سے لے کر بادشاہ سب مشرک ہیں۔ اور کتنے صاف لفظوں میں اپنا موقف پیش کر رہے ہیں۔ گھر تشریف لاتے ہیں تو باپ سے ٹکر ہے سولہویں پارے میں تم پڑھ چکے ہو فرمایا یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ [سورۃ مریم] ''اے ابا جی! نہ عبادت کرو شیطان کی۔'' کتنے پیارے انداز میں باپ کو حق سنایا مگر والد نے کہا اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ یٰاِبْرٰھِیْمُ ''اے ابراہیم میرے الٰہوں سے اعراض کرتے ہو، ان کی تردید کرتے۔'' اگر آپ باز نہ آئے تو میں پتھر مار مار کر تجھے ہلاک کر دوں گا۔ مجھے چھوڑ دو لمبے زمانے تک، زندگی بھر مجھ سے گفتگو نہ کرنا۔ تو سارے ملک کے ساتھ ٹکر ہے اور اپنا موقف واضح اور صاف لفظوں میں بیان فرما رہے ہیں کہ بے شک وہ میرے دشمن ہیں میں ان کا دشمن ہوں سوائے رب العالمین کے۔ کون رب العالمین اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ جس نے مجھے پیدا کیا ہے فَھُوَ یَھْدِیْنِ پس وہی میری راہنمائی کرتا ہے۔ یہ بتلاؤ کہ تمہارے خداؤں نے کس کو پیدا کیا ہے؟ او ظالمو! یہ الٰہ تم نے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہیں، بنائے ہیں وہ تمہارے الٰہ کیسے بن گئے اتنی موٹی بات بھی تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ یہ چاند، سورج، ستارے جو اپنی مرضی سے کہیں کھڑے نہیں ہو سکتے رب تعالیٰ کے حکم کے مطابق ڈیوٹی دے رہے ہیں یہ رب کیسے بن گئے؟ رب کی ذات وہ ہے جس پر کبھی زوال نہیں ہے اس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری راہنمائی کرتا ہے وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ اور وہ مجھ کو کھلاتا ہے وَیَسْقِیْنِ اور مجھے پلاتا ہے۔ کھانے پینے کے تمام انتظامات اس نے کیے ہیں تمہارے الٰہوں نے کیا کیا ہے ان کے پاس کیا ہے؟ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے کسی اور کے پاس شفا نہیں ہے۔

انسان کے بیمار ہونے کی وجہ :

پرانے حکیم کاغذ پر نسخہ لکھ کر دیتے تھے تو اس کے اوپر لکھا ہوتا تھا "ھوالشافی" شفا صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کی نسبت اپنی طرف کی۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بیماری میں انسان کی اپنی کوتاہی شامل ہوتی ہے۔ زیادہ کھالیا ، بدہضمی ہوگئی، گرمی سردی سے نہ بچا، بخار ہوگیا، بدپرہیزی کرتے ہیں نقصان ہوتا ہے۔ عرب کا مشہور حکیم تھا حارث بن کلدہ بڑا سمجھ دار تھا لوگ اس کے پاس جاتے کہ ہمیں علاج کے طریقے بتلاؤ۔ وہ کہتا رَأْسُ الدَّوَاءِ الْحِمْيَةُ وَرَأْسُ الدَّاءِ الْبِطْنَةُ "سب سے بڑا علاج پرہیز ہے اور پیٹ بھر لینا سب بیماریوں کی ماں ہے، سب بیماریوں کی جڑ ہے۔" فرمایا وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ اور وہ جو مجھے وفات دے گا ثُمَّ یُحْیِیْنِ پھر مجھے زندہ کرے گا۔ کیونکہ قیامت بھی حق ہے جس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے وَالَّذِیْٓ اور میرا رب وہ ہے اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْٓئَتِیْ کہ میں امید رکھتا ہوں یہ کہ معاف فرمائے گا میری خطائیں یَوْمَ الدِّیْنِ بدلے والے دن، قیامت والے دن۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۳۵ میں ہے وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ "اللہ تعالیٰ کے سوا گناہ کون معاف کر سکتا ہے۔" میرے الٰہ کی یہ خوبیاں ہیں او ظالمو! تمہارے الٰہ تو تمہارے ہاتھوں کے تراشے ہوئے ہیں ان کی تم عبادت کرتے ہو۔ فرمایا رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا اے رب مجھ کو مجھے حکم عطا فرما وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اور ملا دے مجھ کو نیکوں کے ساتھ۔ حکم سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ مجھے ہجرت کا حکم دیں۔ ساٹھ سال تک تبلیغ کی بلکہ بعض نے اسی سال بھی لکھے ہیں۔ اتنے عرصے میں صرف ایک عورت نے ساتھ دیا پروردگار! مجھے ہجرت کا حکم دے اس علاقے کو چھوڑ کر چلا جاؤں اور ایسے

علاقے میں پہنچا جہاں نیک بندے ہوں میری بات کو سن لیں۔اور پروردگار! وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ اور بنا میرے لیے سچائی کی زبان فِي الْاٰخِرِيْنَ پیچھے والوں میں یعنی بعد میں جو لوگ آئیں وہ اچھی زبان سے میرا تذکرہ کریں۔میرے اچھے کام وہ بھی کریں۔پیغمبر محض شہرت نہیں چاہتے ہم آپ شہرت پر خوش ہوتے ہیں اخبار میں نام آگیا، اشتہار میں نام آگیا تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے پیغمبران تمام چیزوں سے مبرا ہوتے ہیں وہ نام اس لیے چاہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے کیے وہ باقی لوگ بھی کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے والد کے سامنے حق پیش کیا،قوم کے سامنے پیش کیا،ظالم جابر بادشاہ نمرود بن کنعان کے سامنے پیش کیا اور بڑا طویل عرصہ مگر کمزوری نہیں دکھائی۔ بالآخر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے اور دعا کی کہ اے پروردگار! میرا نام پیچھے والوں میں رہے ان کے لیے سبق ہو اس سچی زبان سے جو نکلا ہے پیچھے والے لوگوں میں یادگار رہے وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ اور بنادے مجھ کو اس جنت کے وارثوں میں سے جو خوشی کے باغ ہیں۔بقیہ مضمون کل آئے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَ هُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع

وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اور بخش دے میرے باپ کو اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ بے شک وہ گمراہوں میں سے ہے وَلَا تُخْزِنِیْ اور مجھے رسوا نہ کریں یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ جس دن کہ کھڑے کیے جائیں گے یَوْمَ وہ دن ہوگا لَا یَنْفَعُ مَالٌ نہیں نفع دے گا مال وَّلَا بَنُوْنَ اور نہ بیٹے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ مگر وہ شخص جو آیا اللہ تعالیٰ کے پاس بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ قلب سلیم کے ساتھ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ اور قریب کردی جائے گی جنت لِلْمُتَّقِیْنَ پرہیز گاروں کے لیے وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ اور ظاہر کر

دی جائے گی جہنم لِلۡغٰوِیۡنَ گمراہوں کے لیے وَقِیۡلَ لَهُمۡ اور کہا جائے گا ان کو اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کرتے تھے مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے هَلۡ یَنۡصُرُوۡنَكُمۡ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اَوۡ یَنۡتَصِرُوۡنَ یا وہ بدلہ لے سکتے ہیں فَكُبۡكِبُوۡا فِیۡهَا پس الٹے کر کے ڈالے جائیں گے دوزخ میں هُمۡ وَالۡغَاوٗنَ وہ بھی اور دوسرے گمراہ بھی وَ جُنُوۡدُ اِبۡلِیۡسَ اَجۡمَعُوۡنَ اور ابلیس کے تمام لشکروں کو بھی قَالُوۡا وہ کہیں گے وَ هُمۡ فِیۡهَا یَخۡتَصِمُوۡنَ اور وہ دوزخ میں جھگڑ رہے ہوں گے تَاللّٰهِ اللہ کی قسم ہے اِنۡ کُنَّا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ بے شک ہم تھے البتہ کھلی گمراہی میں اِذۡ نُسَوِّیۡكُمۡ جس وقت ہم تمہیں برابر کرتے تھے بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ رب العالمین کے ساتھ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الۡمُجۡرِمُوۡنَ اور نہیں بہکایا ہمیں مگر مجرموں نے فَمَا لَنَا مِنۡ شَافِعِیۡنَ پس نہیں کوئی ہماری سفارش کرنے والا وَلَا صَدِیۡقٍ حَمِیۡمٍ اور نہ کوئی مخلص دوست فَلَوۡ اَنَّ لَنَا کَرَّةً پس کاش بے شک ہمارے لیے دنیا کی طرف لوٹنا ہو فَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ پس ہم ہو جائیں مومنوں میں سے اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً بے شک اس میں البتہ نشانی ہے وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ اور نہیں ہیں اکثر ان میں سے ایمان لانے والے وَاِنَّ رَبَّكَ اور بے شک آپ کا رب لَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ البتہ وہی غالب ہے مہربان ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ چلا آ رہا ہے۔ مشرکین عرب اپنا تعلق ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جوڑتے تھے کہ ہم ابراہیمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد

رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ آپ ان کو ابراہیم علیہ السلام کے حالات سنائیں کہ ان کے عقائد ونظریات کیا تھے اور تمہارے کیا ہیں؟ وہ موحد تھے۔ کل کے سبق میں گزر چکا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو بھی سمجھایا، برادری کو بھی سمجھایا کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو کیا وہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں کیا وہ تمہیں نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس کا انہوں نے صرف یہ جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے ہوئے پایا ہے۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اور تمہارے پہلے باپ دادا عبادت کرتے تھے وہ میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔ پھر رب العالمین کی صفتیں بیان فرمائیں کہ اس نے مجھے پیدا کیا ہے اور میری راہنمائی کرتا ہے، وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، جب میں بیمار ہو جاؤں تو مجھے شفا دیتا ہے، وہ مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور میں اس سے امید رکھتا ہوں کہ میری خطائیں بدلے والے دن معاف کر دے گا۔ اور یہ دعا بھی کی کہ اے پروردگار! مجھے ہجرت کا حکم دے اور نیک لوگوں کے ساتھ ملا اور پچھلے لوگوں میں میرا اچھا نام اور کارنامے ہوں تاکہ وہ ان کی پیروی کریں اور یہ دعا بھی کی کہ مجھے جنت کے وارثوں میں سے بنا دے۔

مشرک کے لیے دعا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام :

اور ایک دعا یہ تھی وَاغْفِرْ لِأَبِيْ اے پروردگار! میرے باپ کو بخش دے اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ بے شک وہ گمراہوں میں سے ہے۔ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ مشرک کے لیے تو مغفرت کی دعا جائز نہیں ہے ابراہیم علیہ السلام نے کیوں کی؟ چنانچہ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱۳ میں ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ "نہیں لائق نبی کے اور ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ بخشش طلب کریں مشرکوں کے لیے وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

اگر چہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے کہ واضح ہو گیا ان کے لیے کہ وہ جہنمی ہیں۔'' ابراہیم علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر تھے انہوں نے اپنے مشرک باپ کے لیے کیوں دعا کی؟ اگلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کا خود جواب دیا کہ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ ''اور نہیں تھا ابراہیم علیہ السلام کا بخشش مانگنا اپنے باپ کے لیے مگر ایک وعدے کی بنا پر جو وعدہ انہوں نے اس سے کیا تھا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ پس جب واضح ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، کافر اور مشرک ہے تو بیزاری کا اعلان کیا۔'' اور پھر کبھی باپ کے لیے دعا نہیں کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ اور مجھے رسوا نہ کریں جس دن کھڑے کیے جائیں گے لوگ۔

قیامت کے دن کافروں کا انجام :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت والے دن ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد سے ملاقات ہوگی آپ دیکھیں گے کہ اس کا منہ ذلت اور گرد و غبار سے آلودہ ہو رہا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ پروردگار آپ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سن لو! جنت تو کافر پر قطعاً حرام ہے اور ایک روایت میں ہے ابراہیم علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں عرض کریں گے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اس دن مجھے رسوا نہ کرے گا۔ مگر اس سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی کہ میرا باپ اس طرح رحمت سے دور ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے خلیل! میں نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے۔ پھر حکم ہوگا ابراہیم دیکھ! تیرے پیروں کے تلے کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام دیکھیں گے کہ ایک بدصورت بجو کیچڑ میں لتھڑا

کھڑا ہے جس کو پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ ہوں گے جن کی شکل تبدیل کردی جائے گی۔ فرمایا قیامت کا دن ایسا ہوگا یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ جس دن نہیں نفع دے گا مال اور نہ بیٹے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ مگر وہ شخص جو آیا اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم کے ساتھ وہ کامیاب ہوگا۔ قلبِ سلیم وہ ہے جو کفر، شرک، نفاق سے پاک ہو وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ اور قریب کردی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ جنتی وہاں قریب پہنچ جائیں گے وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ اور ظاہر کردی جائے گی جہنم گمراہوں کے لیے، سامنے نظر آرہی ہوگی۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی جو گنہگاروں کی طرف غضب ناک تیوروں سے دیکھے گی اور ایسا شور مچائے گی کہ دل اڑ جائیں گے، کلیجے ہل جائیں گے۔ تو گمراہوں کو دوزخ نظر آرہی ہوگی۔ اس میں سانپ اور بچھو بھی نظر آئیں گے اور بہت کچھ نظر آئے گا اور وہ دیکھ کر ڈریں گے وَقِیْلَ لَھُمْ اور کہا جائے گا ان مجرموں سے اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ وہ کہاں ہیں دکھاؤ! ھَلْ یَنْصُرُوْنَکُمْ کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ یا وہ انتقام لے سکتے ہیں۔ جب تمہارے ان باطل معبودوں کو سزا ہوگی کیا وہ ہم سے بدلہ لے سکتے ہیں؟ دنیا میں یہی کچھ ہوتا ہے اگر کوئی کسی کے ساتھ زیادتی کرتا ہے کوئی کسی کو گالی دیتا ہے تو قوت والا آدمی بدلہ لیتا ہے۔ ابھی ان باطل معبودوں کی سزا شروع ہونے والی ہے اور تمہیں بھی سزا ہونے والی ہے کیا وہ اپنا دفاع کرسکتے ہیں یا ہم سے بدلہ لے سکتے ہیں یا تمہاری مدد کرسکتے ہیں فَکُبْکِبُوْا فِیْھَا پس الٹے کر کے پھینک دیئے جائیں گے جہنم میں ھُمْ وَالْغٰاوٗنَ وہ بھی اور دوسرے گمراہ بھی۔ ٹانگیں اوپر ہوں گی

اور سر نیچے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا حضرت! سر کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا جس رب نے پاؤں کے بل چلایا ہے سر کے بل بھی چلائے گا۔ یہ علامت ہوگی کہ ان کے مغز اور کھوپڑیاں الٹی تھیں۔ حق کسی طرف تھا اور یہ کسی اور طرف تھے۔ جس وقت دوزخ کے قریب پہنچیں گے تو فرشتے دھکے مار کر دوزخ میں پھینک دیں گے وَ جُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ اور ابلیس کے سارے لشکروں کو بھی دوزخ میں پھینک دیا جائے گا قَالُوْا کہیں گے وَ ھُمْ فِیْھَا یَخْتَصِمُوْنَ اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ عبادت کرنے والے اور جن کی عبادت کی گئی ہے، گمراہ ہونے والے اور جنہوں نے گمراہ کیا تھا۔ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۲ میں ہے فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ''پس مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ کو ملامت کرو۔'' یہ شیطان اس وقت کہے گا جب جہنمی مل جل کر ابلیس کے پاس جائیں گے کہ دنیا میں ہمیں بڑے سبز باغ دکھاتا تھا آج کچھ کرنا! ہمیں تو نے ذلیل کروا دیا ہے۔ ابلیس کو برا بھلا کہیں گے تو ابلیس کہے گا وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ''اور نہیں تھا میرا تمہارے اوپر کوئی غلبہ، کوئی زور اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ مگر یہ کہ میں نے تمہیں دعوت دی تو تم نے میری بات قبول کر لی۔'' آج تم میرے پیچھے پڑ گئے ہو میں نے کوئی تمہیں پکڑ کر گمراہ کیا تھا مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ''نہ میں تمہیں چھڑا سکتا ہوں اور نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو۔'' اسی طرح لوگوں نے جو جھوٹے معبود بنائے ہوئے تھے ان کے ساتھ بھی جھگڑا کریں گے اور رب تعالیٰ سے کہیں گے رَبَّنَآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا ''اے ہمارے رب ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی۔'' یہ ہمارے مذہبی پیشوا اور سیاسی لیڈر ہیں فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ''انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا سیدھے راستے سے رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ

لَعْنًا كَبِيْرًا [احزاب: ۶۸] اے ہمارے رب ان کو دگن عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر کہ یہ نہ ہوتے تو ہم غلط راستے پر نہ چلتے۔" وہ کہیں گے ہم نے تم پر کوئی جبر کیا تھا؟ ہم خود گمراہ تھے ہماری بات مان کر تم بھی گمراہ ہوئے تم نے ہماری بات کیوں مانی تھی؟ عموماً انسان کا مزاج ہے کہ چند آدمی مل کر کوئی کام کریں اور اس میں کامیابی حاصل ہو جائے تو ہر آدمی اس کام کا سہرا اپنے سر باندھتا ہے کہ میری وجہ سے ہوا ہے اور اگر وہ کام خراب ہو جائے تو دوسرے کے سر ڈالتا ہے۔ یہی حال ہوگا دوزخیوں کا ایک دوسرے کے ذمے لگائیں گے کہ تیری وجہ سے ہم ذلیل ہوئے۔ معبودانِ باطلہ عابدین کو کہیں گے کہ تم نے ہماری بات کیوں مانی تھی؟ اور وہ کہیں گے کہ تم نے ہمیں کیوں گمراہ کیا تھا؟ یہ ان کا جھگڑا وہاں دوزخ میں ہوگا۔ تَاللّٰهِ خدا کی قسم ہے اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ بے شک تھے ہم البتہ کھلی گمراہی میں اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جس وقت ہم تمہیں برابر کرتے تھے رب العالمین کے۔ ہم اس کو الٰہ سمجھتے تھے اور تمہیں بھی الٰہ سمجھتے تھے۔ وہ بھی حاجت روا تم بھی حاجت روا، وہ بھی مشکل کشا اور تم بھی مشکل کشا، وہ بھی دستگیر تم بھی دستگیر، تمہیں ہم رب تعالیٰ کی صفات میں شریک کرتے تھے یہ ہماری کھلی گمراہی تھی وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ اور ہمیں نہیں بہکایا مگر مجرموں نے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ پس نہیں ہے ہمارے پاس کوئی سفارشی جو خدا سے ہمیں چھڑا سکے۔ کافروں کے حق میں کوئی سفارش نہیں ہے اور اگر کوئی کرے گا تو قبول نہیں ہوگی۔

حضور ﷺ کا ابوطالب کے لیے دعا کرنا :

آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کے لیے دعائے مغفرت کی تو رب تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

وَلَوْ كَانُوْا اُولِىْ قُرْبٰى [سورۃ توبہ] ''نہ نبی کو حق پہنچتا ہے اور نہ ایمان والوں کو کہ استغفار کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔'' حالانکہ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ دنیا میں اتنا مہربان چچا شاید کسی کو نصیب نہ ہو۔ آپ کے دادا کے انتقال کے بعد اڑتیس (۳۸) سال یا ایک روایت کے مطابق بیالیس (۴۲) سال اس نے خود بھوکے رہ کر آپ ﷺ کی خدمت کی ہے کلمہ نہ پڑھنے کے باوجود اگر کوئی آپ ﷺ کے خلاف بات کرتا تو اس کے پیچھے پڑ جاتا تھا۔ تو مجرم کہیں گے کہ آج ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ اور نہ کوئی مخلص دوست ہے کہ ہمارے کام آئے۔ بلکہ سورۃ زخرف آیت نمبر ۶۷ میں ہے اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ''دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔'' مگر متقین کی دوستی وہاں بھی برقرار رہے گی۔

متقین کی سفارش :

بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آدمی جو کہ مومن ہوگا اور گناہ زیادہ ہونے کی وجہ سے دوزخ میں چلا جائے گا اس کے ساتھی جو اس کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے وہ رب تعالیٰ کے ہاں اپیل کریں گے کہ فلاں فلاں ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ اکٹھے روزے رکھتے تھے۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے ان کے گناہ زیادہ ہیں اس لیے دوزخ میں بھیجا ہے سزا بھگت کر آجائیں گے تم جنت میں چلے جاؤ۔ یہ کہیں گے پروردگار! ہم دوستوں کے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے ایسا احتجاج کریں گے کہ رب تعالیٰ فرمائیں گے دوزخ میں چلے جاؤ تمہارے لیے دوزخ دوزخ نہیں رہے گی بَرْدًا وَّسَلٰمًا ہو جائے گی۔ ان کو وہاں سے نکال کر جنت میں لے آؤ۔ تو متقیوں کی دوستی وہاں بھی رہے گی۔ کافروں کا کوئی دوست نہیں ہوگا۔ کہیں گے فَلَوْ اَنَّ

لَنَا كَرَّةً پس کاش بے شک ہمارے لیے دنیا کی طرف لوٹنا ہو فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ پس ہو جائیں ہم مومنوں میں سے۔مگر وہاں واویلا کرنے کا کیا معنٰی ؟ آخرت سے دنیا کی طرف کسی نے نہیں آنا۔مولانا رومیؒ فرماتے ہیں......

کار خود کن کار بیگانہ مکن
درزمین دیگراں خانہ مکن

''اپنا کام کر بیگانہ کام نہ کر۔دوسروں کی زمین میں اپنا مکان نہ بنا۔'' اپنا کام کرو یہ جو تم مکان بناتے پھرتے ہو وہ تو تمہارے وارثوں کے ہیں۔رب تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً بے شک اس واقعہ میں البتہ نشانی ہے جو واقعہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کا بیان فرمایا ہے لیکن وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہے اکثریت ایمان لانے والی۔نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک اکثریت گمراہوں کی ہے ایمان لانے والے بہت تھوڑے ہیں پھر جو مومن کہلاتے ہیں ان میں صحیح معنٰی میں مومن بہت تھوڑے ہیں۔دعویٰ اور چیز ہے حقیقت اور چیز ہے وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ اور بے شک آپ کا رب وہی ہے غالب ،مہربان۔ یہ پروردگار نے ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما کر سمجھایا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ إِنْ اَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ إِنْ اَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحٍ جھٹلایا نوح علیہ السلام کی قوم نے الْمُرْسَلِيْنَ پیغمبروں کو إِذْ قَالَ لَهُمْ جس وقت کہا ان کو اَخُوْهُمْ نُوْحٌ ان کے بھائی نوح علیہ السلام نے اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر سے اِنِّیْ لَکُمْ بے شک میں تمہارے لیے رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ رسول ہوں امانت دار فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِيْعُوْنِ اور تم میری اطاعت کرو وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ اور میں نہیں

سوال کرتا تم سے عَلَیْهِ اس تبلیغ پر مِنْ اَجْرٍ کسی معاوضے کا اِنْ اَجْرِیَ نہیں ہے میرا اجر اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مگر رب العالمین کے ذمے فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِیْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو قَالُوْٓا کہا انہوں نے اَنُؤْمِنُ لَکَ کیا ہم آپ پر ایمان لائیں وَاتَّبَعَکَ الْاَرْذَلُوْنَ حالانکہ پیروی کی ہے آپ کی کمی لوگوں نے قَالَ فرمایا نوح علیہ السلام نے وَمَا عِلْمِیْ اور مجھے کیا علم ہے بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ان کاموں کا جو وہ کرتے ہیں اِنْ حِسَابُهُمْ نہیں ہے ان کا حساب اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ مگر میرے رب کے ذمے لَوْ تَشْعُرُوْنَ کاش کہ تم سمجھ لو وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ اور نہیں ہوں میں مجلس سے نکالنے والا الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں کو اِنْ اَنَا نہیں ہوں میں اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ مگر ڈرانے والا کھول کر قَالُوْا انہوں نے کہا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ البتہ اگر آپ باز نہ آئے یٰنُوْحُ اے نوح علیہ السلام لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ البتہ ضرور رہوں گے سنگسار کیے ہوؤں میں سے قَالَ کہا نوح علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ بے شک میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ پس فیصلہ کر میرے اور ان کے درمیان فَتْحًا واضح فیصلہ وَّنَجِّنِیْ اور نجات دے مجھے وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ان کو جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں فَاَنْجَیْنٰهُ پس ہم نے نجات دی ان کو وَ مَنْ مَّعَهٗ اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ بھری ہوئی کشتی میں ثُمَّ اَغْرَقْنَا پھر ہم

نے غرق کردیا بعد ان کو نجات دینے کے بَعْدُ الْبٰقِیْنَ باقیوں کو اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً بے شک اس میں نشانی ہے وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہیں اکثر ان کے ایمان لانے والے وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ اور بے شک آپ کا رب ہی ہے غالب، مہربان۔

اس سے قبل موسیٰ علیہ السلام، فرعون اور ان کی قوم کا ذکر تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی توحید پہنچائی مگر وہ ضد پر اُتر آئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو غرق کر دیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر تھا کہ انہوں نے توحید کے مسئلے پر اپنے باپ، قوم اور بادشاہ سے ٹکر لی اور مقابلہ کیا آخر دم تک حق بیان کرتے رہے بالآخر ہجرت کر کے شام تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر زلزلے اور طوفان بھیجے جس سے وہ قوم تباہ ہوگئی۔

اب تیسرا واقعہ نوح علیہ السلام کا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ جھٹلایا نوح علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو۔ سوال یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں اور کوئی پیغمبر نہیں تھا پھر رب تعالیٰ نے جمع کا صیغہ کیوں بولا ہے؟ اس کے جواب میں مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ ایک نبی کو جھٹلانا تمام نبیوں کی تکذیب کو لازم ہے۔ کیونکہ اصول میں سب پیغمبر متفق ہیں۔ تو گویا ایک نہیں سب کو جھٹلایا ہے اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ نُوْحٌ جب کہا اس قوم کو ان کے بھائی نوح علیہ السلام نے۔ بھائی اس لیے فرمایا کہ نوح علیہ السلام اسی قوم کے ایک فرد تھے اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم کفر شرک سے بچتے نہیں ہو۔

پہلے یہ بات تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ [اعراف:۵۹] ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی [illegible] تمہارے لیے معبود اس کے سوا'' اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بے شک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار۔ جو کچھ مجھے رب بتلاتا ہے اتنا ہی بتلاتا ہوں اپنی طرف سے کمی بیشی نہیں کرتا فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو۔ اصل میں اَطِيْعُوْنِیْ تھا 'یا' متکلم کی تخفیفاً حذف کردی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچو میری اطاعت کرو۔ یہ بھی قوم کو خطاب ہے وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا۔ میں تبلیغ کر کے تم سے کوئی نذرانہ، کوئی چندہ وصول کروں حاشا وکلا میں تمہیں بالکل مفت تبلیغ کرتا ہوں اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر اس رب کے ذمے جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا۔ پہلے بھی یہ بات گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی کہ پیغمبروں نے اپنی قوموں کو تبلیغ سے پہلے کہہ دیا تھا کہ ہم دنیوی فائدے اور مفاد کے لیے تبلیغ نہیں کرتے تمہاری خیر خواہی مقصود ہے۔ پیغمبروں نے تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں لیا ہاں ویسے کوئی پیغمبروں کو تحفہ تحائف دیتا تھا تو رد نہیں کرتے تھے کوئی اپنا دیتا یا بیگانہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اس کی مخالفت نہ کرو وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو۔ لوگوں نے کیا جواب دیا قَالُوْٓا انہوں نے کہا اَنُؤْمِنُ لَكَ کیا ہم آپ پر ایمان لائیں آپ کی تصدیق کریں وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ اور آپ کی پیروی کی ہے ان لوگوں نے جو کمی ہیں، ذلیل اور گھٹیا ہیں۔ اَرْذَلُوْنَ کی تشریح میں تفسیروں میں آتا ہے کہ کچھ بیچارے لوہار تھے، کچھ ترکھان تھے، کچھ موچی اور دھوبی تھے، کچھ جولاہے تھے اور ابتدا میں پیغمبروں کا ساتھ بھی ہمیشہ غریب لوگوں نے دیا ہے۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت دحیہ ابن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اسلام کا دعوت نامہ ہرقل روم کے پاس بھیجا۔ اس پر آپ ﷺ کی مہر لگی ہوئی تھی۔ روم کے بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہاں کوئی لوگ عرب سے آئے ہوئے ہیں؟ تو اسے بتلایا گیا کہ ہاں آئے ہوئے ہیں۔ اس نے ان کو طلب کیا اتفاق سے ان میں ابوسفیان بھی تھے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ہرقل روم نے کہا اَیُّکُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا بِھٰذَا الرَّجُلِ ''میرے پاس مکہ مکرمہ سے ایک خط آیا ہے محمد کی طرف سے (ﷺ) تم میں سے رشتے کے اعتبار اس کے زیادہ قریب کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ میں اس کا قریبی رشتہ دار ہوں برادری کے اعتبار سے اس کا چچا بھی لگتا ہوں اور میری لڑکی ام حبیبہ بھی اس کے نکاح میں ہے۔ ہرقل روم نے کہا کہ اس آدمی کی کرسی میرے سامنے بچھا دو اور باقیوں کو پیچھے ہٹا دو کہ میں نے اس سے کچھ سوال کرنے ہیں۔ اگر اس نے غلط بیانی کی تو تمہارا اخلاقی فرض ہوگا کہ مجھے بتلانا کہ اس نے یہ بات غلط کی ہے۔

ہرقل روم اور ابوسفیان کے مابین مکالمہ :

☆ ہرقل نے کہا کہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کا نسب اور خاندان کیسا ہے؟

☆ ابوسفیان نے کہا کہ بڑے اونچے خاندان اور نسب کا ہے۔

☆ پھر ہرقل روم نے سوال کیا کہ اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟

☆ ابوسفیان نے کہا نہیں گزرا۔

☆ دعویٰ نبوت سے پہلے اس نے تمہارے ساتھ کبھی جھوٹ بولا ہو کسی بات میں، کسی معاملے میں؟

☆ کہا نہیں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

☆بولا یہ بتلاؤ کہ اس کے ساتھی امیر لوگ زیادہ ہیں یا غریب لوگ زیادہ ہیں؟

☆ کہنے لگا غریب لوگ زیادہ ہیں۔

☆یہ بتلاؤ کہ اس نے تمہارے ساتھ لڑائی بھی کی ہے؟

☆ کہنے لگا ہاں!

☆نتیجہ کیا نکلا؟

☆ کہا کہ کبھی وہ غالب آ جاتے ہیں کبھی ہم غالب آ جاتے ہیں۔

☆پھر اس نے سوال کیا کہ اس پر جو ایمان لائے ہیں ان میں سے کوئی مرتد بھی ہوا ہے؟

☆ابوسفیان نے کہا نہیں!

☆پھر بادشاہ نے کہا کہ اس کے ساتھی گھٹتے ہیں یا بڑھتے ہیں؟

☆ابوسفیان نے کہا روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔

☆وہ تمہیں کیا کہتا ہے؟

☆ابوسفیان نے کہا کہ کہتا ہے صرف رب تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، نمازیں پڑھو، روزے رکھو، نیکی کرو، سچ بولو، نگاہ اور دل کو پاک رکھو۔

ہرقل روم نے کہا کہ اب خط کھولو۔ خط پڑھ کر اس نے کہا کہ یقین جانو وہ رب تعالیٰ کا سچا پیغمبر ہے۔ پیغمبر قوم کا اعلیٰ فرد ہوتا ہے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ہم کمی کی اتباع کیوں کریں۔ پیغمبر کے ساتھ ہمیشہ کمزور اور غریب ہوتے ہیں اور بڑھتے جاتے ہیں اور یہ باتیں جو تو نے بتلائی ہیں واقعی پیغمبروں کی ہیں اگر یہ باتیں سچی ہیں تو پھر میرا فیصلہ سن لو۔ یہ جو میرے قدموں والی جگہ ہے اس کا وہ مالک ہو کر رہے گا اور اگر میں اس کے پاس پہنچ جاؤں لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کے پاؤں دھوؤں۔ لیکن کرسی، اقتدار،

امارت بُری چیز ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے آخر جس وقت اس نے سمجھا کہ میری بادشاہی ہاتھ سے چلی جائے گی تو اپنے عیسائیوں کو اس نے کہا کہ یہ باتیں تو میں نے ویسے ہی کہی تھیں۔

تو پیغمبروں کا ساتھ دینے والے ہمیشہ غریب لوگ ہوتے ہیں اسی واسطے آنحضرت ﷺ نے فرمایا بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ ''اسلام کی ابتدا بھی غریبوں سے ہوئی ہے اور رہے گا بھی غریبوں میں، فرمایا میری طرف سے غریبوں کو مبارک باد ہو۔'' امیر لوٹے کی طرح گھومتے ہیں ان کو دین کے ساتھ کوئی غرض نہیں ہوتی۔ صرف اقتدار کے لیے سب کچھ کرتے ہیں اور غریب دین کے لیے جان تک قربان کر دیتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ پر ایمان لائیں جبکہ آپ کی پیروی کمی رذیل لوگوں نے کی ہے؟ قَالَ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا وَمَا عِلْمِيْ اور مجھے کیا معلوم ہے بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یہ لوگ کیا عمل کرتے ہیں۔ دیکھو! تقریباً پچاس سال سے زیادہ عرصہ مجھے یہاں ہو گیا ہے سوائے چند حضرات کے کہ جن کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ وہ ملازم تھے اب ریٹائر ہو گئے ہیں یا فلاں فلاں ساتھی کاشت کاری کرتے ہیں، ان چند کے علاوہ جو ساتھی درس سنتے ہیں یا جمعہ میں آتے ہیں مجھے کسی کے پیشے کا علم نہیں ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کبھی پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا کہ مجھے کیا معلوم یہ کیا کرتے ہیں میرا ان کے پیشوں کے ساتھ کیا تعلق ہے میرا تو کام ہے ان کو رب تعالیٰ کا پیغام سنانا اور سمجھانا اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ نہیں ہے ان کا حساب مگر میرے رب کے ذمے۔ یہ جائز کام کرتے ہیں یا ناجائز وہ حساب ان کا رب کے ساتھ ہے میرے پاس آ کر انہوں نے حق کو قبول کیا ہے لَوْ تَشْعُرُوْنَ کاش کہ تم سمجھو۔

تفسیروں میں مذکور ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے لوگوں نے مشورہ کر کے نوح علیہ السلام کو کہا ہم ان کمیوں کے ساتھ آپ کی مجلس میں نہیں بیٹھ سکتے ان کو یہاں سے اٹھائیں تو پھر ہم آپ کی بات سنیں گے۔ اور آج کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے کہ یہ بڑے لوگ غریب کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔

چنانچہ چند دنوں کی بات ہے کہ ایک فوجی کرنل نے کہا ہم نے آپ کی دعوت کرنی ہے۔ میں نے معذرت کی کہ میں مصروف آدمی ہوں۔ اس نے کہا کہ ہمارے اہل خانہ کی خواہش ہے کہ آپ ضرور ہمارے گھر تشریف لائیں۔ میں آپ کو گاڑی پر لے جاؤں گا اور واپس پہنچا جاؤں گا۔ خیر وہ ڈرائیور کے ساتھ خود آیا ہم ان کے گھر پہنچے۔ چھوٹے چھوٹے بچے دم کرانے کے لیے لائے، عورتوں نے مسائل پوچھے، چائے کے وقت ڈرائیور باہر بیٹھا رہا میں نے کہا کہ اس کو بلاؤ ہمارے ساتھ چائے پئے۔ ساتھیوں نے کہا حضرت! وہ ڈرائیور ہے اس کو جرأت نہیں ہے کہ اپنے افسر کے ساتھ بیٹھ کر چائے پئے اور افسر میں بھی ایثار کا مادہ نہیں ہے کہ اس کو کہے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ کر چائے پی لو۔ تو وہ ذہن آج بھی موجود ہے۔

تو ان کی قوم کے بڑوں نے کہا کہ ان کو مجلس سے نکال دیں تو ہم بیٹھیں گے۔ نوح علیہ السلام نے اس کا جواب دیا وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہوں میں مجلس سے نکالنے والا مومنوں کو۔ میں ان کو مجلس سے کیوں نکالوں؟ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا کھول کر۔ میں تمہیں رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہوں کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی شرک کو نہ چھوڑا دنیا میں بھی عذاب آئے گا، قبر برزخ میں بھی اور قیامت والے دن بھی اور دوزخ میں بھی قَالُوْا کہنے لگے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ البتہ اگر

آپ باز نہ آئے اے نوح علیہ السلام تو یاد رکھنا لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ البتہ ضرور ہوں گے آپ سنگسار کیے ہوؤں میں سے۔ رجم کا معنٰی ہے پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا۔ تم ہوتے کون ہو ہمارے کلیجے جلانے والے ہم تمہیں پتھروں کے ساتھ رجم کر دیں گے قَالَ فرمایا نوح علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ بے شک میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ یہ بات تم بہت دفعہ سن چکے ہو نوح علیہ السلام نے کوئی ایک دن، ایک ہفتہ، ایک مہینہ یا ایک سال تبلیغ نہیں کی بلکہ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی ہے۔ اور ان نو سو پچاس سالوں میں کئی پیدا ہوئے اور کئی مرے مگر اپنی ضد نہیں چھوڑی، شرک سے باز نہیں آئے مگر تھوڑے سے آدمی۔ اسّی اور بعض تفسیروں میں چوراسی کا عدد آتا ہے۔ بہر حال سو کی تعداد پوری نہیں تھی۔ پھر جب رب تعالیٰ نے بتلا دیا کہ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ [ہود: ۳۶] ''اے نوح علیہ السلام! آپ کی قوم میں سے جو ایمان لا چکے ہیں لا چکے ہیں اور کسی نے ایمان نہیں لانا۔'' تو پھر نوح علیہ السلام نے دعا کی فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا پس فیصلہ فرما دیں میرے اور ان کے درمیان واضح فیصلہ وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نجات عطا فرما مجھے اور ان کو جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے۔ اور سورۃ نوح میں ہے رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ''اے میرے رب زمین پر کسی کافر کو بسنے والا نہ رہنے دے۔'' جب انہوں نے ایمان نہیں لانا تو پھر ان کو نہ چھوڑ تباہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَنْجَيْنٰهُ پس ہم نے نوح علیہ السلام کو نجات دی وَ مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے بھری ہوئی کشتی میں۔ سورہ ہود میں یہ واقعہ کافی تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ وہاں یہ بھی ہے کہ جب طوفان آیا تو نوح علیہ السلام نے اپنے کافر بیٹے سے فرمایا يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا

''اے میرے پیارے بیٹے! اور پنجابی میں اس کا ترجمہ ہے اے مری پتری! میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔'' کلمہ پڑھ کر بچ جاؤ گے۔ اس نے بڑے غرور سے اور تکبرانہ انداز میں کہا سَاٰوِیۡۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعۡصِمُنِیۡ مِنَ الۡمَآءِ ''میں پناہ کروں گا اس پہاڑ کی طرف میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا پانی میرا کیا بگاڑے گا۔'' فرمایا لَا عَاصِمَ الۡیَوۡمَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ ''بیٹے انہیں ہے کوئی بچانے والا آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر وہ جس پر رحم کیا اس اللہ تعالیٰ نے۔'' چنانچہ سب کے سب تباہ ہو گئے۔ نوح علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبٰقِیۡنَ پھر ہم نے غرق کر دیا اس کے بعد دوسروں کو۔ باقی جتنے بچے تھے ان سب کو طوفان نوح میں تباہ کر دیا اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بے شک اس میں البتہ نشانی ہے رب تعالیٰ کی قدرت کی۔ نافرمانوں کے لیے عبرت ہے بعد والے لوگوں کے لیے سبق ہے کہ پہلے بھی قوموں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تباہ و برباد ہوئے تم بھی اگر جھٹلانے سے باز نہ آئے تو تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا وَمَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ اور نہیں ہیں اکثر ان کے ایمان لانے والے۔ آج بھی اکثریت کافروں کی ہے۔ بتلانے والے بتلاتے ہیں کہ دنیا کی آبادی اس وقت پانچ ارب سے زیادہ ہے ان میں سے ایک ارب کے قریب کلمہ پڑھنے والے ہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں مسلمانوں کے تمام فرقے ملا کر جن میں دس کروڑ تو شیعہ رافضی ہیں اور بہائی، بابی، ذکری، غالی قسم کے مشرک اور منکرین حدیث الگ ہیں یہ سب ملا کر ایک ارب کے قریب ہیں۔ عام لوگوں کے نزدیک کلمہ پڑھنے والا مسلمان ہوتا ہے حالانکہ حقیقت اس طرح نہیں ہے۔ یاد رکھنا! کلمہ پڑھنا اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس کے کچھ تقاضے بھی ہیں اور وہ تقاضے پورے نہ ہوئے تو مسلمان نہیں ہیں۔ بے

شک اپنے آپ کو مسلمان کہتے پھریں۔ یاد رکھنا! نہ بابی مسلمان ہیں نہ بہائی مسلمان ہیں نہ قادیانی اور نہ ذکری مسلمان ہیں نہ رافضی مسلمان ہیں اور نہ غالی مشرک مسلمان ہیں نہ منکرین حدیث مسلمان ہیں۔ مسلمان بننا کافی مشکل ہے۔ فرمایا **وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ** اور بے شک آپ کا رب البتہ غالب ہے، مہربان ہے۔ وہ جب چاہے قوموں کو تباہ کردے اور اگر مہلت دیتا ہے تو یہ اس کی رحمت کا نتیجہ ہے۔

كَذَّبَتْ عَادُ

الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ
رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ
اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ
اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَ اِذَا
بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَ اتَّقُوا
الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ
وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ
عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ
الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِیْ
ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ
الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ ع

كَذَّبَتْ عَادُ نِالْمُرْسَلِیْنَ جھٹلایا عاد قوم نے اللہ کے رسولوں کو اِذْ قَالَ
لَهُمْ جب کہا ان کو اَخُوْهُمْ هُوْدٌ ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے اَلَا
تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے اِنِّیْ لَكُمْ بے شک میں تمہارے لیے
رَسُوْلٌ رسول ہوں اَمِیْنٌ امانت دار فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس تم ڈرو اللہ تعالیٰ سے
وَاَطِیْعُوْنِ اور اطاعت کرو میری وَمَآ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اور میں نہیں سوال کرتا تم

سے اس تبلیغ پر مِنۡ اَجۡرٍ کوئی معاوضہ اِنۡ اَجۡرِیَ نہیں ہے میرا اجر اِلَّا عَلٰی
رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ مگر رب العالمین کے ذمے اَتَبۡنُوۡنَ کیا تم بناتے ہو بِکُلِّ رِیۡعٍ
ہر اونچی جگہ پر اٰیَۃً نشانی تَعۡبَثُوۡنَ کھیلتے ہو وَتَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ اور بناتے ہو
کاری گریاں لَعَلَّکُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ شاید کہ تم نے ہمیشہ رہنا ہے وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ اور
جب تم پکڑتے ہو بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ پکڑتے ہو تم جبر اور قہر کرتے ہوئے فَاتَّقُوا
اللّٰہَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِیۡعُوۡنِ اور میری اطاعت کرو وَاتَّقُوا الَّذِیۡ
اور ڈرو تم اس ذات سے اَمَدَّکُمۡ جس نے تمہاری امداد کی ہے بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ
اس چیز کے ساتھ جو تم جانتے ہو اَمَدَّکُمۡ جس نے تمہاری امداد کی ہے بِاَنۡعَامٍ
مال مویشی کے ساتھ وَّبَنِیۡنَ اور بیٹوں کے ساتھ وَجَنّٰتٍ اور باغات کے ساتھ
وَّعُیُوۡنٍ اور چشموں کے ساتھ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ بے شک میں خوف کرتا
ہوں تم پر عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ بڑے دن کے عذاب کا قَالُوۡا ان لوگوں نے کہا
سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ برابر ہے ہم پر اَوَعَظۡتَ آیا آپ وعظ کریں اَمۡ لَمۡ تَکُنۡ مِّنَ
الۡوٰعِظِیۡنَ یا آپ نہ ہوں وعظ کرنے والوں میں سے اِنۡ ھٰذَاۤ نہیں ہے یہ اِلَّا
خُلُقُ الۡاَوَّلِیۡنَ مگر عادت پہلے لوگوں کی وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ اور نہیں ہم ایسے
کہ سزا دیے جائیں فَکَذَّبُوۡہُ پس جھٹلایا انہوں نے ان کو فَاَھۡلَکۡنٰھُمۡ پس ہم
نے ان کو ہلاک کیا اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بے شک اس میں نشانی ہے وَمَا کَانَ
اَکۡثَرُھُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ اور نہیں ہیں ان میں اکثر ایمان لانے والے وَاِنَّ رَبَّکَ

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور بے شک آپ کا رب البتہ وہی ہے غالب، مہربان۔

اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور ان کی قوموں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب ہود علیہ السلام کی قوم کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِيْنَ جھٹلایا عاد قوم نے اللہ کے رسولوں کو۔ یہ عاد قوم ارم کی نسل سے تھی۔ عاد بن ارم بن سام بن نوح۔ عاد حضرت نوح علیہ السلام کا پڑپوتا تھا۔ پھر عاد سے آگے اتنی نسل چلی کہ مستقل خاندان بن گیا۔ بڑے بڑے بلند قد والے تھے۔ سورۃ الفجر تیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ "وہ عاد کہ نہیں پیدا کیا ان کے مثل شہروں میں۔" اس قوم کے علاقے کے متعلق تاریخ والے بتاتے ہیں کہ ایک طرف نجران دوسری طرف عمان تیسری طرف مغربی یمن اور چوتھی طرف حَضَرَ مَوت ہے۔ اس کے درمیان ان کا علاقہ تھا آج کل کے جغرافیہ میں رُبع خالی دہما بھی کہتے ہیں، ریتلا علاقہ ہے۔ اس قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ ایک پیغمبر کو جھٹلانا سب پیغمبروں کو جھٹلانا ہے اس لیے جمع کا صیغہ بولا گیا ہے۔ کیونکہ تمام پیغمبروں کے بنیادی اصول ایک ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے۔ بھائی اس لیے فرمایا کہ وہ قوم کے ایک فرد تھے۔ فرمایا اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بے شک میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں امانت دار۔ جو کچھ اور جتنا میرا رب مجھے بتلاتا ہے میں اتنا ہی تمہیں بتلا دیتا ہوں اپنی طرف سے کمی بیشی نہیں کرتا فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو۔ اس کے بعد ہود علیہ السلام نے وہی بات فرمائی جو سارے پیغمبر کہتے آئے ہیں وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

اَجْرٍ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ اور بدلہ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔ تمہارے سے صرف یہی مطالبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کرو۔ اس قوم میں ظلم وستم، کفر وشرک کے علاوہ اسراف کی بیماری عام تھی۔ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ کیا تم بناتے ہو ہر اونچی جگہ پر نشانی کھیلتے ہو وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ اور بناتے ہو تم کاری گریاں۔ تم عالی شان عمارات بنا کر اور اس میں نقش ونگار کر کے فضول خرچی کر رہے ہو لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ گویا کہ تم نے یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔

تفسیر مظہری میں آنحضرت ﷺ کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی دولت کو مٹی اور گارے میں لگا دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ كُلُّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰی صَاحِبِهٖ اِلَّا مَالَا اِلَّا مَالَا " ہر عمارت اپنے بنانے والے کے لیے باعثِ وبال ہوگی سوائے اس کے جو ضروری ہے اور جس میں رہائش مقصود ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ اپنی جھونپڑی مرمت کر رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا عبداللہ! کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور! جھونپڑی ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَلْاَمْرُ اَعْجَلُ مِنْ ذٰلِكَ " معاملہ تو اس سے بھی جلدی کا ہے۔" تمہیں کیا معلوم کہ اس کی درستگی کے بعد اس میں رہنا بھی نصیب ہو یا نہ ہو۔ کیا پتہ کہ موت کس وقت آجائے۔

تو ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہر اونچی جگہ پر نشانی بناتے ہو کھیلنے کے لیے اور کاری گریاں بناتے ہو گویا کہ تم نے ہمیشہ رہنا ہے وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ اور

جب تم پکڑتے ہو دشمن کو تو پکڑتے ہو بڑا جبر اور قہر کرتے ہوئے۔ بڑا ظلم وستم ڈھاتے ہو۔ عاد قوم کے لوگ اپنے اردگرد کے لوگوں پر بڑا ظلم کرتے تھے۔ یہ بڑی طاقتور قوم تھی۔ دوسری قوموں کو للکارتے تھے اور نعرے مارتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ''ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے۔'' یہ ایسے طاقتور تھے کہ کسی آدمی کی کھوپڑی پر ہاتھ ڈالتے تھے تو اس کا بالکل بھیجا نکال دیتے تھے ایسے مضبوط ہاتھ ڈالتے تھے کہ آدمی کی پسلیاں توڑ ڈالتے تھے۔ فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ان کاموں سے باز آجاؤ میں جو ٹھیک احکام تمہیں پہنچا رہا ہوں ان کو تسلیم کرو اور ان پر عمل کرو میں اللہ تعالیٰ کا امانت دار رسول ہوں وَاتَّقُوا الَّذِيْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ کی ذات سے جس نے تمہاری امداد کی ہے ان چیزوں کے ساتھ جو تم جانتے ہو۔ تمہیں کتنے بڑے بڑے وجود عطا فرمائے بدنی طور پر تمہیں کتنی قوت عطا فرمائی اور اس وجود کے ساتھ تعلق رکھنے والی کتنی نعمتیں ہیں اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ امداد دی تمہیں مال اور مویشی کے ساتھ۔ مویشیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۲ میں فرمایا۔ بھیڑوں میں سے نر مادہ، بکریوں میں سے نر مادہ، اونٹوں میں سے نر مادہ، گائے بھینس میں سے نر مادہ ان کا گوشت کھاتے ہو، دودھ پیتے ہو، بعضوں سے بار برداری کا کام لیتے ہو، بعضے جانور سواری کے لیے پیدا فرمائے وَّبَنِيْنَ اور امداد دی تمہیں بیٹوں کے ساتھ۔ بیٹے بیٹیاں سب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ مگر بیٹوں کا ذکر اس لیے فرمایا کہ یہ انسان کے لیے زیادہ مفید ہوتے ہیں مشقت کے سارے کام بیٹے کرتے ہیں مال جان کی حفاظت کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور انسان کی نسل بھی انہی سے چلتی ہے۔ بیٹیاں فطرتاً پردہ نشین ہوتی ہیں ان سے بھاری کام نہیں لیے جاسکتے اس لیے بیٹوں کا ذکر فرمایا ہے وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اور

باغوں اور چشموں کے ساتھ امداد دی۔ اللہ تعالیٰ نے چشموں اور نہروں کے ذریعے آبپاشی کا نظام قائم کیا ہے جس سے تمہارے باغات اور کھیتیاں پیدا ہوئیں اور تمہاری خوراک اور پھل پیدا ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات ہیں جن کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اور تم شکر کی بجائے الٹا ناشکری کرتے ہو۔ اس کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھہراتے ہو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کو بے جا خرچ کرتے ہو اور اسراف کرتے ہو۔ فرمایا اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ بے شک میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت آئے اور تم تباہ و برباد ہو جاؤ لہٰذا تم اب بھی سنبھل جاؤ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ہود علیہ السلام کے اس وعظ و نصیحت کے جواب میں قوم نے یہ کہا قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ کہنے لگے کہ ہمارے لیے برابر ہے آپ ہمیں وعظ کریں یا نہ ہوں وعظ نصیحت کرنے والوں میں سے۔ مطلب یہ ہے کہ اے ہود علیہ السلام آپ جو مرضی کہتے رہیں تمہارے وعظ و نصیحت کا ہم پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہم تمہاری بات ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اور سورہ ہود آیت نمبر ۳۵ میں ہے قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ ''انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے پاس کوئی واضح چیز لے کر نہیں آئے۔'' لہٰذا ہمیں تمہاری باتوں پر یقین نہیں آتا بلکہ ہم تو آپ کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ [آیت ۴۵] ''ہم کہتے ہیں کہ ہمارے بعض معبودوں نے تمہیں برائی پہنچائی ہے۔'' تمہارا دماغ ٹھیک نہیں رہا نعوذ باللہ تعالیٰ۔ تم بہکی بہکی باتیں کرتے ہو اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ نہیں ہے یہ مگر پہلے لوگوں کی عادت ہے جو تم پیش کر رہے ہو۔ پہلے بھی لوگ اسی طرح ڈرایا کرتے تھے جس طرح تم ہمیں عذاب سے ڈرا رہے ہو۔ اور یہ مطلب بھی بیان کرتے ہیں کہ جو کچھ آج ہم

کررہے ہیں یہی کچھ ہمارے پرانے آباؤ اجداد بھی کیا کرتے تھے مگر تم ہمیں ان کے راستے سے ہٹانا چاہتے ہو لہٰذا ہم تمہاری بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں اور نہ ہم تمہاری دھمکی سے ڈرتے ہیں وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ اور نہیں ہم کہ ہمیں سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَكَذَّبُوْهُ پس انہوں نے جھٹلا دیا ہود علیہ السلام کو۔ تھوڑے سے لوگ مسلمان ہوئے باقی کسی نے تسلیم نہیں کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا فَاَهْلَكْنٰهُمْ پس ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ان کے علاقوں میں ریت کے ٹیلے تھے جن علاقوں میں یہ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی کہ بارشیں بند کر دیں۔ خشک علاقہ تھا نہری علاقوں میں بھی بارشیں نہ ہوں تو ان پر بھی اثر ہوتا ہے اور جو علاقے ہوں ہی بارانی ان کا تو بُرا حال ہو جاتا ہے۔ بارشیں نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ چشمے خشک ہو گئے، کنوئیں ختم ہو گئے، کھیت تباہ ہو گئے، درخت خشک ہو گئے، پانی کی قلت کی وجہ سے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا تم مجھ پر ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر لگاتار بارشیں برسائے گا حالات تمہارے ٹھیک ہو جائیں گے۔ کہنے لگے اگر آپ کی وجہ سے بارش ہوتی ہے تو پھر ہمیں پانی کے ایک قطرے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مختلف طریقوں سے اپنا بنانا چاہتے ہیں ہم آپ کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۲۲ میں کہنے لگے فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ "پس آپ لے آئیں وہ چیز جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں اگر ہیں آپ سچوں میں سے فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ پس جب دیکھا انہوں نے اس عذاب کو بادل کی شکل میں جو ان کی وادیوں کے سامنے سے آ رہا تھا قَالُوْا کہنے لگے هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا" اور ہمارے حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ وہ بادل کا ٹکڑا جب چلتے چلتے ان کے سروں کے قریب پہنچا تو اس سے آواز آئی رِمَادًا رِمَادًا

لَا تَذَرُ مِنْ عَادٍ اَحَدًا ترمذی شریف کی روایت ہے "ان کو راکھ اور خاک کر کے رکھ دے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑتا۔" لیکن انہوں نے اس سے بھی کوئی سبق حاصل نہ کیا وہ بادل جب ان کے قریب آیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں ایسی تندو تیز ہوا نکلی کہ اس نے ان کو اٹھا اٹھا کر زمین پر دے مارا حالانکہ ان کے بڑے لمبے لمبے قد تھے اور بڑے طاقتور تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کے نعرے مارتے تھے کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ ہوا نے اٹھا اٹھا کر کسی کو ایک میل دور پھینکا کسی کو دو میل دور پھینکا۔ لاشیں اس طرح پڑی تھیں کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ [القمر: ۲۰] "جیسا کہ وہ تنے ہیں اکھڑی ہوئی کھجوروں کے۔" ایک شخص بھی زندہ نہ بچا۔ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل ہوا چلتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ [الحاقہ: ۸] "اے مخاطب تم ان میں سے کسی ایک فرد کو بھی زندہ دیکھتے ہو، کوئی باقی بچا ہے۔" ہود علیہ السلام اور ان کے چند ساتھیوں کے علاوہ باقی سب تباہ ہو گئے۔ فرمایا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بے شک اس واقعہ میں نشانی ہے عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے کہ مشرکوں کا، منکروں کا بالآخر یہی انجام ہوتا ہے۔ لیکن وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہیں ان میں اکثر ایمان لانے والے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں کثرت نافرمانوں کی رہی ہے اور اہل ایمان ہمیشہ قلت میں ہی رہے ہیں۔ فرمایا وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور بے شک آپ کا پروردگار البتہ وہی غالب ہے مہربان۔

❁❁❁

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾ ع ٨ ۱۹

كَذَّبَتْ جھٹلایا ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ثمود قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو اِذْ قَالَ لَهُمْ جب کہا ان کو اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو اِنِّيْ لَكُمْ بے شک میں تمہارے لیے رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ رسول ہوں امانت دار فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے عَلَيْهِ اس تبلیغ پر

مِنْ اَجْرٍ کسی معاوضے کا اِنْ اَجْرِیَ نہیں ہے میرا اجر اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مگر رب العالمین کے ذمے اَتُتْرَكُوْنَ کیا تم چھوڑ دیئے جاؤ گے فِیْ مَا هٰهُنَآ یہاں اٰمِنِیْنَ امن میں فِیْ جَنّٰتٍ باغوں میں وَّ عُیُوْنٍ اور چشموں میں وَّزُرُوْعٍ اور کھیتوں میں وَّ نَخْلٍ اور کھجوروں میں طَلْعُهَا هَضِیْمٌ جن کے خوشے نہایت ہی ملائم ہیں وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ اور تراشتے ہو تم پہاڑوں میں بُیُوْتًا گھر فٰرِهِیْنَ تکلف سے فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَ اَطِیْعُوْنِ اور اطاعت کرو میری وَلَا تُطِیْعُوْٓا اور نہ اطاعت کرو اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ اسراف کرنے والوں کے حکم کی الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ جو فساد کرتے ہیں فِی الْاَرْضِ زمین میں وَلَا یُصْلِحُوْنَ اور اصلاح نہیں کرتے قَالُوْٓا کہا انہوں نے اِنَّمَآ پختہ بات ہے اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ آپ سحر زدہ لوگوں میں سے ہیں مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہیں آپ مگر انسان ہمارے جیسے فَاْتِ بِاٰیَةٍ پس لائیں کوئی نشانی اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہیں آپ سچوں میں سے قَالَ فرمایا صالح علیہ السلام نے هٰذِهٖ نَاقَةٌ یہ اونٹنی ہے لَّهَا شِرْبٌ اس کے لیے پانی پینے کی باری ہے وَّلَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ اور تمہارے لیے بھی پانی پینے کی باری ہے ایک دن مقرر پر وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور اس کو ہاتھ نہ لگانا تکلیف دینے کے لیے فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ پس پکڑے گا تمہیں بڑے دن کا عذاب فَعَقَرُوْهَا پس انہوں نے ٹانگیں کاٹ دیں اونٹنی کی

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ پس ہو گئے وہ پشیمان فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ پس پکڑا ان کو عذاب نے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً بے شک اس میں نشانی ہے وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہیں اکثر لوگ ان میں ایمان لانے والے وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ اور بے شک آپ کا رب البتہ وہی ہے غالب، مہربان۔

اس سے پہلے چار پیغمبروں کے واقعات بیان ہو چکے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام۔ اب صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ جھٹلایا ثمود قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو۔ چونکہ تمام پیغمبروں کا پروگرام ایک ہی تھا اس لیے ایک پیغمبر کو جھٹلانا سب پیغمبروں کو جھٹلانا ہے اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے۔ بھائی اس لیے کہ یہ ان کی قوم کے ایک فرد تھے۔ یہ قوم وادی القریٰ میں آباد تھی۔ یہ مشہور علاقہ ہے خیبر اور تبوک کے درمیان۔ اس علاقے کو حجر کہتے ہیں اس میں بڑی بڑی چٹانیں ہیں ان لوگوں نے ان چٹانوں کو تراش تراش کر مکان بنائے ہوئے تھے۔ قوم عاد کے بعد قوم ثمود نے بڑی ترقی کی تھی۔ یہ بھی سام بن نوح کی اولاد میں سے تھے۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے اور معاصی سے اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ بے شک میں تمہارے لیے رسول ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے امانت دار ہوں۔ اور جو کچھ اور جتنا میرا رب مجھے بتلاتا ہے میں اتنا ہی تمہیں بتلا دیتا ہوں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کرتا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اس کے قہر اور غضب سے اور میری اطاعت کرو

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔تمام پیغمبروں اور رسولوں نے یہی بات کہی کہ تبلیغ حق کے سلسلے میں ہمارا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے صراط مستقیم کی راہنمائی کرنے کے لیے کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتے۔ہود علیہ السلام نے قوم سے فرمایا اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ کیا تم چھوڑ دیے جاؤ گے یہاں امن میں۔تم کیا سمجھتے ہو کہ تم یہاں ہمیشہ اسی طرح خوشحالی کی زندگی بسر کرتے رہو گے اور تمہیں کبھی زوال نہیں آئے گا اور تم یہاں امن میں رہو گے فِيْ جَنّٰتٍ باغوں میں وَّعُيُوْنٍ اور چشموں میں۔یہ تمہارے باغات اور ان کو سیراب کرنے والے چشمے اور نہریں اسی طرح جاری رہیں گی اور کیا تم اس خام خیالی میں مبتلا ہو کہ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ کھیتوں میں اور کھجوروں میں رہو گے۔کھجوروں کے وہ درخت طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کہ ان کے خوشے بڑے ہی ملائم ہیں۔قوم ثمود کے پاس کھجوروں کے بڑے بڑے باغ تھے جس کی وجہ سے وہ بڑے خوشحال لوگ تھے۔فرمایا وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ اور تم تراشتے ہو پہاڑوں میں پُر تکلف مکانات۔ثمود قوم فن تعمیر کی بڑی ماہر تھی۔یہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر ان کے اندر ہی نہایت خوبصورت نقش و نگار والے مکانات بناتے تھے کیونکہ انہوں نے سن رکھا تھا کہ جب زلزلہ آتا ہے تو مکان گر جاتے ہیں اور اینٹ پتھر علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔چٹان اندر سے کرید کرید کر مکان بنایا جائے تو پھر کون سی دیوار پھٹے گی۔تو ان چٹانوں میں انہوں نے بڑے بڑے کمرے بنائے ہوئے تھے۔ہال کمرہ، ناچ کمرہ، مہمان خانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ۔

ہمارے ایک شاگرد نصرۃ العلوم سے فارغ ہو کر مدینہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔

انہوں نے بتایا کہ یونیورسٹی کے طلبہ نے پروگرام بنایا کہ وہ علاقہ دیکھنا چاہیے۔ ہم نے اپنے پرنسپل سے اجازت مانگی تو اس نے کہا کہ تم لوگ وہاں جا کر کیا کرو گے؟ ہم نے کہا کہ بس ہمارا شوق ہے۔ اجازت مل گئی۔ بس کا انتظام ہوا جب وہاں قریب پہنچے تو وہاں چرواہے جانور چرا رہے تھے۔ ان میں کچھ جوان اور کچھ بوڑھے تھے۔ انہوں نے ہمارے سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو تو ہم نے کہا حجر کے علاقے میں۔ انہوں نے کہا لَاتَذْهَبُوْا وہاں نہ جاؤ خدا کا عذاب آئے گا۔ بہر حال ہم وہاں پہنچے دو سو کے قریب ہم نے چٹانیں دیکھی جن میں کمرے بنے ہوئے تھے مگر رہنے والا کوئی نہیں تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کے اس عمل پر تنقید کی کہ اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کرو ضرورت کے مطابق مکان بناؤ یہ جو تم مکان بناتے ہو اس پر تم ستر ستر سال، اسی اسی سال لگا دیتے ہو۔ زندگی تمہاری ان کاموں میں صرف ہو رہی ہے۔ دیکھو! مکان بھی انسان کی ضرورت ہے اس سے شریعت روکتی نہیں ہے مگر اپنی ضرورت کے مطابق بناؤ۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ ان چیزوں میں وقت ضائع نہ کرو حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرو فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ پس تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں آخرت کی فکر کرو یہ دنیا اور اس کی تمام رونقیں جلد ختم ہونے والی ہیں اگر غلط کاموں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکو گے۔ فرمایا وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ اور اسراف کرنے والوں کا حکم نہ مانو۔ عاد قوم کی طرح ثمود قوم میں بھی یہ بیماری پائی جاتی تھی کہ فضول رسم و رواج اور لہو ولعب میں بے دریغ روپیہ صرف کرتے تھے۔ فرمایا مسرف لوگ وہ ہیں الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں وَلَا يُصْلِحُوْنَ اور اصلاح نہیں کرتے۔ قوانین خداوندی کی خلاف ورزی

ہی فساد فی الارض ہے۔ مشرک، کافر اور منافق قسم کے لوگ فساد فی الارض کے مرتکب ہو تے ہیں۔ قوم نے بات ماننے کی بجائے جواب دیا۔ قَالُوْٓا کہنے لگے اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ بے شک آپ سحر زدہ لوگوں میں سے ہیں جس کی وجہ سے بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہیں آپ مگر ہمارے جیسے ہی انسان۔ تمہیں ہم پر کون سی فوقیت حاصل ہے ہم تمہیں پیغمبر مان لیں۔ ہر زمانے کے مشرکوں نے یہ بات کہی کہ بشر کیسے پیغمبر بن گیا؟ وہ بشریت کو نبوت کے منافی سمجھتے تھے۔ پہلے بشریت کا انکار کیا پھر کہنے لگے فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ پس لے آئیں آپ کوئی نشانی اگر ہیں آپ سچے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیسی نشانی چاہتے ہو؟ ایک بڑی چٹان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ اس چٹان سے اونٹنی نکلے اور ساتھ بچہ بھی ہو تو اس فرمائش کے پورے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ پتھروں اور چٹانوں سے کیا اونٹنیاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر فوراً بچہ بھی جن دے۔ اور یہ بھی انہوں نے کہا کہ اس اونٹنی کے بال بھی گھنے اور خوبصورت ہوں۔ چنانچہ اس کے لیے ایک دن مقرر کیا گیا۔ شہروں دیہاتوں میں ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ او بھئی! فلاں دن پتھر سے اونٹنی پیدا ہونی ہے۔ مذاق اڑاتے تھے مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے اور جوان اکٹھے ہوئے۔ عجیب قسم کا منظر تھا ایک میلہ لگا ہوا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اشارہ کیا کہ اس چٹان سے اونٹنی نکلے۔ سب نے آنکھوں سے دیکھا کہ اسی چٹان سے اونٹنی نکلی اور ساتھ ہی بچہ جن دیا۔ اس کا ذکر ہے قَالَ فرمایا حضرت صالح علیہ السلام نے هٰذِهٖ نَاقَةٌ یہ اونٹنی ہے جو تم نے طلب کی تھی لَّهَا شِرْبٌ اس کے لیے پانی پینے کی باری ہے وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ اور تمہارے لیے بھی پانی پینے کی ایک باری ہے ایک دن مقرر پر۔ ایک دن چشمے سے یہ اونٹنی پانی پیا کرے

گی اور دوسرے دن تم اپنے جانوروں کو پانی پلایا کرو۔ چنانچہ دن مقرر کر لیے گئے۔ ایک دن اکیلی اونٹنی پانی پیتی تھی اور دوسرے دن باقی جانور۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک چلتا رہا اس دوران کچھ لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ اونٹنی تو ہمارے لیے عذاب بن گئی ہے۔ ایک دن یہ سارا پانی پی جاتی ہے اور ہمارے جانور اسے دیکھ کر ڈر جاتے ہیں کسی طرح اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے لوگوں کو خبردار کیا وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ تکلیف دینے کے لیے۔ ہاں! یہ سمجھتے ہو کہ پتھر سے عجیب طریقے سے نکلی ہے برکت کے لیے ہاتھ لگاؤ تو کوئی بات نہیں ہے لیکن تکلیف دینے کے لیے ستانے کے لیے ہاتھ نہ لگاؤ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ پس پکڑے گا تمہیں بڑے دن کا عذاب۔ سورہ نمل آیت نمبر ۴۸ میں ہے وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ''اور تھے شہر میں نو آدمی جو فساد کرتے تھے زمین میں اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔'' حجر شہر میں نو غنڈے تھے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم نے صالح علیہ السلام اور ان کے سارے اہل خانہ کو قتل کرنا ہے دودھ پیتا بچہ بھی نہیں چھوڑنا اور اس سے پہلے اونٹنی کو بھی۔ چنانچہ انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر زلزلہ مسلط ہوا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے ایسی ڈراونی آواز ان پر مسلط کی کہ ان کے کلیجے پھٹ گئے۔ رب تعالیٰ کے عذاب سے کون بچا سکتا ہے؟ حضرت صالح علیہ السلام اور انکے مومن ساتھی زندہ رہے اور ان کے گھر کے افراد بھی اور باقی مجرم سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے۔ فرمایا فَعَقَرُوْهَا پس انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ پس ہو گئے وہ پشیمان۔ مگر اب پشیمان ہونے کا کیا فائدہ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ پس پکڑا ان کو عذاب نے۔ زلزلہ بھی آیا اور ڈراونی آواز بھی آئی اِنَّ

فِــىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بے شک اس میں نشانی ہے مجرموں کے لیے جو رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں پیغمبروں کی نافرمانی کرتے ہیں وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہیں اکثر انسانوں میں ایمان لانے والے۔ بایں ہمہ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور بے شک آپ کا رب غالب، مہربان ہے۔ جب چاہے جس طرح چاہے سزا دے اور اگر فوری سزا نہیں دیتا تو یہ اس کی رحمت کا نتیجہ ہے۔

❀❀❀

كَذَّبَتْ

قَوْمُ لُوْطِ ۣالْمُرْسَلِيْنَ ۝ۚۖ۱۶۰ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ۚ۱۶۱
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ۙ۱۶۲ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ۚ۱۶۳ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ۭ۱۶۴ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ
مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ۙ۱۶۵ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ
قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝۱۶۶ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝۱۶۷
قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ۝ۭ۱۶۸ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶۹
فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ۙ۱۷۰ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ۚ۱۷۱ ثُمَّ دَمَّرْنَا
الْاٰخَرِيْنَ ۝ۚ۱۷۲ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝۱۷۳
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۷۴ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ۧ۱۷۵ ع ۱۴

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣالْمُرْسَلِيْنَ جھٹلایا لوط علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو اِذْ قَالَ لَهُمْ جب کہا ان کو اَخُوْهُمْ ان کے بھائی لُوْطٌ لوط علیہ السلام نے اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو اِنِّيْ لَكُمْ بے شک میں تمہارے لیے رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ رسول ہوں امانت دار فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر مِنْ اَجْرٍ کسی معاوضے کا اِنْ اَجْرِيَ نہیں ہے میرا اجر اِلَّا عَلٰي

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مگر رب العالمین کے ذمے اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ کیا دوڑتے ہو تم مردوں پر مِنَ الْعٰلَمِیْنَ جہان والوں میں سے وَ تَذَرُوْنَ اور چھوڑتے ہو مَا اس مخلوق کو خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ جو پیدا کی تمہارے لیے تمہارے رب نے مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ تمہاری بیویاں بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ بلکہ تم قوم ہو حد سے بڑھنے والی قَالُوْا کہا انہوں نے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ البتہ اگر آپ باز نہ آئے یٰلُوْطُ اے لوط علیہ السلام لَتَكُوْنَنَّ البتہ آپ ضرور ہو جائیں گے مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ نکالے ہوئے لوگوں میں سے قَالَ فرمایا لوط علیہ السلام نے اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ بے شک میں تمہارے عمل کو مِّنَ الْقَالِیْنَ بغض کے ساتھ دیکھنے والا ہوں رَبِّ نَجِّنِیْ اے میرے رب مجھ کو نجات دے وَاَهْلِیْ اور میرے اہل کو مِمَّا یَعْمَلُوْنَ اس کاروائی سے جو یہ کرتے ہیں فَنَجَّیْنٰهُ پس ہم نے نجات دی اس کو وَاَهْلَهٗ اور اس کے ساتھ اہل کو اَجْمَعِیْنَ سب کو اِلَّا عَجُوْزًا مگر بڑھیا فِی الْغٰبِرِیْنَ جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ پھر ہم نے ہلاک کیا دوسروں کو وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا اور برسائی ہم نے ان پر ایک قسم کی بارش فَسَآءَ پس بری تھی مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ بارش ڈرائے ہوؤں کی اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً بے شک البتہ اس میں نشانی ہے وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہیں اکثر لوگ ان میں سے ایمان لانے والے وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ اور بے شک آپ کا رب البتہ وہی ہے غالب، مہربان۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے متعدد نافرمان قوموں کا ذکر اور ان کی تباہی کا بیان فرمایا

ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم،حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم،حضرت نوح علیہ السلام کی قوم،حضرت ہود اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے حالات بیان ہوئے ہیں۔آج کے سبق اور درس میں لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہے۔

لوط علیہ السلام کا قصہ :

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے بھتیجے تھے۔لوط بن حاران بن آزر۔ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام بھی آزر تھا۔ساتویں پارے میں ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ ۔ بعض تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا لیکن حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کے مقابلے میں تاریخ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔پھر اگر مان بھی لیں تو پھر اس طرح ہوگا کہ تارخ ان کا لقب تھا اور نام قطعی اور یقینی طور پر آزر ہی تھا۔رب تعالیٰ سے زیادہ جاننے والا کون ہے۔اصل ان کا ملک عراق تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرصہ دراز تک تبلیغ کی۔ساٹھ (۶۰) سال، ستر (۷۰) سال اور اسی (۸۰) سال بھی لکھے ہیں۔بہر حال اس سے کم وبیش تبلیغ کی مگر اہلیہ سارہ کے سوا کسی نے ساتھ نہ دیا۔پھر یہاں سے ہجرت کر کے شام چلے گئے۔ہجرت میں آپ کے ساتھ بیوی سارہ علیہا السلام اور بھتیجا لوط علیہ السلام تھے۔اللہ تعالیٰ نے شام کا علاقہ،دمشق وغیرہ آپ کے سپرد کیا کہ یہاں کے لوگوں کو تبلیغ کرنی ہے۔حضرت لوط علیہ السلام کو حکم دیا کہ سدوم جو بہت بڑا شہر اور منڈی تھا کہ آپ نے یہاں کام کرنا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے وہاں تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔وہاں کے لوگوں نے لوط علیہ السلام کا اخلاق،وضع قطع،شکل وصورت سے متاثر ہو کر رشتہ بھی دے دیا۔حالانکہ دنیا میں رشتے کا مسئلہ بھی کافی پریشان کن ہے۔قوم بھی دوسری،ملک بھی دوسرا اور سب سے

بڑھ کر یہ کہ عقیدہ بھی نہیں ملتا تھا۔ اس عورت نے آخری دم تک آپ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ اس زمانے میں مومن کافر کا رشتہ جائز تھا اور ہماری شریعت میں بھی کم و بیش سولہ سال تک کافر کے ساتھ نکاح جائز تھا۔ آپ ﷺ کی تین بیٹیاں کافروں کے نکاح میں تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوالعاص بن ربیع جن کا نام مِکْثَم تھا کے نکاح میں تھیں، تینوں کافر تھے۔ اسی طرح بہت سارے صحابہ کرام ﷺ کے نکاح میں کافر عورتیں تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا نکاح ام بکر سے ہوا تھا اس سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بکر تھا اسی بیٹے کی نسبت سے آپ کی کنیت ابوبکر تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کافی زور لگایا مگر ام بکر نے کلمہ نہیں پڑھا پھر طلاق دے دی کہ اس کا میرے گھر پر اثر پڑے گا دینی لحاظ سے۔ تو ابتدائے اسلام میں کافروں کے ساتھ رشتہ جائز تھا۔ ۳ھ میں اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ''مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا اور مشرکوں کو نکاح کر کے بھی نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔'' تو تقریباً سولہ سال اسلام میں بھی مسلمان اور کافر کا رشتہ جائز تھا۔

تو اللہ تعالیٰ نے سدوم شہر اور اس کے اردگرد بستیوں کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اس کا ذکر ہے كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِنالْمُرْسَلِيْنَ جھٹلایا لوط علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو۔ ان کی طرف تنہا لوط علیہ السلام ہی گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر کو جھٹلانا تمام پیغمبروں کو جھٹلانا ہے۔ اس لیے کہ تمام پیغمبر اصول میں متفق ہیں۔ فرمایا اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط علیہ السلام نے۔

انسان ہونے کے لحاظ سے بھائی فرمایا ہے اور اس لحاظ سے کہ یہ ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے ورنہ وہ کافر ہیں یہ مومن ہیں وہ مشرک ہیں یہ موحد پیغمبر ہیں۔فرمایا اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے،رب تعالیٰ کی نافرمانی سے،حق کی مخالفت سے اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ بے شک میں تمہاری طرف رسول ہوں امانت دار۔جو رب تعالیٰ بتلاتے ہیں میں اس میں ایک حرف کی کمی بیشی نہیں کرتا پوری امانت کے ساتھ تمہیں بتلا دیتا ہوں فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس تم ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو میرا حکم مانو وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا۔کوئی تنخواہ،کوئی نذرانہ،کسی چیز کا طالب نہیں ہوں حاشا وکلا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔یہ سب سے پہلی قوم تھی جس نے اپنی شہوت رانی مردوں پر کی ہے۔اس پر گرفت کرتے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا اَتَاْتُوْنَ الذُّکْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ کیا دوڑتے ہو تم مردوں پر جہان والوں میں سے۔سورۃ الاعراف آیت نمبر ۸۰ میں ہے مَا سَبَقَکُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ”اس برائی میں تم سے پہلے کوئی شخص سبقت نہیں لے گیا۔“ یہ پہلی قوم تھی جس نے غلط راستہ اختیار کیا وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَکُمْ رَبُّکُمْ اور چھوڑتے ہو ان کو جو پیدا کی ہیں تمہارے لیے تمہارے رب نے مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ تمہاری بیویاں۔عورتوں کی طرف تمہاری کوئی توجہ نہیں ہے اور اس خرابی میں مبتلا ہو بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ بلکہ تم قوم ہو حد سے بڑھنے والی۔رب تعالیٰ نے حدیں مقرر فرمائی ہیں جائز اور ناجائز کی،حلال حرام بتلایا ہے کہ یہ کار ثواب ہے اور یہ کار عتاب ہے۔تم رب کی حدیں نہ پھلانگو۔عرصہ دراز تک سمجھاتے رہے قَالُوْا ان لوگوں نے کہا۔کیا کہا؟ان کا جواب سنو! کہنے لگے لَئِنْ لَّمْ

تَنْتَهِ يٰلُوْطُ البتہ اگر آپ باز نہ آئے اے لوط علیہ السلام اپنی تبلیغ سے لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ تو ہو جاؤ گے ان لوگوں میں سے جن کو شہر سے نکال دیا جاتا ہے۔ تمہیں دیس نکالا دیا جائے گا۔ الٹی منطق ہے دنیا میں جب بدمعاشوں کا راج ہو تو نیک لوگوں پر عرصہ حیات تنگ ہو جاتا ہے قَالَ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ بے شک میں تمہارے عمل کو بغض کی نگاہ سے دیکھنے والوں میں سے ہوں۔ قَلٰى يَقْلِىْ کا معنیٰ ہوتا ہے بغض رکھنا۔ سورہ ضحیٰ میں ہے مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى " نہیں چھوڑا آپ کو آپ کے رب نے اور نہ آپ کے ساتھ بغض کیا ہے۔"

ابوداؤد وغیرہ میں ہے حضرت ابوذر غفاری ﷺ سے روایت ہے عرض کیا حضرت ارشاد فرمائیں اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ "کون سا عمل بہتر ہے قَالَ آپ نے فرمایا اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عداوت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔" کسی نیک آدمی کے ساتھ محبت کرنا اچھے اعمال میں سے ہے۔ تو دراصل محبت تو اچھے اعمال سے ہوئی اگر کوئی آدمی بُرے کام کرتا ہے تو اس کے ساتھ بغض رکھنا بھی اچھے اعمال میں سے ہیں اور دراصل عداوت بُرے کاموں کے ساتھ ہوئی مگر وہ کام کرنے والے بندے ہوتے ہیں برے ہوں یا اچھے۔ اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ محبت اور بُرے کام کرنے والوں کے ساتھ عداوت ایمان کی علامتوں میں سے بڑی علامت ہے۔

آخرت میں انسان اپنے محبوب کے ساتھ اٹھایا جائے گا :

ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا حضرت! مَتَى السَّاعَةُ " قیامت کب آئے گی؟" بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَا اَعْدَدْتَّ

لَهَا ''تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' بے چارہ شرمندہ ہوا سر جھکا کر کہنے لگا حضرت! میرے پاس اور تو کچھ نہیں ہے اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ''مگر بے شک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ''تو ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ تیری محبت ہے۔'' حضرت انس ؓ یہ روایت بیان کر کے فرماتے ہیں گواہ ہو جاؤ کہ میرا عمل حضرت ابو بکر ؓ کے برابر نہیں حضرت عمر ؓ جیسا نہیں ہے مگر ان کے ساتھ میری محبت ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے قدموں تک پہنچا دے گی۔ امام بیہقیؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ جا کر فلاں بستی کو الٹ دو۔ قَالَ بِمَنْ فِيْهَا ''کیا اس بستی میں جو رہتے ہیں سب پر بستی کو الٹ دوں؟'' قَالَ بِمَنْ فِيْهَا ''فرمایا ہاں! سب پر الٹ دے۔'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار! اس بستی میں آپ کا ایک بندہ ہے لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ ''اس نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی۔'' پروردگار! اس پر بھی بستی الٹ دوں؟ فرمایا اس پر بھی الٹ دے۔ اس لیے کہ اس بستی میں لوگ زنا کرتے ہیں مگر اس کی پیشانی پر بل نہیں پڑتا تھا۔ بے شک خود نیکی کرتا ہے لیکن برائی کو دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل نہیں پڑتا یاد رکھنا! ہم سے اور تو کچھ نہیں ہو سکتا مگر کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ برے کام کو برے بندے کو برا سمجھیں۔

حضور ﷺ کا امت کے لیے راہنما اصول :

آنحضرت ﷺ نے امت کو ایک راہنما اصول دیا ہے۔ فرمایا مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ ''جو آدمی تم میں سے برا کام دیکھے اس کو طاقت اور اقتدار کے ساتھ روکے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ اور جو ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ

زبان کے ساتھ روکے۔ اور اگر زبان کے ساتھ بھی نہیں روک سکتا فَبِقَلْبِهٖ تو دل سے اس کو بُرا سمجھے وَلَيْسَ وَرَائَهٗ حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِنَ الْإِيْمَانِ اور جو شخص برائی کو دل سے بھی برائی نہیں سمجھتا اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔'' یہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے۔ مگر ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ عداوت کسی کی ذات کے ساتھ نہیں ہے اس کے بُرے وصف کے ساتھ ہے۔ اصل بُرائی اس کے بُرے کام کی ہے۔ اس کو آپ اس طرح سمجھو کہ کسی کا بچہ گندے چھپڑ (جوہڑ) میں گر جائے یا غلاظت کے ڈھیر میں گر پڑے تو جو غلاظت اس کے بدن اور کپڑوں کے ساتھ لگی ہے اس سے آپ نفرت کریں گے اس کو دھوئیں گے کپڑوں کو صاف کریں گے اس آدمی اور بچے سے نفرت نہیں کریں گے۔

تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہاری اس برائی کو بُری نگاہوں سے دیکھتا ہوں مجھے عداوت ہے تمہارے اس کام کے ساتھ۔ پھر دعا کی رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ اے میرے رب مجھے نجات دے اور میرے گھر والوں کو اس کاروائی سے جو یہ کرتے ہیں۔ لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں اور بعض روایات میں تین بیٹیوں کا ذکر آتا ہے۔ انہوں نے لوط علیہ السلام کا ساتھ دیا اور چند گنے چنے مسلمان تھے۔ سورۃ ذاریات میں ہے فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ''پس نہ پایا ہم نے اس جگہ سوائے ایک گھر کے مسلمانوں کا۔'' ایک حویلی تھی اس میں چند کمرے تھے۔ ایک میں لوط علیہ السلام اور دوسروں میں دوسرے رہتے تھے۔ تو سدوم کے علاقے میں مسلمانوں کا صرف ایک ہی گھر تھا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ پس ہم نے نجات دی لوط علیہ السلام کو اور ان کے تمام اہل کو یعنی ان کے تمام ماننے والوں کو اِلَّا

عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام واعلہ تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ [حجر: ۶۵] "پس اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں رات کو اور آپ ان کے پیچھے رہیں اور نہ پلٹ کر دیکھے تم میں سے کوئی بھی۔" یعنی جس علاقے کو الٹا کرنا ہے اس سے نکل جاؤ۔ تو حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیٹیوں اور جو تھوڑے سے مسلمان تھے ان کو لے کر یہاں سے چلے گئے مگر بوڑھی بیوی ساتھ نہیں گئی۔

قوم لوط پر چار عذاب :

اس قوم پر چار قسم کے عذاب آئے ہیں۔ ان لوگوں کی بینائی ختم کر دی گئی۔ سب کو اندھا کر دیا گیا۔ دوسرا عذاب: ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ تیسرا عذاب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراؤنی آواز نکالی جس سے ان سب کے کلیجے پھٹ گئے۔ چوتھا عذاب: ان کو تہہ و بالا کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی بستیوں کو اوپر اٹھا کر الٹا کر کے پھینک دیا۔ پہلے اندھا کیا بھاگیں گے کہاں پھر پتھروں کی بارش ہوئی پھر چیخ سے کلیجے پھٹ گئے پھر سارا علاقہ الٹا کر کے پھینک دیا گیا۔ تو فرمایا ایک بڑھیا پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ پھر ہم نے ہلاک کیا دوسروں کو جو پیچھے رہ گئے تھے وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا اور ہم نے برسائی ان پر ایک قسم کی بارش وہ پتھروں کی تھی فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ پس بری تھی بارش ڈرائے ہوؤں کی۔ جن کو رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً بے شک اس میں نشانی ہے، سبق ہے مجرموں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی نافرمانی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ اور اس

میں آنحضرت ﷺ کے لیے تسلی ہے کہ اگر آج مکے والے آپ ﷺ کی مخالفت کر رہے ہیں تو گھبرائیں نہیں پہلے مکذب بھی نہیں رہے یہ بھی نہیں رہیں گے وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہے اکثریت ان کی ماننے والی۔ نہ اس وقت اکثریت ایمان لائی نہ اب ہے اور نہ قیامت تک ہوں گے وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور بے شک آپ کا رب البتہ وہی ہے غالب، مہربان۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ ع

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ جھٹلایا جنگل والوں الْمُرْسَلِيْنَ پیغمبروں کو اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ جب کہا ان کو شعیب علیہ السلام نے اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بے شک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَ اَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور میں نہیں سوال کرتا تمہارے سے کسی معاوضے کا اِنْ

اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے
اَوْفُوا الْکَیْلَ پورا کرو ماپ کو وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ اور نہ ہو تم کمی
کرنے والوں میں سے وَزِنُوْا اور تم تولو بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ سیدھی
ترازو کے ساتھ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَ هُمْ اور نہ کم دو لوگوں کو ان کی
چیزیں وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ اور نہ چلو زمین میں فساد کرتے ہوئے
وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ اور ڈرو تم اس سے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وَالْجِبِلَّةَ
الْاَوَّلِیْنَ اور پہلی خلوق کو قَالُوْٓا قوم نے کہا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ پختہ
بات ہے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر جادو کیا گیا ہے وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُنَا اور نہیں ہیں آپ مگر بشر ہمارے جیسا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ اور
بے شک ہم آپ کے بارے میں خیال کرتے ہیں جھوٹوں میں سے ہے فَاَسْقِطْ
عَلَیْنَا پس گرا ہم پر كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ٹکڑا آسمان سے اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِیْنَ اگر ہیں آپ سچوں میں سے قَالَ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ فرمایا
شعیب علیہ السلام نے میرا رب خوب جانتا ہے جو کام تم کرتے ہو فَكَذَّبُوْهُ پس
جھٹلایا ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ پس
پکڑا ان کو سایہ والے دن کے عذاب نے اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ بے
شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً بے شک اس میں نشانی ہے
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہے اکثر ان کے ماننے والے وَاِنَّ

رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ اور بے شک آپ کا رب البتہ وہی ہے غالب، مہربان۔

جن قوموں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا ہے ان میں سے ایک حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بھی تھی۔ اس قوم کی تاریخ اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی۔ ان میں سے دو کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام۔ باقی تین بیٹوں کا ذکر تورات اور تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ ایک کا نام مدین، ایک کا نام مدائن اور ایک کا نام قیدار تھا رحمہم اللہ تعالیٰ۔ حضرت مدین کی اولاد قوم مدین کہلائی اور وہ جس علاقے میں آباد تھے اس کا نام مدین رکھا۔ تو یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند مدین کی نسل تھی۔ جس طرح بنی اسرائیل کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد ہیں۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ مدین شہر قوم مدین نے آباد کیا تھا۔ یہ اس زمانے میں بہت بڑی منڈی تھی اور مدین شہر کے حدود اربعہ میں بڑے بڑے وسیع جنگلات تھے اسی وجہ سے ان کو اصحاب ایکہ بھی کہا جاتا ہے، جنگل والے یعنی جو جنگل کے درمیان میں رہتے ہیں۔ چونکہ مدین بین الاقوامی منڈی تھی تاجر دور دراز سے سامان یہاں لاتے، خرید و فروخت کرتے بہت کچھ سلسلہ تھا۔ دوسری قوموں کی طرح یہ قوم بھی مشرک تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اس قوم کو کہا یٰـقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰـهٍ غَيْرُهٗ [اعراف: ۵۸] "اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں ہے تمہارا معبود اس کے سوا۔" اس قوم میں یہ خرابی بھی تھی کہ ناپ تول میں کمی بیشی کرتے تھے۔ لینے والا پیمانہ اور ہوتا تھا اور دینے والا اور ہوتا تھا۔ مثلاً جب لوگوں سے کوئی جنس لیتے تھے تو چھ

سیر والے پیمانے سے لیتے تھے اور دیتے تھے تو پانچ سیر والے پیمانے سے۔ اور تولنے میں بھی ان کے باٹ بڑے چھوٹے ہوتے تھے۔ جیسے سیر کا وزن کچھ کم اور کلو کا کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ یہ غریب لوگ نہیں تھے بڑے آسودہ حال لوگ تھے غریب آدمی ایسی خساست کرے تو اس کا معنیٰ کچھ اور ہوتا ہے کہ چلو کمزور آدمی تھا ڈنڈی مار گیا۔ لاکھ اور کروڑ پتی لوگ اس قسم کی خساست کریں تو یہ انتہائی بُری ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْکَةِ الْمُرْسَلِیْنَ جھٹلایا جنگل والوں نے پیغمبروں کو ان کے پاس گئے تو شعیب علیہ السلام ہی تھے مگر ایک نبی کو جھٹلانا سب نبیوں کو جھٹلانا ہے اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ جب فرمایا شعیب علیہ السلام نے قوم کو اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ بے شک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس میں کسی قسم کی خیانت نہیں ہے۔

جماعتوں میں اختلاف کی وجہ :

جس طرح مال میں خیانت ہوتی ہے اسی طرح علم میں بھی خیانت ہوتی ہے، گفتگو میں بھی خیانت ہوتی ہے۔ آج مختلف پارٹیوں اور جماعتوں میں جھگڑے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بات کرنے والا کچھ کہتا ہے اور آگے بتانے والا کچھ بتاتا ہے جس سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں (اور تصدیق کی بھی زحمت کوئی گوارا نہیں کرتا اور حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بلوچ) بہت کم اس کے ازالے کی کوشش ہوتی ہے۔ اگر جتنی بات صحیح ہو اتنی ہی بیان کی جائے غلط فہمیاں کم پیدا ہوں۔ یہ صحافی لوگ بڑے عجیب قسم کے لوگ ہوتے ہیں بات کچھ ہوتی ہے اور بنا کچھ دیتے ہیں۔ تو فرمایا میں پیغمبر ہوں امانت دار

ہوں جو کچھ کہوں گا حق کہوں گا جتنی بات مجھے رب تعالیٰ نے بتلائی ہے اس میں خیانت نہیں کرتا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اس کے احکام مان لو اور میری اطاعت کرو۔ اور اے میری قوم! وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور میں نہیں مانگتا تم سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ کہ تم کوئی تنخواہ، نذرانہ اور تحفہ مجھے دو اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا بیٹا کوئی نہیں تھا صرف دو بیٹیاں تھیں جن کا ذکر آگے بیسویں پارے میں آئے گا۔ اپنی ضرورت کے لیے بکریاں رکھی ہوئی تھیں اور وہ بکریاں بھی یہ بیٹیاں ہی چراتی تھیں خود بوڑھے بھی تھے اور دینی مشاغل بھی تھے بڑی بیٹی کا نام صفوراؓ تھا جس کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ تو اپنی ضروریات کے لیے بکریاں رکھی ہوئی تھیں اس طرح گزراوقات ہوتا تھا۔

فرمایا اے میری قوم اَوْفُوا الْكَيْلَ پورا کرو ماپ کو۔ جب پیمانے سے ماپ کرو تو پورا دو وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ اور نہ ہو تم کمی کرنے والوں میں سے۔ جو بھی پیمانہ ہے ٹوپہ، صاع وغیرہ اس سے پورا پورا ماپ کر دو کمی نہ کرو۔ وَزِنُوْا واؤ عاطفہ ہے اور زنوا جمع امر کا صیغہ ہے۔ اور تولو بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ سیدھی ترازو کے ساتھ۔ ایسی ترازو کے ساتھ جو بالکل سیدھی ہو۔ چونکہ یہ لوگ بڑی منڈی والے تھے اور وزن میں کمی بیشی کرتے تھے۔

آج بھی کوئی دیانت دار ہوگا ورنہ اکثر اسی بیماری کا شکار ہیں۔ مثال کے طور پر بوری میں گندم پوری ہو، ٹرالی میں مٹی پوری ہو، ریت پوری ہو اور صاف ہو اس میں مٹی نہ ہو۔ اللہ کے نیک بندے ہیں لیکن نسبتاً کم ہیں یورپی لوگ اگرچہ کافر ہیں مگر ان میں دیانت

داری ہے۔ میں نے کچھ دن برطانیہ میں رہ کر دیکھا ہے اگر وہ لوگ مسلمان ہوں اور ان میں بے حیائی نہ ہو تو میرا اندازہ ہے کہ وہ ان شاء اللہ العزیز سیدھے جنت میں جائیں۔ لین دین، اٹھنے بیٹھنے میں، معاملات میں کیا مجال ہے کہ گڑبڑ ہو۔ وہ کام جو مسلمانوں کو کرنے چاہئیں تھے وہ کافر کر رہے ہیں۔ دیکھو! ان کی دوائی کے نسخے پر جو لکھا ہوگا اندر بھی وہی ہوگا اور یہاں لکھا ہوا کچھ ہوتا ہے اور اندر کچھ ہوتا ہے۔ یہاں زہر بھی خالص نہیں ملتا۔

بھئی! جو بات زبان سے کہی ہے پوری کرو گھوڑا ہے، گدھا ہے، خچر ہے جس کا سودا کیا ہے وہ دو۔ معمولی چیزوں کی خرید وفروخت پر نہ گواہ کی ضرورت ہے نہ تحریر کی شرط ہے۔ ایک نے کہا کہ یہ چیز میں نے تجھے اتنے میں بیچ دی ہے۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے خرید لی بس بیع ہوگئی۔ ہاں تیسرے پارے میں ہے کہ جب کوئی اہم چیز ادھار ہو تو اس کو لکھ لیا کرو تاکہ بعد میں جھگڑا نہ ہو اور جتنی شے کہی ہے اس کا حق پورا دو۔ بسا اوقات بظاہر دو پیمانے ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن ان میں فرق ہوتا ہے جس کو ہر آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ جیسے دیہات میں رہنے والے پرانے لوگ سیر اور کلو کا فرق نہیں سمجھتے اور دکان دار بھاؤ تو کلو کا بتاتا ہے اور تول کے سیر کے ساتھ دیتا ہے اس طرح کا بہت کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

تو فرمایا وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ اور نہ کم دو لوگوں کو ان کی چیزیں وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ اور نہ چلو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔ ان لوگوں میں سے کچھ نے ایجنٹ رکھے ہوتے تھے جو سوداگروں سے معلومات حاصل کرتے تھے کہ ان کے پاس کون کون سی قیمتی چیزیں ہیں؟ سونا چاندی، زعفران وغیرہ۔ پھر یہ اپنے ڈاکو ساتھیوں کو اطلاع دیتے تھے جو ان جنگلات میں چھپے ہوتے تھے فلاں قافلہ آرہا ہے ان کے پاس یہ یہ

چیزیں ہیں جب وہ قافلہ ان جنگلات سے گزرتا تو وہ اس پر حملہ کر کے لوٹ لیتے۔ اگر کوئی مزاحمت کرتا تو اس کو مار دیتے تھے۔ ڈکیتیاں بھی کرتے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے کہ مدین شہر میں ایک بوڑھا بابا ہے اس کا یہ حلیہ ہے اس کی بات نہ سننا۔ وہ بابا جی شعیب علیہ السلام تھے۔ ڈکیتی بھی کرتے اور راہ حق سے بھی روکتے تھے۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ اور ڈرو اس ذات سے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ۔ جِبِلَّه جِبِلْ کی جمع ہے بمعنیٰ مخلوق۔ تو جبلہ کا معنیٰ ہوگا خلائق۔ اور تم سے پہلی مخلوقات کو بھی رب نے پیدا کیا ہے۔ انسان بھی، حیوان بھی، جنات اور فرشتے بھی، پھر انسانوں میں مختلف خاندان ہیں اور مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں تمام کو پیدا کرنے والا رب ہے۔ اس پر قوم نے کہا، جواب دیا قَالُوْآ قوم نے کہا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ پختہ بات ہے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر جادو کیا گیا ہے۔ ان کا دماغ کام نہیں کرتا پاگل ہو جاتے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ تم پاگل ہو۔ تمہاری بیوی، دو بیٹیاں، تین چار اور آدمی تم سچے اور باقی سارا شہر جھوٹا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے تم پر جادو کیا گیا ہے تمہارے ہوش و حواس صحیح نہیں ہیں۔ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا اور نہیں ہیں آپ مگر انسان ہمارے جیسے۔ بھلا بشر ہو کر نبی کیسے بن گیا؟

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آنحضرت ﷺ کے دور تک مشرکوں کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ کھانے پینے والا کیسے نبی بن گیا؟ آنحضرت ﷺ کے بارے میں مشرکوں نے کہا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ [الفرقان: ۷] "کیا ہے اس رسول کو کہ یہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا ہے بازاروں میں سودا خریدنے اور بیچنے کے لیے اور کہتا ہے میں نبی ہوں اور سورہ مومنوں آیت نمبر ۲۴

میں ہے وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَۃً "اوراگراللہ تعالیٰ چاہتا تواتارتا فرشتوں کو۔" نوری مخلوق ہوتے، نہ کھاتے پیتے اور نہ ان میں جنسی خواہشات ہوتیں۔اس جواب اللہ تعالیٰ نے پندرھویں پارے میں دیا لَوْکَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوْلاً [بنی اسرائیل:۹۵] "اگر ہوتے زمین میں فرشتے چلتے بسنے والے تو یقیناً ہم اتارتے ان پر آسمان کی طرف سے فرشتے رسول بنا کر۔" اگرزمین کی خلافت ہم نے فرشتوں کو دی ہوتی زمین میں آبادی فرشتوں کی ہوتی تو ان کی اصلاح کے لیے ہم فرشتے رسول بنا کر بھیجتے۔تو خلافت انسان کے پاس ہے زمین میں انسان آباد ہیں تو ان کی اصلاح کے لیے بشر ہی رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے جیسا انسان ہو کر نبی کیسے بن گئے وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ اور بے شک ہم آپ کے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ آپ جھوٹوں میں سے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔کتنے سخت الفاظ ہیں پیغمبر کے بارے میں یہ بھی نہیں خیال کیا کہ معمر آدمی ہیں۔لوگ اختلاف کے باوجود عمر کا لحاظ کرتے ہیں انہوں نے تو کسی شے کا بھی خیال نہ کیا۔نہ آپ کی نبوت کا، نہ عمر کا، نہ شرافت کا، کتنے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ بے شک ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ جھوٹوں میں سے ہیں۔پھر کہنے لگے کہ آپ جو ہمیں ڈراتے ہیں کہ نافرمانی کی تو آسمان سے تم پر عذاب آئے گا دھمکیاں کیوں دیتے ہو فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ۔ کِسَفًا کِسْفَۃٌ کی جمع ہے۔جس کا معنیٰ ہے ٹکڑا۔تو معنیٰ ہوگا آپ ہم پر آسمان سے ٹکڑے گرادیں کہ ہم ختم ہو جائیں۔میدان آپ کے لیے خالی ہو جائے گراؤ نا ہم پر! اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہیں آپ سچوں میں سے قَالَ فرمایا شعیب علیہ السلام نے رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔دوسرے

مقام پر تفصیل ہے کہ میرے بس میں نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بھی مکے والوں کو یہی جواب دیا مَاعِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ [انعام:۵۷] "نہیں ہے میرے پاس وہ چیز جس کو تم جلدی طلب کرتے ہو۔" عذاب لانا اور راحت لانا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ پھر کیا ہوا؟ فَكَذَّبُوْهُ پس ان لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ پس پکڑا ان کو سائے والے دن کے عذاب نے۔ وہ کیا تھا؟ سخت گرمی کا موسم تھا لوگوں کے لیے سانس لینا مشکل ہو گیا۔ کیا مرد اور کیا عورتیں، کیا بوڑھے اور کیا بچے سب پریشان تھے پانی پینے کے بعد بھی سانس رکتا تھا سوائے شعیب علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ان کا سانس معمول کے مطابق تھا۔ حالانکہ فضا وہی تھی ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی معمول کے مطابق سانس لیتے تھے اور مخالفوں کو سانس صحیح نہیں آتا تھا۔ ایک بادل کا ٹکڑا نظر آیا چند لوگ جا کر اس کے نیچے کھڑے ہوئے ان کو راحت محسوس ہوئی سانس بھی صحیح آنے لگ گیا۔ انہوں نے دوسروں کو بلایا کہ یہاں بڑا سکون ہے۔

موت سے بچنے کے لیے آدمی بہت کچھ کرتا ہے۔ زلزلہ آئے تو لوگ قیمتی چیزیں گھر میں چھوڑ کر باہر بھاگ جاتے ہیں کہ ہم بچ جائیں۔ تو اس بادل کے نیچے سب جمع ہو گئے اور بھنگڑے ڈالنے لگے۔ کوئی مجرم بھی پیچھے نہ رہا اور ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرتے تھے کہ تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں یہاں بلا لیا ہمارا تو دم نکل رہا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ اس بادل سے آگ کے شعلے ان پر برسے اور سب کے سب ختم ہو گئے ایک بھی زندہ نہ رہا۔ وہ سائبان کی شکل میں جو بادل آیا تھا اس میں ان کی ہلاکت اور بربادی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا پس پکڑا ان کو سائے

والے دن کے عذاب نے اِنَّہٗ کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ بے شک تھا وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ جس پر مصیبت آتی ہے اس کو پتا چلتا ہے کہ تکلیف اور مصیبت کیا ہوتی ہے۔ دوسروں کو کیا محسوس ہوتا ہے۔ عذاب بھگتنے والوں سے کوئی پوچھے کہ کیا گزری ہے؟ ساری کی ساری مجرم قوم تباہ اور برباد ہوگئی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بے شک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جس رنگ میں چاہے عذاب بھیج دے۔ سیلاب کے ذریعے تباہ کردے، ہوا کے ساتھ تباہ کردے، حالانکہ یہ دونوں انسان کی زندگی کا سبب ہیں جب یہی حد سے آگے نکل جائیں تو عذاب بن جاتی ہیں۔ یہی زمین ہے جس پر چلتے پھرتے ہیں زلزلہ آئے تو ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ وہ قادر مطلق ہے انہی چیزوں کو عذاب کی شکل میں مسلط کر دیتا ہے وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہے اکثریت ان کی ایمان لانے والی وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ اور بے شک آپ کا رب البتہ وہی ہے غالب، مہربان۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَیَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۲۰۹﴾

وَاِنَّهٗ اور بے شک یہ قرآن لَتَنْزِیْلُ البتہ اتارا ہوا ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رب العالمین کی طرف سے نَزَلَ بِهِ لے کر اترا ہے اس کو الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ روح الامین جبرائیل علیہ السلام عَلٰى قَلْبِكَ آپ کے دل پر لِتَكُوْنَ تاکہ ہو جائیں آپ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ڈرانے والوں میں سے بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ ہے عربی زبان میں مُّبِیْنٍ کھول کر بیان کرنے والا وَاِنَّهٗ اور بے شک اس قرآن کا تذکرہ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ البتہ پہلی کتابوں میں بھی ہے اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً کیا نہیں ہے ان کے لیے نشانی اَنْ یَّعْلَمَهٗ کہ جانتے ہیں اس کو عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل کے علماء وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ اور اگر ہم اتارتے اس کو عَلٰى بَعْضِ

الْاَعْجَمِیْنَ عجمیوں میں سے کسی پر فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ پس وہ پڑھتا اس قرآن کو ان عربیوں پر مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ نہیں تھے یہ اس پر ایمان لانے والے كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ اسی طرح ہم نے چلائی یہ بات فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ مجرموں کے دلوں میں لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ نہیں ایمان لائیں گے اس پر حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً پس وہ آئے گا ان کے پاس اچانک وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو شعور بھی نہیں ہو گا فَیَقُوْلُوْا پس کہیں گے هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ کیا پس ہمارے عذاب کا وہ جلدی مطالبہ کرتے ہیں اَفَرَءَیْتَ کیا پس آپ بتلائیں اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ اگر ہم ان کو فائدہ پہنچائیں سِنِیْنَ کئی سال تک ثُمَّ جَآءَهُمْ پھر آئے ان کے پاس مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ وہ چیز جس کا وعدہ ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ نہیں کفایت کرے گی ان سے مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ جس چیز کا ان کو فائدہ دیا جا رہا ہے وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ مگر اس بستی کے لیے ڈرانے والے تھے ذِكْرٰى نصیحت کے لیے وَمَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ اور نہیں ہیں ہم ظلم کرنے والے۔

ماقبل سے ربط :

اس سورت کے شروع میں فرمایا کہ یہ آیتیں ہیں کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی

شاید کہ آپ اپنی جان کو ضائع کر دیں اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ اس وجہ سے کہ یہ لوگ ایمان قبول نہیں کرتے۔ پھر کئی پیغمبروں کے حالات بیان فرمائے کہ ان پر بھی اکثریت ایمان نہیں لائی لہٰذا آپ پریشان نہ ہوں اور نہ غمگین ہوں۔ آپ کے مشن اور پروگرام میں کوئی شک نہیں ہے وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور بے شک یہ قرآن اتارا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ لے کر اترا ہے اس کو روح الامین جبرائیل علیہ السلام۔ جس طرح جان دار چیزوں کی زندگی روح کے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح قوموں کی روحانی زندگی وحی الٰہی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر باطنی اور خدائی علم نہ ہو تو انسان حیوان ہو جائیں بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔ اور یہ وحی لے کر آنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں عَلٰى قَلْبِكَ آپ کے دل پر۔ شروع شروع میں جبرائیل علیہ السلام وحی لاتے تو آپ ﷺ ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے کہ میں یاد کرلوں بھول نہ جاؤں۔ سورۃ القیامہ آیت نمبر ۹۲ میں ہے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ''بے شک ہمارے ذمہ ہے اس قرآن کا آپ کے دل میں جمع کرنا اور اس کا پڑھانا آپ زبان کو حرکت نہ دیں۔'' تو جبرائیل علیہ السلام قرآن پاک لاتے تھے آپ ﷺ سنتے تھے تو فوراً آپ ﷺ کے دل میں اُتر جاتا تھا۔ پھر ہر سال رمضان مبارک میں جبرائیل علیہ السلام آکر آپ ﷺ کے ساتھ دور بھی کرتے تھے تاکہ قرآن پاک میں کسی قسم کی غلطی نہ رہے۔

حضور ﷺ کی وفات کی علامت :

جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے اس سال رمضان میں جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے ساتھ دو دفعہ دور کیا ہے جس سے آپ ﷺ نے سمجھا کہ شاید میری وفات کا

وقت قریب آگیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِقْتَرَبَ اَجَلِیْ ''میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔'' پوچھنے والوں نے پوچھا حضرت! اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ہوا ہے۔ فرمایا ہر سال جبرائیل علیہ السلام رمضان مبارک میں ایک دفعہ دور کرتے تھے قرآن شریف کا اور اس دفعہ دو مرتبہ دور کیا ہے۔ اس سے میں سمجھا ہوں کہ میرا وقت قریب آگیا ہے۔ قرآن کیوں اتارا گیا ہے آپ کے دل مبارک پر لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ تاکہ آپ ہو جائیں ڈرانے والوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر مُنْذِر بھی تھے اور بشیر بھی تھے۔ مُنْذِر کا معنیٰ ہے ڈرانے والا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دو ورنہ تم پر عذاب آئے گا دنیا میں بھی، قبر حشر میں بھی، میدان محشر میں بھی اور دوزخ میں بھی عذاب ہوگا۔ اور مبشر کا معنیٰ ہے خوش خبری سنانے والا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر راضی ہوگا دنیا میں سکون ہوگا، قبر حشر میں راحت ہوگی، محشر میں بھی سکون ہوگا اور بالآخر جنت میں رہو گے۔ اور یہ قرآن بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ عربی زبان میں ہے مُّبِیْنٍ کھول کر بیان کرنے والا بالکل واضح۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنی فصاحت و بلاغت عربی زبان میں ہے اتنی کسی زبان میں نہیں ہے۔

آقا کا بشر ہونا آقا کی زبان سے :

مکلف مخلوقات دو ہیں انسان اور جن۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مخلوق میں سے افضل مخلوق انسانوں میں پیدا فرمایا۔ پھر انسانوں کے دو طبقے تھے عربی اور عجمی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہترین طبقہ عربیوں میں پیدا فرمایا۔ پھر عربیوں میں جو بہترین خاندان تھا قریش، رب تعالیٰ نے مجھے ان میں پیدا فرمایا۔ پھر قریش کی شاخ بنو ہاشم جن کو لوگ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں پیدا فرمایا۔ تو پیغمبر بھی

عربی ہے فصیح و بلیغ اور قرآن کریم بھی عربی ہے فصیح و بلیغ وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ اور بے شک اس قرآن پاک کا تذکرہ پہلی کتابوں میں بھی ہے۔ پہلی کتابوں سے مراد تورات، انجیل، زبور اور دیگر آسمانی صحیفے۔ ان تمام میں قرآن پاک کا ذکر ہے باوجود اس کے کہ پادری صاحبان نے تحریف کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے لیکن پھر بھی اس سلسلے کی بعض چیزیں موجود ہیں۔ مثلاً آج بھی بائبل میں یہ آیت موجود ہے کہ "آنے والا جو آئے گا اس پر رب تعالیٰ کا کلام اترے گا کچھ یہاں کچھ وہاں۔" یعنی کچھ مکے میں کچھ مدینے میں اور اس میں جو چیزیں ہوں گی وہ رب نے ان کی زبان میں ڈالی ہوں گی۔ وہ خود اپنی طرف سے نہیں کہے گا۔ سورہ نجم میں ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی "اور نہیں بولتا وہ نفس کی خواہش سے نہیں ہے مگر وہ وحی جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔" اور یہ بھی بائبل میں ہے کہ ان کی شریعت آتشیں ہوگی یعنی اس میں جہاد بھی ہوگا مجرموں کو سزائیں بھی دی جائیں گی۔ تو یہ اشارات پہلی کتابوں میں آج بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً کیا یہ ان کے لیے نشانی نہیں ہے اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کہ جانتے ہیں اس رسول کو بنی اسرائیل کے علماء اور اس کتاب کو بھی۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷ میں ہے اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ "وہ جس کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔" انجیل یوحنا میں اب بھی موجود ہے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں اور صحابیوں کو فرمایا اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں (باب ۱۵، آیت ۳۰) جتنی خوبیاں، کمالات اور فضائل رب تعالیٰ نے اس کو دیئے ہیں وہ مجھے نہیں دیئے۔

عیسائیوں کی تحریف کا ایک عجیب واقعہ :

میں نے کتاب لکھی ''عیسائیت کا پس منظر'' اس میں میں نے یہ بشارت بھی لکھی تھی۔ سردی کا زمانہ تھا کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے بچے کو کہا دیکھو کون صاحب ہیں۔ بچے نے بتلایا کہ پتلون والے دو آدمی ہیں۔ میں نے کہا ان کو بیٹھک میں بٹھا کر چائے پلاؤ، ان کی خدمت کی اور پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے تشریف لائے ہو۔ ایک کا نام پطرس گل تھا دوسرے کا نام مجھے یاد نہیں ہے ڈائری میں لکھا ہوا ہے۔ کہنے لگے ہم انارکلی لاہور سے آئے ہیں وہاں کے گرجے کے ہم ذمہ دار افراد ہیں ہم نے آپ کی کتاب عیسائیت کا پس منظر پڑھی ہے اس میں آپ نے مسلمانوں کو یہ تاثر دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جس دنیا کے سردار کی خوش خبری سنائی ہے وہ تمہارے پیغمبر محمد ﷺ کے بارے میں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ میں نے کہا پادری صاحب دنیا کے سردار سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کہنے لگا اس سے مراد شیطان ہے۔ اندازہ لگاؤ! اس کی تاویل کا۔

میں نے کہا پادری صاحب بات کرو کوئی کرنے والی۔ شیطان کس نعمت کا نام ہے۔ وہ کون سی دولت ہے کہ جس کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو خوش خبری دے رہے ہیں کہ میں جاؤں گا اور وہ میرے بعد آئے گا۔ تو کیا شیطان حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے دنیا میں موجود نہیں تھا۔ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو جنت سے کس نے نکالا تھا۔ شیطان کی خرابیاں جو تمہاری کتابوں میں بیان کی گئی ہیں اس وقت شیطان کہاں تھا اور کیا تم شیطان کو دنیا کا سردار مانتے ہو؟ اور کیا شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اپنے حواریوں کو، شاگردوں کو خوش خبری سناتا ہے کہ میں اب جا رہا ہوں دنیا کا سردار آئے گا اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں ہے یعنی جتنی خوبیاں اس میں ہوں گی وہ مجھ میں نہیں ہیں۔ میں نے

کہا انجیل متی میں ہے عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں آنے والے کی جوتیاں اٹھانے کے قابل نہیں ہوں۔ تو کیا آپ کے خیال کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام اس سے بھی قاصر ہیں کہ شیطان کی جوتیاں اٹھائیں۔ شیطان کو جوتیاں مارنی ہیں یا اس کی جوتیاں اٹھانی ہیں بالآخر آئیں بائیں شائیں کر کے چلے گئے۔ تاویل دنیا میں ہر آدمی کرتا ہے۔ تاویل سے حقیقت تو نہیں جھٹلائی جا سکتی۔ حقیقت اپنی جگہ حقیقت ہوتی ہے۔ فرمایا وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ اور اگر ہم اتارتے اس قرآن پاک کو عجمیوں میں سے بعض پر، کسی عجمی شخص پر اتارتے فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ پھر وہ پڑھتا اس قرآن کو عربیوں پر مَا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ یہ عربی نہیں تھے اس پر ایمان لانے والے۔ کہتے ہم تو عربی ہیں اور ہمارے لیے جو ہدایت نامہ آیا ہے وہ عجمی ہے یہ کیا جوڑ ہوا۔ اسی لیے رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ [ابراہیم:۴] ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان میں۔'' تاکہ قوم کو یہ کہنے کا موقع ہی نہ ملے کہ بات کو سمجھے ہی نہیں۔ زبان کے پیچ پیچ (نزاکتوں اور بلاغتوں) کو زبان والا ہی سمجھتا ہے دوسرا نہیں سمجھتا۔

پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے ہمارے ساتھ ایک ساتھی پڑھتا تھا بڑا مسخرہ تھا۔ اس سے ایک غلطی ہوگئی جس کی وجہ سے اس کی پیشی ہوئی۔ قسم اٹھا کر بری ہوگیا۔ ساتھیوں نے کہا کہ تو نے غلط قسم اٹھائی ہے کیونکہ تو نے یہ غلطی کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے کوئی اللہ کی قسم تو نہیں اٹھائی میں نے تو الاں کی قسم اٹھائی ہے۔ الاں لمبے کدو کو کہتے ہیں۔ اب اس بات کو پنجابی تو سمجھ سکتے تھے بلوچستانی اور سرحد والے تو نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر قومی زبان میں بھیجے ہیں تاکہ بات آسانی کے ساتھ سمجھا سکیں۔

تو فرمایا کہ اگر ہم قرآن پاک عجمیوں میں سے کسی پر نازل کرتے تو یہ نہ مانتے۔
فرمایا کَذٰلِکَ سَلَکْنٰہُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ اسی طرح ہم نے چلائی یہ بات مجرموں کے دلوں میں ایمان نہ لانے کی کیونکہ انہوں نے ارادہ کیا ایمان نہ لانے کا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی ''ہم پھیر دیتے ہیں اسی طرف جس طرف کوئی پھرتا ہے۔ جس طرف کا کوئی ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسی طرف پھیر دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں راستے دکھا کر اختیار دیا ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ [سورۃ الکہف] ''پس جو چاہے اپنی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' جبراً اللہ تعالیٰ کسی کو نہ ہدایت دیتے ہیں اور نہ گمراہ کرتے ہیں۔ یہ چونکہ کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان مجرموں کے دلوں میں یہ بات چلائی لَا یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ کہ وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ یہاں تک کہ وہ دیکھیں دردناک عذاب کو۔ اور عذاب دیکھنے کے بعد ایمان مفید نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے پورا زور خرچ کیا فرعون کو سمجھانے کے لیے بڑا ہوشیار آدمی تھا جانتا تھا لیکن مانا نہیں اور ایمان جاننے کا نام نہیں ہے ماننے کا نام ہے۔ رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہودیوں کے متعلق فرمایا ہے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ ھُمْ ''یہ اس پیغمبر کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں'' لیکن ایمان نہیں لائے۔ سورہ نمل میں آئے گا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ''یقین کیا ان نشانیوں کے بارے میں ان کی جانوں نے۔'' فرعون اور اس کی قوم نے یقین کیا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور یہ نشانیاں حق ہیں لیکن ظلم اور سرکشی اختیار کرتے ہوئے ایمان نہیں لائے۔ تو ایمان جاننے کا نام نہیں ہے ماننے کا نام ہے۔

پھر جب غرق ہونے لگا تو کہا کہ میں ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ''اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔'' ادھر سے ارشاد ہوا آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ [یونس:۹۱] ''اب ایمان لاتے ہو اور اب تک کفر کرتے رہے ہو۔'' اب تمہارا کوئی ایمان نہیں ہے۔

تو فرمایا عذاب دیکھ کر ایمان لائیں گے فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً پس وہ عذاب ان کے پاس آئے گا اچانک وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو شعور بھی نہیں ہوگا۔ سیلاب کی شکل میں ...، قحط سالی کی صورت میں لائے، زلزلے کی شکل میں لائے، آسمان سے پتھر برسائے، دشمن سے حملہ کرادے، بے شمار قسم کے عذاب ہیں جب اللہ تعالیٰ لاتا ہے تو پتا نہیں چلتا فَیَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ پس کہیں گے کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے۔ کیا ہمیں توبہ کی مہلت ملے گی اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ کیا پس یہ ہمارے عذاب کے بارے میں جلدی مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ [انفال:۳۲] ''پس برسا ہم پر پتھر آسمان کی طرف سے یا لے آ ہمارے پاس کوئی درد ناک عذاب۔''

اَفَرَءَیْتَ کیا پس آپ بتلائیں تو سہی اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ اگر ہم ان کو فائدہ دے دیں کئی سال یعنی یہ کئی سال زندہ رہیں ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ پھر آئے ان کے پاس وہ چیز جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے مَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ نہیں کفایت کرے گی ان سے وہ چیز جس کا ان کو فائدہ دیا جارہا ہے۔ جتنے سال زندہ رہیں، پچاس سال، سو سال، ہزار سال، جب عذاب آئے گا تو ان کو نہ دولت بچا سکے گی، نہ کوٹھیاں بچا سکیں گی، نہ لاؤلشکر بچا سکیں گے وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ

اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس بستی کے لیے ڈرانے والے تھے ذِكْرٰى نصیحت کی بات ہماری طرف سے پوری ہوئی وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ اور نہیں ہیں ہم ظلم کرنے والے کہ بے خبری میں ان لوگوں کو ماردیں ہم نے ان کو استعداد دی اور ان تک حق کو پہنچایا، پیغمبروں کے ذریعے ان کو آگاہ کیا جب نہیں مانے ضد پر اڑے رہے پھر ہلاک کیا۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ
عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ
مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ
جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ
اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ
يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾
هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ
اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾
اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ
بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ع ۱۵

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ اور نہیں اتار کر لائے اس قرآن کو شیاطین
وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ اور نہیں لائق ان کے وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اور نہ وہ طاقت رکھتے
ہیں اِنَّهُمْ بے شک وہ عَنِ السَّمْعِ اس کے سننے سے لَمَعْزُوْلُوْنَ البتہ الگ
رکھے ہوئے ہیں فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ پس آپ نہ پکاریں اللہ تعالیٰ
کے ساتھ کسی دوسرے کو حاجت روا، مشکل کشا فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ پس ہو
جائیں گے آپ سزا یافتہ لوگوں میں سے وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ اور آپ ڈرائیں

اپنی برادری کو الْاَقْرَبِیْنَ جو قریبی ہیں وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ اور آپ نرم کریں اپنے بازو کو لِمَنِ اتَّبَعَکَ ان کے لیے جنہوں نے آپ کی پیروی کی ہے مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں میں سے فَاِنْ عَصَوْکَ پس اگر یہ کافر آپ کی نافرمانی کریں فَقُلْ پس آپ کہہ دیں اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ بے شک میں بیزار ہوں مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ان کاموں سے جو تم کرتے ہو وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ اور آپ توکل کریں اس ذات پر جو غالب ہے مہربان ہے اَلَّذِیْ وہ ذات یَرٰکَ جو آپ کو دیکھتی ہے حِیْنَ تَقُوْمُ جب آپ کھڑے ہوتے ہیں وَتَقَلُّبَکَ اور آپ کا پلٹنا فِی السّٰجِدِیْنَ نمازیوں میں اِنَّہٗ بے شک وہ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ کیا میں تمہیں خبر دوں عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ جس پر اترتے ہیں شیاطین تَنَزَّلُ اترتے ہیں عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ ہر جھوٹے اَثِیْمٍ گنہگار پر یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وہ ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات کو وَاَکْثَرُھُمْ کٰذِبُوْنَ اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں وَالشُّعَرَآءُ اور جو شاعر لوگ ہیں یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ ان کی پیروی کرتے ہیں گمراہ لوگ اَلَمْ تَرَ کیا آپ نہیں دیکھتے اَنَّھُمْ بے شک وہ شاعر فِیْ کُلِّ وَادٍ ہر وادی میں یَّھِیْمُوْنَ سرگردان پھرتے ہیں وَاَنَّھُمْ اور بے شک وہ شاعر یَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وہ جو کرتے نہیں ہیں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مگر وہ لوگ جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا اور یاد کیا اللہ تعالیٰ

کو بہت وَّ انۡتَصَرُوۡا اورانہوں نے بدلہ لیا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا بعداس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اورعنقریب جان لیں گے وہ لوگ جو ظالم ہیں اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ کہ کون سے پہلو پر وہ پلٹتے ہیں۔

بعض کافر قرآن کو سحر سے تعبیر کرتے تھے اور بعض اس کو شعروشاعری کی ایک قسم پر محمول کرتے تھے۔ بعض یہ بھی کہتے تھے کہ جنات اور شیاطین آکر یہ قرآن اس کو سکھاتے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ دوتین دن وحی نازل نہ ہوئی اور آنحضرت ﷺ کو شدید بخار ہوگیا کہ آپ ﷺ مسجد میں نہ آسکے تو آپ ﷺ کی چچی ابولہب کی بیوی نے کہا قَدۡ تَرَکَکَ شَیۡطَانُکَ ''وہ شیطان جو تمہیں آکر باتیں بتاتا تھا وہ تجھے چھوڑ گیا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی تردید فرماتے ہیں وَمَا تَنَزَّلَتۡ بِهِ الشَّیٰطِیۡنُ اور نہیں اتار کے لائے اس قرآن کو شیاطین وَمَا یَنۡۢبَغِیۡ لَهُمۡ اور نہیں لائق ان کے وَمَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ اور نہ وہ طاقت رکھتے ہیں۔ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ''یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔'' جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں اور شرشے لوگ دنیا میں چھوڑتے رہتے ہیں اِنَّهُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ بے شک وہ اس کے سننے سے الگ رکھے ہوئے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ فضا میں فرشتے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں کہ آج رب العالمین کی طرف سے یہ وحی اتری ہے، آج فلاں کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا ہے اور فلاں کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا ہے۔ یہ شیاطین فرشتوں کی باتیں سننے کے لیے اوپر چڑھتے ہیں تو چمکدار ستارہ ان پر ٹوٹ پڑتا ہے شِھَابٌ مُّبِیۡنٌ۔ جس کی وجہ سے کوئی جل جاتا ہے کوئی زخمی ہو جاتا ہے اور کوئی مرجاتا ہے اور کوئی بچ جاتا ہے لیکن وہ اپنی مہم کو نہیں چھوڑتے۔ تو فرمایا شیاطین پر تو پابندی ہے یہ تو سن نہیں سکتے یہ کیسے اتاریں گے؟

فرمایا کہ کافروں کی بات میں نہ آنا۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا ہے فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ پس آپ نہ پکاریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دستگیر معاذ اللہ اگر آپ ایسا کریں گے فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ تو ہو جائیں گے سزا یافتہ لوگوں میں سے۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا ہے کہ رب تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس نہ بنائیں وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اور آپ ڈرائیں اپنی قریبی برادری کو۔

اعلان نبوت :

۵ھ نبوت کو جب یہ سورت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے صفا کی چٹان پر کھڑے ہو کر آواز دی اور چادر ہلائی۔ سفید چادر کو ہلانا اس بات کی علامت ہوتا تھا کہ کسی دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ اس وقت یہ بلڈنگیں اور بلند عمارتیں نہیں ہوتی تھیں دور سے کعبۃ اللہ نظر آتا تھا۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان، بچے، سب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ان دنوں یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی سراقہ بن مالک حملہ کرنے والا ہے۔ سراقہ بن مالک کنعانی مشہور خاندان بنو کنعانہ کا سردار تھا اور اس خاندان کی مکے والوں کے ساتھ عداوت اور دشمنی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ جبل ابو قبیس کے دوسری طرف ایک فوج ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے کیا تم میری بات مان لو گے یا نہیں؟ کئی قسم کی روایتیں موجود ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ مکے والوں نے کہا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا "ہم نے آج تک آپ سے جھوٹ نہیں سنا۔" یہ نبوت کا پانچواں سال تھا اور چالیس سال نبوت سے پہلے گزر چکے تھے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا "ہم نے آپ سے سچی بات ہی سنی ہے۔" اگر ہمیں لشکر نظر نہ بھی آ رہا ہو تو ہم یہی کہیں گے کہ

ہماری آنکھوں کی کمزوری ہے ہماری بینائی کام نہیں کر رہی آپ یقیناً سچے ہیں۔ اس تمہید کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا مکے والو! قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْنَ "لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے۔" ورنہ یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے فرشتے پہاڑ کے پیچھے ہیں وہ تمہیں زندگی میں بھی پریشان کریں گے اور مرتے وقت بھی پٹائی کریں گے اور وہ جہان جو آگے ہے وہ الگ ہے۔ جب آپ نے یہ بات فرمائی تو آپ کا چچا ابولہب جس کا نام عبدالعزّٰی تھا نے آپ ﷺ کے منہ کے قریب آ کر ہاتھ آگے کر کے کہنے لگا تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْاَیَّامِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا "ہلاکت تمہارے لیے یہ لا الٰہ الا اللہ سنانے کے لیے ہمیں جمع کیا تھا" ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ کسی دشمن کا ہم پر حملہ ہونے والا ہے۔ اس سے آگاہ کرنے کے لیے ہمیں بلایا ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ "ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔" تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ اور آپ ڈرائیں اپنی برادری کو جو قریبی ہے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ اور پست رکھیں اپنے بازو لِمَنِ اتَّبَعَكَ ان کے لیے جنہوں نے آپ کی پیروی کی ہے مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ایمان والوں سے۔ بازو پست کرنے کا مطلب ہے نرمی۔ چھوٹے بچوں کو آپ نے دیکھا ہو گا جب ان کو کوئی کام کہے اور ان کا ارادہ ہو کام کرنے کا تو وہ بازو کو ڈھیلا چھوڑ دیتے ہیں اور اگر کام نہ کرنے کا ارادہ ہو تو زبان کے ساتھ کندھا بھی اوپر کو ہلاتے ہیں۔ یہ انکار کی علامت ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے مومن ساتھیوں کے ساتھ نرمی کریں۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹ میں ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ "پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہیں وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ

لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اور اگر آپ سخت مزاج اور تنگ دل ہوتے تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے اردگرد سے۔'' جو آدمی سخت مزاج ہوتا ہے لوگ اس کے قریب نہیں آتے فَاِنْ عَصَوْكَ پس اگر یہ مکے والے آپ کی نافرمانی کریں فَقُلْ پس آپ کہہ دیں اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ بے شک میں بیزار ہوں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو، کفر، شرک، نافرمانی وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ اور توکل کریں اس ذات پر جو غالب ہے مہربان ہے۔ آپ ﷺ کے مخالف آپ ﷺ کو دھمکی دیتے تھے کہ آپ ﷺ کے ساتھ کتنے آدمی ہیں کہ آپ ﷺ ان کو لے کر سارے عرب کے خلاف کاروائی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اس ذات پر توکل کریں جو غالب اور مہربان ہے۔ چند سال کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ غلبہ کس کو حاصل ہوا ہے؟ ان کو ہوا ہے یا آپ ﷺ کو۔ آپ ﷺ اس غالب مہربان ذات پر توکل کریں۔

الَّذِیْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ جو دیکھتی ہے آپ کو جس وقت آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ کھڑے ہونے کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ آپ جب تبلیغ کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اس وقت رب آپ کو دیکھتا ہے۔ اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور یہ تفسیر بھی ہے کہ جب آپ تہجد کے لیے کھڑے ہوتے ہیں وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِيْنَ اور آپ کا پلٹنا نمازیوں میں۔ آپ کا رب آپ کو دیکھتا ہے جب آپ نمازیوں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، رکوع میں ہوتے ہیں، کبھی سجدے میں ہوتے ہیں اور نمازیوں میں آپ کا اٹھنا بیٹھنا رب تعالیٰ کے سامنے ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بے شک وہی اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ قریب کی بات بھی اور دور کی بات بھی، بلند بھی اور آہستہ بھی۔ اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے، ظاہر و باطن کو جانتا ہے،

نیت اور ارادوں کو جانتا ہے۔کافروں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ شیطان اس کے لیے وحی لاتا ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی اور کہا کہ یہ قرآن نہ شیطانوں نے اتارا ہے اور نہ ان کے مناسب ہے۔اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ کیا میں تمہیں خبر دوں جس پر اترتے ہیں شیطان تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر اور آپ ﷺ کی ذات تو وہ ہے جن کے متعلق مکے والے خود کہتے تھے کہ ہم نے آپ ﷺ کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں سنا۔

حضور ﷺ کا سب سے بڑا مخالف :

مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کا سب سے بڑا مخالف ابوجہل تھا اور ابوجہل کا یہ مقولہ ترمذی شریف ،مستدرک حاکم ،مسند احمد احادیث کی کتابوں میں موجود ہے يَامُحَمَّدُ (ﷺ) لَانُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِالَّذِيْ جِئْتَ بِهٖ ''اے محمد ﷺ!ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ہم اس کو جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔''لا الٰہ الا اللہ بس ہمیں یہ گوارا نہیں ہے۔آپ ﷺ کا سب سے بڑا دشمن بھی آپ ﷺ کی سچائی کو مانتا تھا۔ تو سچے لوگوں کے پاس تو شیطان نہیں آتا شیطان تو جھوٹے اور گنہگار لوگوں پر اترتے ہیں يُلْقُوْنَ السَّمْعَ ڈالتے ہیں وہ لوگوں کے کانوں میں سنی ہوئی باتیں وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں۔اور جن کے ساتھ شیطانوں کا ربط ہوتا ہے وہ بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اور جو شاعر لوگ ہیں ان کی پیروی کرتے ہیں گمراہ لوگ۔کافر آپ ﷺ کو شاعر بھی کہتے تھے اور ساتھ مجنون کا لفظ بھی ملاتے تھے کہ ہم شاعر اور مجنون کی بات مان لیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔

شاعروں کے چیلے چانٹے اوران کی مجلس والے شرابی ہوتے ہیں بس صرف ذہنی عیاشی کے لیے لوگ شاعروں کے پاس جاتے ہیں۔ اکثر میں خداخوفی نہیں ہوتی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہادین مہدیین ہیں۔ خود ہدایت یافتہ اور دوسروں کی راہنمائی کرنے والے۔

اسی لیے ایک روایت میں آتا ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ ''میرے صحابہ چاند کے ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔'' جس سے چاہو روشنی حاصل کرو تمام صحابہ ہدایت کے روشن ستارے ہیں ۔اسی لیے تمام فقہاء ،محدثین، مفسرین ،مؤرخین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ الصَّحَابَۃُ کُلُّهُمْ عَدُوْلٌ ''سب کے سب صحابہ عادل ہیں۔'' کسی صحابی پر تنقید نہیں ہو سکتی۔تنقید کا مطلب یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں صحابی ثقہ ہے اور فلاں ضعیف ہے ، یہ نہیں کہہ سکتے۔تمام کے تمام ثقہ ہیں عادل ہیں۔ جب تابعین کی باری آئے گی تو ان پر بحث ہو سکتی ہے کہ فلاں تابعی ثقہ ہے اور فلاں ضعیف ہے اور صحابی کے بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے بس اس کا صحابی ہونا ثابت ہو جائے تو وہ ثقہ اور عادل ہے اور بس۔

تو فرمایا کہ شاعر لوگوں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں ان کی مجلس میں گمراہ لوگ اٹھتے بیٹھتے ہیں اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ وہ شاعر ہر خیالی وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں سر مارتے پھرتے ہیں۔شاعروں کی خیالی باتوں کی وجہ سے لوگ سر ہلاتے ہیں۔ حارث بھنگویؒ بڑے بزرگ گزرے ہیں ان کا بیٹا شاعروں میں اٹھتا بیٹھتا تھا۔انہوں نے کہا بیٹا! میری نصیحت یاد رکھو! شعر وشاعری میں نہ پڑو جتنا جھوٹا شعر ہوگا اتنی اس کی لذت زیادہ ہوگی اور شعر جتنا خلافِ واقعہ ہوگا اتنا ہی باکمال نظر

آئے گا (گویا مبالغے کو شعر کا حسن قرار دیا جاتا ہے) اور پھر ان میں یہ نقص بھی ہے وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ اور بے شک وہ کہتے ہیں وہ جو کرتے نہیں ہیں۔ شاعر کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ ہمارے دور کے بہت بڑے شاعر ہیں علامہ اقبال مرحوم۔ اس دور میں فارسی اردو کا اتنا بڑا شاعر کوئی نہیں پیدا ہوا۔ وہ خود اپنے بارے میں اقرار کرتے ہیں

؎ اقبالؔ بڑا اپدیشک ہے، من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

اگر گفتار کے ساتھ کردار بھی ہوتا تو علامہ وقت کا بہت بڑا ولی ہوتا۔ تو محض شعر و شاعری سے کچھ نہیں بنتا ساتھ کردار بھی ہونا چاہیے۔ حضرات سلف کہتے کم تھے کرتے زیادہ تھے اور ہم لوگ کرتے کم ہیں اور کہتے زیادہ ہیں۔

متنبّی کا دعویٰ نبوت :

مشہور شاعر تھا متنبّی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے پاس جادو کے دو کرشمے تھے۔ چاول کے ایک دانے پر پوری بسم اللہ اور سورہ اخلاص لکھ لیتا تھا اور پڑھی بھی جاتی تھیں۔ اور شیشی کا منہ چاہے جتنا تنگ ہوتا اس میں انڈا داخل کر دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر میں نبی نہیں ہوں تو تم کر کے دکھا دو۔ اس وقت اسلامی حکومت تھی گو کہ خلافت راشدہ نہیں تھی مگر بہر حال اسلام کی قدر و منزلت تھی۔ متنبّی کے خلاف مقدمہ دائر ہو گیا اس کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس سے پہلے اس نے لوگوں سے کہا، اپنے دوستوں اور شاگردوں کو کہا کہ میرا لقب 'لا' ہے تم مجھے 'لا' کہا کرو۔ لا صاحب آئے ہیں، لا صاحب گئے ہیں لا صاحب بیٹھے ہیں، لا صاحب نے کھایا ہے، لا صاحب نے پیا ہے۔ جج صاحب نے کہا کہ تم نے

نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ متنبی نے کہا ہاں کیا ہے۔ جج نے کہا کہ نبی تو کوئی معجزہ بھی دکھاتے ہیں۔ کہنے لگا خشک چاول کا دانہ لاؤ۔ عدالت میں جج کے سامنے، قاضی کے سامنے اس نے چاول کے دانے پر پوری بسم اللہ اور سورۃ اخلاص لکھ دی اور کہنے لگا اگر میں نبی نہیں ہوں تو تم میں سے کوئی ایسا کر دے۔ تنگ منہ والی شیشی منگوائی اس میں انڈا داخل کر دیا۔

قاضی بڑا سمجھ دار تھا اس نے کہا کہ تم آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھتے ہو کہ نہیں۔ کہنے لگا ہاں! میں آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں اور آپ ﷺ کی نبوت کے طفیل سے، برکت سے نبی بنا ہوں۔ قاضی صاحب نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' تم کیسے نبی بن گئے ہو؟ متنبی نے کہا یہی حدیث تو میری نبوت کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ لا میرے بعد نبی ہوگا اور میں لا ہوں۔ لوگوں سے پوچھو میرا لقب لا ہے۔ عدالت میں جانے سے پہلے کیسی تمہید باندھی تھی اندازہ لگاؤ۔ جج نے کہا کہ جو طاقتور جلاد ہے اس کو بلاؤ۔ بلایا گیا اور لا صاحب کو لٹا کے جب چند درے لگے تو کان پکڑ کر کہنے لگا میری نانی کی بھی توبہ ہے میں نبی نہیں ہوں۔ ایک مقام پر جا رہا تھا کہ دشمنوں کے گھیرے میں آ گیا۔ ساتھیوں میں سے ایک شاگرد نے کہا استاد جی! یہ آپ کا شعر ہے......

فَالخیل وَالابل والبغال تعرفُنی

والارض والغرب والقرطاس

''میں وہ بہادر ہوں گھوڑے، اونٹ اور خچر مجھے جانتے ہیں، میدان جنگ اور نیزے اور قلعے مجھے جانتے ہیں۔'' تو حضرت لا صاحب! بھاگتے کیوں ہو؟

تو شاعر لوگ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سارے ایسے

نہیں ہیں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل اچھے کیے وہ شاعر صحیح ہیں۔ جیسے حسان بن ثابت ؓ آنحضرت ﷺ کے شاعر تھے۔ کافر جب آپ ﷺ کی ہجو اور مذمت کرتے تھے شعر و شاعری میں تو آنحضرت ﷺ حضرت حسان بن ثابت ؓ کو فرماتے کہ ان کا جواب دو۔ تو حضرت حسان ؓ شعر و شاعری میں ان کا رد کرتے تھے۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کے خلاف، حدیث کے خلاف، آنحضرت ﷺ کے خلاف، حق کے خلاف اگر کوئی بات کرے تو مسلمانوں میں ضرور کوئی نہ کوئی طبقہ ہونا چاہیے جو ان کا رد کرے۔ اگر کوئی بھی رد نہیں کرے گا تو سب گنہگار ہوں گے۔ اگر باطل کی ایک ثقہ آدمی بھی تردید کر دے گا تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا کیونکہ باطل کی تردید کرنا فرض کفایہ ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بھی تردید نہیں کرے گا تو عوام بڑے سطحی ہوتے ہیں وہ اس کی بات کو صحیح سمجھ لیں گے اس لیے اس کی غلط بات کی تردید کرنا ضروری ہے۔ تو حضرت حسان بن ثابت ؓ شعر و شاعری میں کافروں کا رد کرتے تھے اور بھی بے شمار شاعر گزرے ہیں جو حق کی ترجمانی کرنے والے تھے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ کی کتاب ہے "مثنوی شریف" اس میں فارسی زبان کے اشعار ہیں۔ اس کا بڑا بہترین ترجمہ حضرت تھانویؒ نے کیا ہے۔ اس کو فارغ اوقات میں ضرور پڑھیں۔ اس میں تمہیں توحید ملے گی، رسالت ملے گی، قیامت کا ذکر ملے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ملے گا، دنیا کی بے ثباتی ملے گی اور وہ جس کو صحیح معنٰی میں تصوف کہتے ہیں وہ ملے گا۔ نہایت دقیق کتاب ہے ہر آدمی کو بغیر شرح کے سمجھ بھی نہیں آسکتی۔

تو فرمایا جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے اچھے وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا اور یاد کیا اللہ تعالیٰ کو بہت وَّانْتَصَرُوْا اور انتقام لیا دشمنوں سے مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا بعد اس کے

کہ ان کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ اگر کافر شعر و شاعری میں اسلام کے خلاف، مسلمانوں کے خلاف کوئی بات کرتے ہیں اور یہ شعر و شاعری میں انتقام لیتے ہیں، بدلہ لیتے ہیں، اس کا رد کرتے ہیں تو ایسے لوگ مستثنیٰ ہیں وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جو ظالم ہیں اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ کہ کون سے پہلو پر پلٹتے ہیں۔ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف جاتے ہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

تفسیر

جلد..............۱۴

سورۃ النمل مکیۃ وہی ثلث وتسعون آیۃ وسبع رکوعات بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰسٓ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴿۱﴾ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ هُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ ﴿۶﴾ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸﴾

طٰسٓ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ یہ آیتیں ہیں قرآن کریم کی وَ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ اور کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی هُدًى ہدایت ہے وَّ بُشْرٰى اور خوشخبری ہے لِلْمُؤْمِنِیْنَ ایمان والوں کے لیے الَّذِیْنَ مومن وہ ہیں یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ جو قائم رکھتے ہیں نماز کو وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں زکوۃ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ اور وہ آخرت پر هُمْ یُوْقِنُوْنَ یقین رکھتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ جو ایمان نہیں لاتے بِالْاٰخِرَةِ آخرت پر زَیَّنَّا لَهُمْ ہم نے مزین کیے ہیں ان کے لیے اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ پس وہ

سرگرداں پھرتے ہیں اُولٰٓـئِکَ الَّذِیْنَ یہی وہ لوگ ہیں لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ان کے لیے بُرا عذاب ہے وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ اور وہ آخرت میں بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں وَاِنَّکَ اور بے شک آپ کو لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ البتہ دیا جاتا ہے قرآن مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ حکمت والے کی طرف سے عَلِیْمٍ علیم کی طرف سے اِذْ قَالَ مُوْسٰی جس وقت فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے لِاَهْلِهٖٓ اپنے گھر والوں سے اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا بے شک میں نے محسوس کی ہے آگ سَاٰتِیْکُمْ مِّنْهَا میں عنقریب لاؤں گا تمہارے پاس اس آگ سے بِخَبَرٍ کوئی خبر اَوْ اٰتِیْکُمْ یا لاؤں گا تمہارے پاس بِشِهَابٍ شعلہ قَبَسٍ سلگا کر لَّعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ تاکہ تم آگ سیکو فَلَمَّا جَآءَهَا پس جب آئے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس نُوْدِیَ آواز دی گئی اَنْۢ بُوْرِکَ یہ کہ برکت ڈالی گئی ہے مَنْ فِی النَّارِ اس پر جو آگ میں ہے وَمَنْ حَوْلَهَا اور جو اس کے اردگرد ہے وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

وجہ تسمیہ :

اس سورت کا نام سورۃ النمل ہے۔ نَمْل نملۃ کی جمع ہے اور نملہ کا معنیٰ ہے چیونٹی۔ تو نَمْل کا معنیٰ ہوگا چیونٹیاں۔ چونکہ اس سورت میں چیونٹیوں کا ذکر ہے جس کی تفصیل آگے دوسرے رکوع میں آرہی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فوجی لشکر کو لے کر جا رہے تھے کہ آگے چیونٹیوں کی بستی تھی۔ ان میں سے ایک نے دوسریوں کو کہا

کہ اپنی اپنی بلوں میں گھس جاؤ خواہ مخواہ روندی نہ جاؤ۔ یعنی وہ سورت جس میں چیونٹیوں کا ذکر ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے سنتالیس (۴۷) سورتیں اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں اس کا اڑتالیسواں (۴۸) نمبر ہے۔ نزول کے اعتبار سے اس کے سات رکوع ہیں اور ترانوے آیتیں ہیں۔

حروف مقطعات :

طٰسٓ یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ کئی دفعہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قرآن کریم کی انتیس (۲۹) سورتوں کے شروع میں ایسے حروف واقع ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ناموں کو مخفف طریقے سے لکھا گیا ہے۔ مثلاً ط سے مراد طیب ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور س سے مراد سمیع ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ یہ آیتیں ہیں قرآن کریم کی۔ یہ جو پڑھی جا رہی ہیں یہ قرآن پاک کی آیات ہیں وَكِتَابٍ مُّبِیْنٍ اور اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حقیقت کو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ ہماری زبان چونکہ عربی نہیں ہے اس لے ہم اس کی عظمت کو نہیں پاتے۔ جن لوگوں کی زبان عربی ہے وہ پڑھ کر خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے جس چیز کو بیان کیا ہے اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے هُدًى ہدایت ہے وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور خوش خبری ہے ایمان والوں کے لیے۔ قرآن پاک مجسم ہدایت ہے زندگی کے ہر موڑ کے لیے اس میں ہدایت موجود ہے اور ماننے والوں کو خوشخبری دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی، آخرت کی فلاح کی اور کامیابی کی، قبر حشر کی راحت کی اور جنت میں داخلے کی۔

ایمان والوں کے اوصاف :

ایمان والوں کی اوصاف کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ ایمان والے وہ ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ قائم رکھنے کا مطلب ہے کہ اس کو وقت پر با جماعت ادا کرتے ہیں پورے فرائض اور واجبات کے ساتھ۔ نماز سکون اور اطمینان کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے نماز پڑھی اور نماز کے بعد آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ''پھر جا کر نماز پڑھ پس بے شک تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر جا کر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ پھر پڑھ کر آیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا جا کر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے کہا حضرت! بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے جو طریقہ آتا ہے میں نے اس طرح نماز پڑھی ہے اب آپ ﷺ مجھے سمجھائیں کہ میں نے کس طرح پڑھنی ہے تاکہ میں اس طرح پڑھوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اس کو وضو سے لے کر آخر تک سارا نماز کا طریقہ بتلایا اور سمجھایا۔ احادیث کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص رکوع، سجود، قعود، قومہ، جلسہ، اطمینان کے ساتھ نہیں کرتا تھا۔ رکوع میں جاتا تو جھکتے ہی سر اٹھا لیتا تھا۔ یاد رکھنا! رکوع کی ادنیٰ تسبیحات تین ہیں یعنی کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھنا ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ امام کے لیے مناسب ہے کہ وہ پانچ تسبیحات پڑھے تاکہ مقتدی تین دفعہ پڑھ لیں۔ الحمد للہ! اپنا معمول بھی یہی ہے کہ میں رکوع میں پانچ مرتبہ تسبیح پڑھتا ہوں اور سجدے میں بھی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ کم از کم تین ہیں زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ تو اس شخص نے نماز پڑھی اور رکوع سجود میں اعتدال نہ کیا۔ رکوع سے سر اٹھایا جلدی سے

سجدے میں چلا گیا۔ جب صحابی کی نماز مسجد میں تین دفعہ پڑھی ہوئی نہیں ہوئی تو ہماری کیسے ہو جائے گی۔

نماز میں گھٹنوں کا ننگا رکھنا :

اور یہ بات بھی تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ ایک آدمی کی لنگی ٹخنوں سے نیچے تھی اس کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوبارہ جا کر وضو کر اور نماز پڑھ۔ اس نے کہا حضرت! میرا وضو بھی ہے اور میں نے نماز آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری نماز نہیں ہوئی۔ اس نے کہا حضرت! وجہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اَسْبَلْتَ اِزَارَکَ ''تو نے اپنی لنگی ٹخنوں سے نیچے لٹکائی ہوئی ہے۔ یہ ابوداؤد شریف کی روایت ہے صحیح سند کے ساتھ۔ چونکہ ہم ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتے اس لیے ہماری نمازوں کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اگر حقیقت میں نماز ہو تو رب تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ [العنکبوت: ۴۵] ''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔''

مومنوں کی دوسری صفت: وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور وہ دیتے ہیں زکوٰۃ۔ بدنی عبادتوں میں نماز سرفہرست ہے اور مالی عبادتوں میں زکوٰۃ۔ تو وہ مالی عبادتوں میں زکوٰۃ پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور ان کی تیسری صفت وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جو آخرت پر یقین رکھے گا اس کے لیے تیاری بھی کرے گا۔ ایک آدمی سکول کالج میں داخل ہو جاتا ہے نہ کتابیں خریدتا ہے نہ حاضری دیتا ہے نہ تیاری کرتا ہے صرف اتنا کہتا ہے کہ میں نے امتحان دینا ہے، امتحان دینا ہے تو کیا وہ کامیاب ہو جائے گا؟ بھئی! تم نے کتابیں خریدی نہیں سکول حاضری نہیں دیتے، مضمون پڑھا نہیں، دہرایا نہیں، امتحان کیا دو گے۔ اسی طرح صرف یہ کہہ دینا کہ

قیامت آئے گی، قیامت آئے گی اور اس کے لیے تیاری کچھ بھی نہیں کرتا تو اس کا قیامت پر کہاں یقین ہے؟ جن کو قیامت پر یقین ہے وہ قیامت کی تیاری کرتے ہیں۔

اب مومنوں کے مدمقابل جو دوسرے لوگ ہیں ان کا حال بھی سن لو۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ بے شک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ ہم نے مزین کیے ہیں ان کے لیے ان کے اعمال فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ پس وہ سرگردان پھرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے لیے بُرے عمل اختیار کیے ہیں اور دیوانوں کی طرح دنیا میں لگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو انہی راستوں پر چلا دیا جن کو وہ اچھا سمجھ رہے ہیں۔ کیونکہ قاعدہ ہے پروردگار کا نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی [نساء: ۱۱۵] ''ہم اس کو پھیر دیتے ہیں اسی طرف جس طرف کا اس نے رخ کیا۔'' جس طرف کوئی جانا چاہتا ہے رب تعالیٰ اس کو اس طرف پھیر دیتے ہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ یہی لوگ ہیں جن کے لیے بُرا عذاب ہے۔ مرتے وقت جب فرشتے جان نکالتے ہیں یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ [انفال: ۵۰] ''مارتے ہیں ان کے مونہوں پر اور پیٹھوں پر۔'' پھر قبر میں عذاب ہوگا، پھر میدان محشر میں، پھر پل صراط سے گزرتے ہوئے، پھر دوزخ میں ہوگا اور کبھی ختم نہیں ہوگا وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ اور وہ لوگ آخرت میں بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اَخْسَرَ اسم تفضیل ہے، بہت زیادہ خسارے والے ہوں گے۔ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲۷-۲۸ میں ہے وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ''اور جس دن کاٹیں گے ظالم اپنے ہاتھوں کو اور کہیں گے کاش کہ میں نے پکڑ لیا ہوتا رسول کے ساتھ راستہ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا اے خرابی کاش کہ میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔'' لیکن

اس دن افسوس اور واویلا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جو اس دنیا میں کر کے گیا ہے اس کا پھل پائے گا۔ اور یہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ روئے گا اور اتنے آنسو بہائے گا کہ ان میں کشتی چلائی جا سکے گی اور رو رو کے رخساروں میں گڑھے پڑ جائیں گے مگر اس وقت کا واویلا کس کام کا؟ وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ اور بے شک آپ کو البتہ دیا جاتا ہے قرآن مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ اس ذات کی طرف سے جو حکمت والی ہے جاننے والی ہے۔ بار بار یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ [سورۃ الشعراء] "اس قرآن کو شیاطین نے نہیں اتارا اور نہ ان کے مناسب تھا اور نہ وہ طاقت رکھتے تھے۔" یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے حکیم علیم کی طرف سے ہے۔

آنحضرت ﷺ کو طبعاً بڑا صدمہ ہوتا تھا کہ میں ان کو ان کی زبان میں خیر خواہی کی باتیں بتاتا ہوں اور وہ بھی بغیر کسی اجرت اور معاوضے کے اور یہ مانتے نہیں ہیں الٹا مجھے معاذ اللہ تعالیٰ مجنون، شاعر، کاہن اور مفتری کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کے لیے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنایا مگر فرعون، ہامان، قارون اور ان کی قوم نے نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖۤ جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کو اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا بے شک میں نے محسوس کی ہے آگ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال مدین شہر میں رہے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی حضرت صفورا کے ساتھ نکاح ہوا اور ان سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ دس سال کے بعد اجازت مانگی کہ میں اپنے بیوی بچوں کو مصر لے جانا چاہتا ہوں اگر حالات سازگار ہوئے تو کچھ عرصہ رہ کر واپس آ جاؤں گا اگر سازگار نہ ہوئے تو اہل و عیال کو

چھوڑ کر جلدی واپس آجاؤں گا، اجازت مل گئی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام بیوی، بچہ، ایک خادم بھی ساتھ تھا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ شعیب علیہ السلام نے بکریاں بھی دی تھیں ضرورت کے لیے کہ راستے میں ان کا دودھ پیتے جانا۔ موسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر چل پڑے۔ جب طویٰ کے مقام پر پہنچے رات کا وقت تھا راستہ بھول گئے۔ اس وقت آج کل کی طرح کشادہ سڑکیں تو نہیں ہوتی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو کہا کہ بے شک میں نے آگ محسوس کی ہے مجھے آگ نظر آرہی ہے میں جاتا ہوں سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ میں عنقریب لاؤں گا تمہارے پاس اس آگ سے کوئی خبر۔ یقیناً کوئی نہ کوئی بندہ بھی وہاں ہوگا اس سے مصر کا راستہ پوچھوں گا اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ یا لاؤں گا تمہارے پاس شعلہ سلگا کر لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ تاکہ تم سیکو۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سردی کا موسم تھا۔ بعض تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اہلیہ محترمہ کے ہاں بچی بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ ایسے موقع پر طبی نقطہ نظر سے گرمائش اچھی ہوتی ہے نہ ٹھنڈی جگہ ہو اور نہ ٹھنڈی چیزیں کھائے۔ اس لیے فرمایا کہ میں آگ سلگا کر لاتا ہوں فَلَمَّا جَآءَهَا پس جس وقت موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پہنچے تو وہ دنیا کی آگ تو نہیں تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی تھی۔ آگے درخت کا ذکر بھی آئے گا یہ بھی آتا ہے کہ وہ بیری کا درخت تھا، انار کے درخت کا ذکر بھی آتا ہے اور یہ جو کیکر یا بیری کے درخت پر جڑیں چڑھی ہوتی ہیں پیلے پیلے رنگ کی اُردو والے اس کو اَکاس کہتے ہیں۔ ان کو عربی میں علیق کہتے ہیں۔ تم اپنی بولی میں کیا کہتے ہو؟ (سامعین سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا) نرادھار۔ تو نرادھار بھی لکھا ہے۔ اور بعض تفسیروں میں ان بیریوں کا بھی لکھا ہے جو زمین پر بچھی ہوئی ہوتی ہیں اور ان کو کالے کالے دانے لگتے ہے۔ بہر حال وہ ظاہری آگ نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی

تھی۔جب موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے نُوْدِیَ آواز دی گئی اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ یہ کہ برکت ڈالی گئی ہے اس پر جو آگ میں ہے وَمَنْ حَوْلَهَا اور جو اردگرد ہے۔موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس تھے وہ بھی برکت والے اور ارد گرد جو فرشتے کھڑے ہیں ان پر بھی رب تعالیٰ کی برکتیں ہیں۔فرمایا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔آگے ذکر آئے گا کہ میں جو بول رہا ہوں رب العالمین ہوں۔

يٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ﴿۹﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَىَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۖ﴿۱۰﴾ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِىْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۠﴿۱۴﴾

يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام اِنَّهٗ بے شک شان یہ ہے کہ اَنَا اللّٰهُ میں اللہ ہوں الْعَزِيْزُ غالب الْحَكِيْمُ حکمت والا وَاَلْقِ عَصَاكَ اور ڈال دیں اپنی لاٹھی کو فَلَمَّا رَاٰهَا پس دیکھا اس نے لاٹھی کو تَهْتَزُّ حرکت کر رہی ہے كَاَنَّهَا جَآنٌّ گویا کہ وہ پتلا سانپ ہے وَّلّٰى مُدْبِرًا پھرے موسیٰ علیہ السلام پشت دکھا کر وَّلَمْ يُعَقِّبْ اور نہ مڑ کر دیکھا يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام لَا تَخَفْ خوف نہ کریں اِنِّىْ بے شک میں لَا يَخَافُ لَدَىَّ الْمُرْسَلُوْنَ نہیں خوف کرتے میرے پاس پیغمبر اِلَّا مَنْ ظَلَمَ مگر وہ جس نے ظلم کیا ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا پھر بدل دیا اس کو نیکی کے ساتھ بَعْدَ سُوْٓءٍ برائی کے بعد فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں وَاَدْخِلْ يَدَكَ اور داخل کر

اپنے ہاتھ کو فِیْ جَیْبِکَ اپنے گریبان میں تَخْرُجْ نکلے گا بَیْضَآءَ سفید مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ بغیر کسی تکلیف کے فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ یہ تو نشانیوں میں ہے اِلٰی فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف جائیں وَ قَوْمِهٖ اور اس کی قوم کی طرف اِنَّهُمْ بے شک وہ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ نافرمان قوم ہے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا پس جب آئیں ان کے پاس ہماری نشانیاں مُبْصِرَةً بصیرت پیدا کرنے والی قَالُوْا انہوں نے کہا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ یہ جادو ہے کھلا وَجَحَدُوْا بِهَا اور انہوں نے انکار کر دیا ان نشانیوں کا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ حالانکہ یقین کر لیا تھا ان نشانیوں کا ان کے نفسوں نے ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ظلم کرتے ہوئے اور سرکشی کرتے ہوئے فَانْظُرْ پس آپ دیکھیں كَیْفَ كَانَ کیا تھا عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ انجام فساد کرنے والوں کا۔

ربطِ آیات :

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ کچھ کل بیان ہوا تھا کہ مدین سے جب واپس مصر جا رہے تھے بیوی، بچہ اور خادم بھی ساتھ تھا راستہ بھول گئے اور بیوی کو دردِ زہ شروع ہو گیا۔ سردی کا موسم تھا آگ کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا اپنے اہلِ خانہ سے فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو مجھے آگ نظر آ رہی ہے راستے کا بھی پتہ چل جائے گا آگ کا شعلہ بھی لے آؤں گا جب وہاں پہنچے تو آواز دی گئی جو آگ میں ہے اس پر بھی رب تعالیٰ کی برکت ہے اور جو ارد گرد ہے اس پر بھی برکت ہے وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ”اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو پالنے والا ہے سارے جہان کا۔“ اسی مقام پر رب تعالیٰ نے آواز دی

یٰمُوْسٰی اے موسیٰ علیہ السلام اِنَّهٗ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ بے شک شان یہ ہے کہ جو آپ کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے میں اللہ ہوں جَلَّ جَلَالُهٗ، غالب ہے تمام چیزوں پر حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر بات واضح کر دی تاکہ وہ مغالطے میں نہ رہیں کہ میرے ساتھ کون گفتگو کر رہا ہے؟ فرشتہ بول رہا ہے، جن بول رہا ہے یا خدا کی کوئی اور مخلوق میرے ساتھ بات کر رہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لاٹھی ہوتی تھی جس کے ذریعے وہ اپنی بھیڑ بکریوں کے لیے درختوں سے پتے جھاڑتے تھے سہارا لگا کر کھڑے بھی ہو جاتے تھے اور بھی کئی کام اس سے لیتے تھے مثلاً سامان لاٹھی کے ساتھ باندھ کر کندھے پر رکھ لیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا وَاَلْقِ عَصَاکَ اے موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی ڈال دے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی پھینکی وہ سانپ بن گئی فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ پس جس وقت دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے اس لاٹھی کو حرکت کر رہی ہے کَاَنَّهَا جَآنٌّ گویا کہ وہ پتلا سانپ ہے۔ پتلا سانپ پھرتیلا ہوتا ہے سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۲۰ میں ہے فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ''پس اچانک وہ لاٹھی سانپ بن کر دوڑنے لگ گئی۔'' وَلّٰی مُدْبِرًا پھرے موسیٰ علیہ السلام پشت دکھا کر۔ سانپ کی طرف پشت کر کے بھاگنا شروع کر دیا وَّلَمْ یُعَقِّبْ اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے خیال فرمایا یہ سانپ ہے موذی چیز ہے نقصان نہ ہو اور یاد رکھنا! موذی چیز سے طبعی طور پر خوف ایمان کے خلاف نہیں ہے۔ آدمی شیر، چیتا، سانپ، بچھو سے ڈرتا ہے اس سے ایمان پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ سفر پر تھے ایک جگہ بڑا نرم ملائم گھاس تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں تم چادر ڈال دو میں آرام کر لیتا ہوں۔ اس گھاس سے بچھو نے نکل کر آپ کو ڈنگ مار دیا۔ ابوداؤد شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا

لَعَنَ اللّٰهُ عَقْرَبًا لَا یَدْرِیْ نَبِیًّا اَوْ غَیْرَہٗ او کما قال ''اللہ تعالیٰ لعنت کرے بچھو پر یہ نبی اور غیر نبی کو نہیں جانتا بس اس کا کام ڈنگ مارنا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ کلمات اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ پڑھ کر پھونک مار دی۔ سانپ بچھو ڈس جائے، شہد کی مکھی یا بھڑ ڈس جائے یا ان جیسی اور کوئی موذی شے ڈس جائے تو یہ اس کا دم ہے۔ آپ ﷺ یہ دعا پڑھ کر پھونک مارتے تھے ہاتھ بھی ملتے تھے شفا ہو جاتی تھی۔ ان کلمات میں آج بھی شفا ہے اور قیامت تک رہے گی اگر کمی ہے تو ہمارے اندر۔ ہماری زبانوں میں شفا نہیں ہے۔ قرآن پاک کی آخری دو سورتیں جو معوذتین کہلاتی ہیں جادو کے توڑ کے لیے اتری ہیں پڑھ کر پھونک مارنے کی دیر ہوتی تھی جادو کا اثر ختم ہو جاتا تھا۔ ان میں یہ اثر آج بھی موجود ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اگر ہم پڑھ کر دم کریں اور اثر نہ ہو تو اس کی وجہ ہماری خوراک صحیح نہیں ہے، ہمارے عقائد صحیح نہیں ہیں، ہماری نگاہیں اور ہماری زبان صحیح نہیں ہے۔ انہی زبانوں سے ہم جھوٹ بولتے ہیں، گالیاں نکالتے ہیں غیبت کرتے ہیں، دل آزاری کی باتیں کرتے ہیں لایعنی اور فضول باتیں کرتے ہیں جو شرعی طور پر ناجائز اور گناہ ہیں تو پھر اثر کس طرح ہوگا؟ تو جب لاٹھی سانپ بنا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے منہ پھیر لیا اور مڑ کر نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰمُوْسٰی لَا تَخَفْ اے موسیٰ علیہ السلام خوف نہ کریں۔ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۲۱ میں ہے قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی ''فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ اس کو پکڑ لیں اور ڈریں نہ ہم اس کو پلٹ دیں گے اس کی پہلی حالت پر۔'' یہ آپ نے لاٹھی پھینکی تھی ہمارے حکم کے ساتھ سانپ بن گیا اب اس پر ہاتھ رکھنا آپ کا کام پھر اس کو لاٹھی بنانا ہمارا کام ہے۔ اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ اگر اپنے اختیار میں ہوتا تو

موسیٰ علیہ السلام بھاگتے کیوں، خوف کیوں کرتے؟ ان کو علم ہوتا کہ میں نے اس کو سانپ بنایا ہے پھر لاٹھی بنا دوں گا مگر انہوں نے سمجھا کہ یہ موذی شے بن گئی ہے اس سے جان بچانا فرض ہے۔ تو فرمایا آپ ڈریں نہ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ بے شک میں نہیں خوف کھاتے میرے پاس پیغمبر رسول یعنی ان چیزوں سے۔ باقی اللہ تعالیٰ کا خوف تو بڑی شے ہے۔ ہاں! خوف اس کو کرنا چاہیے اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ مگر جس نے ظلم کیا پھر بدل دیا اس کو اچھائی میں برائی کے بعد فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

من ظلم کے معانی :

مَنْ ظَلَمَ سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ظلم سے مراد شرک ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ''بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔'' تو مطلب ہوگا کہ جس نے شرک کیا پھر اس سے توبہ کی موحد بن گیا تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے بخش دے گا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ظلم سے مراد عام گناہ ہیں کہ جس نے کوئی گناہ کیا رب تعالیٰ کا حق ضائع کیا یا بندے کا حق مارا پھر توبہ کر لی، ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ مثلاً کسی نے شراب پی لی، شراب پینا بھی ظلم ہے، اس کے بعد اس نے سچے دل سے توبہ کر لی تو یہ حُسنًا ہے، نیکی ہے اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ یا کسی بندے کا حق کھایا ہے تو اس ظلم کی تبدیلی اس طرح ہوگی کہ یا تو اس سے معاف کرائے یا اس کو ادا کرے کہ بھئی! میں نے آپ کا اتنا حق کھایا ہے یا مارا ہے آپ میرے سے وصول کر لیں اور مجھے معاف کر دیں۔ یا یوں کہے کہ میں ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں مجھے معاف کر دیں اور وہ معاف کر دے اللہ تعالیٰ بھی معاف کر دیں گے۔ اس بات میں فقہاء کرامؒ کا اختلاف ہے کہ اس کو

تفصیل بتانی چاہیے یا اجمال ہی کافی ہے۔ تفصیل کا مطلب یہ ہے کہ بتلائے کہ میں نے تمہارے اتنے پیسے اس اس طریقے سے کھائے ہیں اور اجمال کا مطلب یہ ہے کہ کہے کہ میں نے آپ کا جو بھی اور جتنا بھی حق کھایا ہے آپ مجھے معاف کر دیں۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ تفصیل بتانی چاہیے کہ میں نے آپ کی اتنی رقم اس اس طریقے سے کھائی ہے یا ماری ہے آپ مجھے معاف کر دیں یا لے لیں۔ اور محدثین کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے بس اجمالاً کہہ دے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے آپ کے پیسے میں نے کھائے ہیں، مارے ہیں وہ جتنے بھی ہیں آپ مجھے معاف کر دیں اور اگر لینا چاہتے ہیں تو لے لیں۔ یاد رکھنا! بندے کا حق اس وقت معاف ہوگا جب وہ بندہ خود حق معاف کرے گا یا اس کو ادا کر دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے معاف کر دے گا۔

سانپ اور اژدھا کا فرق :

یہاں پتلے سانپ کا ذکر ہے اور دوسرے مقام پر ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ کا لفظ آتا ہے بڑا اژدھا۔ تو پتلا سانپ اور ہوتا ہے اور اژدھا اور ہوتا ہے۔ تو بظاہر قرآن پاک میں تعارض معلوم ہوتا ہے تو اس کے متعلق مفسرینؒ فرماتے ہیں کہ یہ علیحدہ علیحدہ جگہ کی بات ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت ملی وادی طویٰ میں اس وقت پتلا سانپ بنا اور اژدھا بنا جب فرعون کے دربار میں گئے۔ تو جب وقت بھی ایک نہ ہو اور جگہ بھی ایک نہ ہو تو تعارض کیسا؟ کوئی تعارض نہیں ہے۔ تعارض تو تب ہو کہ جگہ بھی ایک ہو اور وقت بھی ایک ہو۔ ایک آدمی بیک وقت تندرست بھی ہو اور بیمار بھی ہو یہ تو تعارض ہے۔ اور کل بیمار تھا آج تندرست ہے یا کل تندرست تھا اور آج بیمار ہے تو یہ تو کوئی تعارض نہیں ہے۔ اس پر دونوں حالتیں طاری ہو سکتی ہیں۔

دوسرا معجزہ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ اور داخل کر اپنے ہاتھ اپنے گریبان میں تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ یہ نکلے گا سفید بغیر کسی تکلیف کے۔ ہاتھ اس طرح روشن ہوگا جیسے ہمیں یہ ٹیوبیں جلتی نظر آ رہی ہیں لیکن ہاتھ میں نہ سوزش ہوگی نہ تپش ہوگی۔ روشنی ہوگی تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ دو معجزے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور کے مقام طویٰ میں عطا فرمائے۔

نو نشانیاں موسیٰ علیہ السلام کی :

فرمایا فِي تِسْعِ اٰيٰتٍ یہ نو نشانیوں میں سے دو ہیں۔ چھ نشانیوں کا ذکر سورۃ الاعراف میں ہے اور ایک نشانی کا ذکر سورۃ یونس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ”پھر بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی دل مکڑیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں۔“ طوفان سے مراد سیلاب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارشیں زیادہ ہوئیں سیلاب آیا جس میں ان کا بڑا نقصان ہوا۔ جراد مکڑی کھیتوں کو کھا جاتی ہے جب اس کا طوفان آتا ہے تو حکومت مارنے کے لیے دوائیں چھڑکتی ہے۔ بعض دفعہ جہاز اور فوج بھی استعمال کرتے ہیں۔ ایک یہ عذاب تھا کہ مکڑیوں نے ان لوگوں کی فصلیں اور سبز پودے سب کھا لیے اور جوؤں کا عذاب بھیجا سر میں، بدن میں جوئیں پڑ گئیں کثرت کیساتھ۔ ہر وقت خارش ہی کرتے رہتے تھے لکڑیوں کے ساتھ اور جسم کو دوسرے کے جسم کے ساتھ رگڑتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈک مسلط کیے۔ عمدہ سے عمدہ کھانا تیار کرتے اس میں مینڈک گھس جاتے۔ پانی سامنے رکھا، شربت سامنے رکھا، اس میں مینڈک گھس جاتا، منہ کھولتے مینڈک چھلانگ لگا کر منہ میں چلا جاتا اور خون کا عذاب، روٹی، سالن، پانی

خون بن جاتے دودھ رکھا خون بن جاتا خدا کی قدرت ہے۔آج ہم غریب لوگ ہانڈی میں ہلدی ڈالتے ہیں وہ لوگ ہلدی کی جگہ زعفران ڈالتے تھے۔عمدہ ہانڈی تیار کر کے رکھی خون بن گیا۔اورنویں نشانی کا ذکر سورہ یونس آیت نمبر ۸۸ میں ہے رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ''اے پروردگار! ان لوگوں نے اتنے معجزے دیکھ کر بھی حق کو قبول نہیں کیا نہ قبول کرنے کی وجہ ان کا مال ہے اے پروردگار! ان کے مالوں کو مٹا دے اوران کے دلوں کو سخت کر دے۔'' چنانچہ پروردگار نے ان کے پاس جو سونا چاندی تھا سونے کے دینار اور چاندی کے درہم تھے سب پتھر بنا دیئے۔تو یہ تو نشانیاں رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیں اور فرمایا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ فرعون اور اس کی قوم کی طرف جا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ بے شک وہ نافرمان قوم ہے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا پس جب فرعونیوں کے پاس ہماری نشانیاں آئیں مُبْصِرَةً بصیرت پیدا کرنے والی روشن نشانیاں۔ ایک ایک نشانی انہوں نے آنکھوں سے دیکھی قَالُوْا کہنے لگے هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یہ جادو ہے کھلا وَجَحَدُوْا بِهَا اورانہوں نے انکار کر دیا نشانیوں کا۔سوال یہ ہے کہ کیا یہ انکار غلط فہمی کی وجہ سے تھا؟ نہیں وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ حالانکہ یقین کر لیا تھا ان نشانیوں کا ان کے نفسوں نے۔ان کے دلوں میں یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام واقعی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور یہ نشانیاں رب تعالیٰ کی طرف سے معجزات ہیں لیکن جب ضد اور انکار ہو تو کوئی نہ کوئی بات تو بنانی ہوتی ہے خاموش تو دنیا میں کوئی نہیں رہتا۔

حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ :

آنحضرت ﷺ کے دور کے کافروں ظالموں نے سب معجزے دیکھے اور کہا کہ جادو ہے۔آنحضرت ﷺ کا پہلا معجزہ اور سب سے بڑا معجزہ قرآن حکیم ہے جس کے متعلق رب

تعالیٰ نے چیلنج دیا کہ جن وانس مل کر اس جیسی کتاب لاؤ ورنہ دس سورتیں لاؤ اور اگر دس سورتیں بھی نہیں لا سکتے تو فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ''ایک سورۃ اس جیسی لاؤ۔'' نہیں لا سکے۔ وہ قرآن پاک کا اثر مانتے تھے، فصاحت بلاغت مانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ جادو ہے۔ ان ظالموں نے آنکھوں سے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے کہنے لگے یہ جادو ہے سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ بڑا مضبوط جادو ہے۔ تو فرعونی سمجھتے تھے کہ یہ معجزات ہیں۔ جادو کہہ کر ٹال دیتے تھے ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ظلم زیادتی اور غرور تکبر کی بنا پر معجزات کا انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ پس آپ دیکھیں کیسا تھا انجام فساد کرنے والوں کا کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو پانی میں غرق کر دیا اور فرعون کی لاش کو عبرت کے لیے باقی رکھا۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا

دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا اور البتہ تحقیق دیا ہم نے دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا داؤد اور سلیمان کو علم وَقَالَا اور کہا ان دونوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے الَّذِیْ وہ فَضَّلَنَا جس نے ہمیں فضیلت دی عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ اپنے بہت سارے بندوں پر الْمُؤْمِنِیْنَ جو مومن ہیں وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ اور وارث ہوئے سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وَقَالَ اور فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے لوگو عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ ہمیں تعلیم دی گئی ہے پرندوں کی بولی کی وَاُوْتِیْنَا

مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اور دیئے گئے ہیں ہم ہر چیز اِنَّ هٰذَا بے شک یہ لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ البتہ یہ فضیلت ہے کھلی وَحُشِرَ اور جمع کیے گئے لِسُلَیْمٰنَ سلیمان علیہ السلام کے لیے جُنُوْدُهٗ ان کے لشکر مِنَ الْجِنِّ جنات کے وَالْاِنْسِ اور انسانوں کے وَالطَّیْرِ اور پرندوں کے فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ پس ان کو تقسیم کیا جاتا تھا حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا یہاں تک کہ جب آئے عَلٰى وَادِ النَّمْلِ چیونٹیوں کی وادی پر قَالَتْ کہا نَمْلَةٌ ایک چیونٹی نے یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ اے چیونٹیو اُدْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ داخل ہو جاؤ اپنے بلوں میں لَا یَحْطِمَنَّكُمْ نہ کچل دے تمہیں سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو سمجھ بھی نہیں آئے گی فَتَبَسَّمَ پس وہ مسکرائے ضَاحِكًا ہنستے ہوئے مِّنْ قَوْلِهَا اس چیونٹی کی بات کی وجہ سے وَقَالَ اور کہا رَبِّ اے میرے پروردگار اَوْزِعْنِیْۤ مجھے توفیق عطا فرما اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ کہ میں شکر ادا کروں تیری نعمت کا الَّتِیْۤ وہ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ جو آپ نے مجھ پر انعام کی ہے وَعَلٰى وَالِدَیَّ اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہیں وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا اور یہ کہ میں ایسا نیک کام کروں تَرْضٰىهُ جس کو آپ پسند کریں وَاَدْخِلْنِیْ اور داخل کر مجھ کو بِرَحْمَتِكَ اپنی مہربانی کے ساتھ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ اپنے نیک بندوں میں۔

اس سے پہلی آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعونیوں کا ذکر تھا اور آج کی آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ہے۔ یہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زبور کتاب عطا

فرمائی تھی اور دونوں کی شان کے لائق جو علم تھا وہ بھی عطا فرمایا اس کا ذکر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا اور دیا ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو علم ۔ جو علم داؤد علیہ السلام کے لائق تھا ان کو دیا اور جو سلیمان علیہ السلام کے لائق تھا ان کو دیا وَقَالَا اور دونوں بزرگوں نے فرمایا الْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے الَّذِیْ وہ اللہ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ جس نے ہمیں فضیلت بخشی اپنے بہت سے مومن بندوں پر۔ باپ بیٹا دونوں پیغمبر ہیں بڑی عظمت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے بعض پیغمبروں بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ تیسرے پارے کی پہلی آیت کریمہ ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ''یہ سب اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔'' ہم نے فضیلت بخشی ہے بعض کو بعض پر۔'' اور سورۃ الاسراء آیت نمبر ۵۵ میں ہے وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ ''اور البتہ تحقیق ہم نے فضیلت بخشی ہے بعض نبیوں کو بعض پر۔'' حضرت داؤد علیہ السلام صاحب کتاب اور صاحب شریعت پیغمبر تھے لیکن موسیٰ علیہ السلام کا درجہ ان سے زیادہ ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زیادہ ہے۔ اور حضرت ابراہیم اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا درجہ زیادہ ہے۔ تو فرمایا الْحَمْدُ لِلّٰهِ اس نے ہمیں اپنے بہت سارے بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ اور وارث ہوئے سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے علم میں، دین اور شریعت میں ۔ کیونکہ پیغمبر درہم و دینار کے وارث نہیں ہوتے۔

انبیاء کی وراثت :

اس بات پر تمام اہل حق، صحابہ کرام ﷺ، تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ، ائمہ

دین، فقہاء کرام، محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے کہ پیغمبروں کی مالی وراثت نہیں چلتی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ وَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ "نہیں وارث ہوتے درہم اور دینار کے بے شک وہ تو وارث ہوتے ہیں علم کے۔" جس نے علم دین حاصل کیا اس نے پیغمبروں کی وراثت میں سے بڑا حصہ پایا۔ رافضی شیعہ کہتے ہیں کہ پیغمبروں کی وراثت تقسیم ہوتی ہے ان کا یہ خیال بالکل باطل ہے۔ حضرت ابو بکر ﷜ کو جب خلیفہ منتخب کیا گیا تو حضرت عباس ﷜، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض ازواج مطہراتؓ کی طرف سے یہ اپیل آئی کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ شرعی وارثوں کو ملنا چاہیے۔ کیونکہ ان کو مسئلے کا علم نہیں تھا اس لیے انہوں نے یہ اپیل کی۔ حضرت ابو بکر ﷜ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَآءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ "ہم جو انبیاء کی جماعت ہیں ہماری مالی وراثت نہیں ہوتی جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔" لہٰذا میں آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اس کے بعد ان بزرگوں میں سے کسی نے مطالبہ نہیں کیا اور یہ حدیث بہت سارے صحابہ سے مروی ہے صرف ابو بکر صدیق ﷜ سے ہی نہیں۔ اگر آپ ﷺ کی وراثت تقسیم ہوتی تو مسئلہ چوبیس (۲۴) سے بنتا یعنی کل مال کے چوبیس (۲۴) حصے کیے جاتے ان میں سے بارہ حصے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملتے کیونکہ قرآن کا حکم ہے کہ ایک بیٹی ہو تو اس کو کل مال کا نصف دو۔ بیوی ایک ہو، دو ہوں، تین ہوں، چار ہوں تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اور چوبیس کا آٹھواں تین ہے۔ تو تین حصے ازواج مطہرات کو مل جاتے۔ باقی نو حصے تھے وہ حضرت عباس ﷜ کو مل جاتے۔ رافضی شیعہ کہتے ہیں کہ چونکہ ابو بکر ﷜ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حصہ نہیں دیا

وراثت نہیں دی لہٰذا وہ ظالم ہیں معاذ اللہ تعالیٰ ۔ خمینی کی کتاب ہے ''کشف الاسرار'' یہ کتاب ایرانیوں نے بڑی تعداد میں چھپوا کر پاکستان میں مفت تقسیم کی ہے۔ چونکہ ان کے پاس پیسہ وافر ہے بہت زیادہ، اس کے علاوہ اتنا لٹریچر شائع کر رہے ہیں کہ آپ اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ اس کے مقابلہ میں ہمارا لٹریچر دسواں حصہ بھی نہیں ہے ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں ایک کتاب کا خرچہ بھی پورا نہیں ہوتا۔ تو خمینی نے ''کشف الاسرار'' میں لکھا ہے کہ قرآن کا پہلا منکر ابوبکر ہے۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے بیٹیوں کو حصہ دو اور ابوبکر نے نہیں دیا۔ اور قرآن پاک کا دوسرا منکر عمر ہے اور اس نے حضرت عمر ﷺ کو ملحد اور زندیق بھی لکھا ہے۔ یہ ان کا امام ہے۔ اگر کوئی مولوی بات کرتا ہے تو حکومت کہتی ہے کہ تم فرقہ واریت پھیلاتے ہو اور وہ جو کچھ صحابہ کرام ﷺ کو کہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ سوال یہ ہے ان کی یہ کتابیں جو صحابہ دشمنی سے بھری ہوئی ہیں اور اتنے گھٹیا الفاظ تحریر کیے گئے ہیں۔ یہ دھڑا دھڑ چھپیں اور تقسیم ہوں تو کوئی نہ پوچھے اور کسی کو تکلیف نہ ہو اور اس پر کوئی صدائے احتجاج بلند کرے تو تمہیں تکلیف ہوتی ہے۔

تو اہل حق یہ کہتے ہیں کہ پیغمبروں کی مالی وراثت نہیں چلتی، علمی وراثت چلتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے دینی اور علمی وارث بنے کیونکہ مالی وراثت صرف سلیمان علیہ السلام کو تو نہیں ملنی تھی اس کے دوسرے بیٹے بھی حقدار تھے۔ خود شیعوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اٹھارہ بھائی تھے یہ انیسویں تھے۔ اگر مالی وراثت مراد ہوتی تو آیت کریمہ یوں ہونی چاہیے تھی وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ وَاِخْوَتُهٗ دَاوٗدَ ''اور وارث ہوا سلیمان اور اس کے بھائی داؤد علیہ السلام کے۔'' لہٰذا یہ مالی وراثت نہیں۔ سلیمان علیہ السلام نبوت میں، علم میں، دین میں وارث ہوئے وَقَالَ اور سلیمان

علیہ السلام نے فرمایا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اے لوگو عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ ہمیں تعلیم دی گئی ہے پرندوں کی بولی کی۔ پرندوں کی بھی بولیاں ہیں خوش ہوں تو آواز اور ہوتی ہے خطرے کی آواز اور ہوتی ہے ہمیں سمجھ نہیں آتیں۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں سکھائی تھیں یہ ان کا معجزہ تھا۔ فرمایا وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اور ہمیں دی گئی ہے ہر شے جو ان کی شان کے لائق تھی۔ یہ نہیں کہ ان کو قرآن بھی دیا گیا تھا اور ان کو ختم نبوت بھی مل گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ بھی ان ول ئے تھے۔ ک نی، ... شے ہے جو ان کے حال کے مناسب تھی مل گئی۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ بے شک یہ رب کی مہربانی ہے بڑی وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُہٗ اور جمع کیے گئے سلیمان علیہ السلام کے لیے لشکر مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنات کے اور انسانوں کے وَالطَّیْرِ اور پرندوں کے فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ان کو الگ الگ جماعتوں میں تقسیم کیا جاتا تھا جیسے فوج میں الگ الگ پلٹونیں ہوتی ہیں اس طرح انہوں نے انتظامی امور کے لیے ان کو الگ الگ تقسیم کیا ہوا تھا۔ بڑا نظم ونسق تھا ایک موقع پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فوج کو حکم دیا کہ ہم نے علاقے میں مارچ کرنی ہے پہنچنا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ طائف کے علاقے میں پہنچنا تھا لیکن اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ شام کا علاقہ تھا حضرت سلیمان عیہ السلام اپنی قیادت میں لشکر لے کر چل پڑے حَتّٰٓی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ یہاں تک کہ پہنچے چیونٹیوں کی ایک وادی میں۔ ایسے میدان میں پہنچے کہ وہاں چیونٹیاں بہت زیادہ تھیں قَالَتْ نَمْلَۃٌ ایک چیونٹی بولی یٰٓاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ اے چیونٹیو! داخل ہو جاؤ اپنے اپنے گھروں، سوراخوں میں، بلوں میں۔ کیوں؟ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ نہ کچل دے تمہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو خبر

بھی نہ ہو۔ ان کو تمہارے ساتھ کوئی عداوت نہیں ہے تمہارا چھوٹا سا وجود ہے وہ اپنی لے
میں جا رہے ہوں گے تم ان کے پاؤں کے نیچے کچلی جاؤ گی فوراً اپنا انتظام کرلو۔ اس چیونٹی کا
نام بعض نے طاخیہ لکھا ہے۔ بعض مفسرین مُنذرَۃ بتلاتے ہیں۔ یہ ان چیونٹیوں کی
سردار اور لنگڑی تھی۔ ... انسانوں میں انسانوں کے لیے اتنی ہمدردی، جذبہ اور خیر خواہی
ہو جو ... ہمدردی، جذبہ اور خیر خواہی اس لنگڑی چیونٹی میں اپنی قوم کے لیے تھی۔
پھر دیکھو! چیونٹی کو اتنا احساس اور شعور ہے کہ سلیمان علیہ السلام بزرگ ہیں پھر نام بھی لیتی
ہے اور یہ بھی سمجھتی ہے کہ وہ اپنی لے میں جا رہے ہیں ان کی بے خبری میں تم ماری جاؤ گی
لہٰذا فوراً اپنی بلوں میں گھس جاؤ۔ جتنی خیر خواہی ہے قوم کی کم از کم اتنی خیر خواہی ہمیں بھی ہونی
چاہیے کہ دوسرے انسانوں کو رب تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کی ترکیب سوچنی چاہیے مگر
آج مصیبت یہ ہے کہ دنیا کی قدر ہے دین کی قدر نہیں ہے۔ کوئی دو چار روپے دے دے تو
اس کی تعریف کرتے ہوئے زبان خشک نہیں ہوتی اور کوئی سارا دین سکھا دے تو اس کی کوئی
قدر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان فقہاء کرام، محدثین عظام، اولیاء کرام اور بزرگان دین پر
کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے یہ دین کی امانت صحیح شکل میں ہم تک پہنچائی
ہے۔ ان کی بڑی قربانیاں ہیں انہوں نے ہمیں توحید و رسالت سمجھائی، قرآن سنت کی تعلیم
دی، فقہ اسلامی سمجھائی، حلال حرام کی چیزیں بتلائیں۔ تو چیونٹی نے کہا کہ اپنی بلوں میں
گھس جاؤ کچل نہ دے تمہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر اور ان کو شعور بھی نہیں ہوگا۔

علم اور شعور میں فرق :

ایک ہوتا ہے علم اور ایک ہوتا ہے شعور۔ علم عقل مند مخلوق کو ہوتا ہے جیسے انسان ہے

جن اور فرشتے ہیں۔ شعور حیوانات میں بھی ہوتا ہے۔ شعور کا معنٰی آپ اس طرح سمجھیں کہ آواز کا سننا، گرمی سردی کا محسوس ہونا، بھوک پیاس کا لگنا یہ ظاہر حواس کے ساتھ جو چیزیں سمجھ آتی ہیں ان کو حیوان بھی سمجھ سکتا ہے۔ تو کہنے لگی ان کو شعور بھی نہیں ہوگا۔ ظاہری اعضاء کے ساتھ بھی نہیں سمجھ سکیں گے کہ ہم چیونٹیاں مار رہے ہیں فَتَبَسَّمَ پس سلیمان علیہ السلام مسکرائے ضَاحِكًا ہنستے ہوئے۔ ہنسنے کا معنٰی ہے اپنے کان سنیں مِّنْ قَوْلِهَا اس چیونٹی کی بات کی وجہ سے کہ اس کو قوم کا کتنا احساس ہے وَقَالَ اور فرمایا سلیمان علیہ السلام نے رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے، میری قسمت میں کردے، میرے نصیب میں کردے کہ میں آپ کی نعمتوں کا شکر ادا کروں الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وہ نعمتیں جو آپ نے مجھ پر انعام کی ہیں۔ مجھے انسان بنایا، نبوت عطا فرمائی، مجھے بادشاہی اور اقتدار دیا، پرندوں کی بولیاں سکھائیں، انسانوں، جنوں، پرندوں پر حکومت کا حق دیا وَعَلٰی وَالِدَیَّ اور وہ نعمتیں جو آپ نے میرے ماں باپ کو عطا فرمائیں انہوں نے اپنا شکریہ ادا کیا مگر میں بھی ان کا بیٹا ہوں مجھے بھی ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا اور یہ کہ میں عمل کروں اچھے۔ مجھے اچھے عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اچھا عمل کون سا ہے :

کون سے اچھے عمل؟ تَرْضٰهُ جن کو آپ پسند کرتے ہیں۔ بعض دفعہ انسان ایک کام کرتا ہے اور دل میں خوش ہوتا ہے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے مگر اس میں رب تعالیٰ کی رضا نہیں ہوتی کیونکہ وہ کام رب تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہیں ہوتا۔ مثلاً اس وقت کوئی آدمی نفلی نماز شروع کردے اور وہ یہ سمجھے کہ میں اچھا کام کر رہا ہوں نفلی نماز پڑھ رہا ہوں

لیکن اس پر رب راضی نہیں ہے اس لیے کہ صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک نفلی نماز نہیں پڑھ سکتا اجازت نہیں ہے یہ اس کو نیکی سمجھ رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکی نہیں ہے۔ اہل بدعت جو کام کرتے ہیں وہ بے چارے اپنے خیال سے ان کو نیکی سمجھتے ہیں مگر چونکہ ان پر شریعت کی مہر نہیں ہوتی اس لیے وہ نیکی نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص نے چھینک مار کر کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور سلامتی آنحضرت ﷺ پر۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کا بازو پکڑا اور فرمایا سنو! وَاَنَا اَقُوْلُ میں بھی والسلام علی رسول للہ کا قائل ہوں مگر اس مقام پر آنحضرت ﷺ نے یہ الفاظ نہیں بتلائے تم نے یہ کیوں پڑھا ہے؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی چھینک مارے تو الحمد للہ! کہے۔ اور یہ الفاظ بھی آتے ہیں الحمد لِلہ علی کلِ حالٍ۔ اب دیکھو! اس بے چارے نے درود ہی تو پڑھا تھا مگر وہ اس کا موقع نہیں تھا دین میں محض رائے کو کوئی دخل نہیں ہے اور آج تو لوگوں کی اپنی رائیں ہی رہ گئیں ہیں۔ جی! اس میں کیا حرج ہے، اس میں کیا گناہ ہے؟ اس میں گناہ یہ ہوتا ہے کہ اس پر خدا رسول کی مہر نہیں ہوتی اور تمہاری ہماری رائے کا نام دین نہیں ہے۔ فرمایا وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ اور داخل کر مجھ کو اپنی رحمت کے ساتھ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ اپنے نیک بندوں میں۔ میرا شمار آپ کے نیک بندوں میں ہو۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا ہے۔

❁ ● ❁

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿۲۰﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿۲۲﴾ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۲۴﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۲۵﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۲۷﴾ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿۲۹﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿۳۰﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۱﴾ ع ۲ ۱۷

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ اور حاضری لی سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی فَقَالَ پس فرمایا مَالِيَ مجھے کیا ہو گیا ہے لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ میں نہیں دیکھ رہا ہد ہد کو اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ کیا وہ غائب ہے لَأُعَذِّبَنَّهٗ البتہ میں ضرور سزا دوں گا اس کو عَذَابًا شَدِيْدًا سخت سزا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗ یا میں اس کو ذبح کروں گا اَوْ

لَیَاْتِیَنِّیْ یا البتہ ضرور لائے گا میرے پاس بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ کوئی روشن دلیل
فَمَکَثَ پس ٹھہرا غَیْرَ بَعِیْدٍ تھوڑی دیر فَقَالَ پس کہا ہدہد نے اَحَطْتُّ میں
احاطہ کر کے آیا ہوں بِمَا اس چیز کا لَمْ تُحِطْ بِہٖ جس کا آپ احاطہ نہیں کر سکے
وَجِئْتُکَ اور میں لایا ہوں آپ کے پاس مِنْ سَبَاٍ ملک سبا سے بِنَبَاٍ ایک خبر
یَقِیْنٍ یقینی اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَۃً بے شک میں نے پایا ایک عورت کو
تَمْلِکُھُمْ جوان کی حکمران بنی ہوئی ہے وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اور اس کو دی
گئی ہے ہر شے وَّلَھَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ اور اس کا تخت ہے بڑا وَجَدْتُّھَا وَقَوْمَھَا
اور پایا میں نے اس کو اور اس کی قوم کو یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ سجدہ کرتے ہیں
سورج کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ سے نیچے وَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اور مزین کیے
ہیں ان کے لیے شیطان نے اَعْمَالَھُمْ ان کے اعمال فَصَدَّھُمْ عَنِ
السَّبِیْلِ پس روکا ہے ان کو شیطان نے راستے سے فَھُمْ لَا یَھْتَدُوْنَ پس وہ
ہدایت نہیں پاتے اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ کیوں نہیں وہ سجدہ کرتے اللہ تعالیٰ کو الَّذِیْ
یُخْرِجُ الْخَبْءَ وہ جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز کو فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں
وَالْاَرْضِ اور زمین میں وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ اور وہ جانتا ہے اس چیز کو جس کو تم
چھپاتے ہو وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور جس چیز کو تم ظاہر کرتے ہو اَللّٰہُ اللہ تعالیٰ ہی ہے لَآ
اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ نہیں کوئی معبود مگر وہی رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وہ بڑے عرش کا مالک
ہے قَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے سَنَنْظُرُ بتاکید ہم دیکھیں گے

اَصَدَقْتَ کیا تم سچ کہتے ہو اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ یا ہو تم جھوٹوں میں سے
اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا لے جاؤ تم یہ میرا خط فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ پس ڈالو تم اس کو سبا
والوں کے پاس ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ پھر تم پھر جاؤ ان سے فَانْظُرْ پس تم دیکھو
مَاذَا يَرْجِعُوْنَ وہ کیا جواب دیتے ہیں قَالَتْ ملکہ نے کہا يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اے
دربار والو اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ بے شک میری طرف ڈالا گیا ہے ایک خط
كَرِيْمٌ بہت عزت والا اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ بے شک وہ سلیمان (علیہ السلام) کی
طرف سے ہے وَاِنَّهٗ اور بے شک شان یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم
کرنے والا ہے اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ یہ کہ نہ سرکشی کرو میرے مقابلے میں وَاْتُوْنِيْ
مُسْلِمِيْنَ اور آجاؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ چلا آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانوں، جنات، پرندوں پر حکمرانی عطا فرمائی تھی۔ ایک موقع پر انہوں نے اپنے فوجیوں کی حاضری لی تو ہدہد کو حاضر نہ پایا۔ اس کا ذکر ہے وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ۔ تَفَقَّدَ کا معنیٰ ہے تلاش کرنا، دیکھنا، کون حاضر ہے، کون غیر حاضر ہے۔ تو معنیٰ ہوگا حاضری لی سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی۔ باقی پرندے موجود تھے ہدہد نہیں تھا جس کا نام یعقور تھا۔ فَقَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے مَالِيَ مجھے کیا ہوگیا ہے لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا، ہدہد مجھے نظر نہیں آرہا اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ یا ہے وہ غائب۔ مجھے نظر نہیں آرہا یا ہے ہی غیر حاضر۔ بلند آواز سے فرمایا لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا البتہ میں اس کو ضرور سزا دوں گا

سخت سزا۔ مثلاً اس کے پر اتار دوں گا اس کی پٹائی کروں گا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗ یا میں اس کو ضرور ذبح کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ڈیوٹی سے غیر حاضر ہونا بڑی بُری شے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا معصوم پیغمبر ایک پرندے کو اتنی سخت سزا دینے پر آمادہ ہے اور دیانت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو ڈیوٹی کسی کے ذمہ لگی ہے اس کو نبھائے بشرطیکہ وہ کام ناجائز نہ ہو اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ یا البتہ لائے وہ میرے پاس کوئی دلیل کھلی۔ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ بتائے تو پھر میں سزا نہیں دوں گا۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ پس ٹھہرے سلیمان علیہ السلام تھوڑی دیر۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا باتیں ہو رہی تھیں فوراً فَقَالَ پس کہا ہدہد نے سلیمان علیہ السلام اَحَطْتُّ میں احاطہ کر کے آیا ہوں معلوم کر کے آیا ہوں بِمَا ایسی چیز کا اے سلیمان علیہ السلام لَمْ تُحِطْ بِهٖ جس کا آپ کو علم نہیں ہے۔ وہ کیا ہے؟ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ میں لایا ہوں ملک سبا سے ایک یقینی خبر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام شام کے علاقے میں رہتے تھے وہاں سے سبا کا علاقہ ایک مہینے کی مسافت پر تھا۔ وہ یقینی خبر کیا ہے؟ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ بے شک میں نے دیکھا ایک عورت کو وہ ان کی حکمران بنی ہوئی ہے۔ اس کا نام بلقیس تھا۔ گویا کہ عورت کا حکمران ہونا اتنا معیوب ہے اتنا عجیب ہے کہ ہدہد پرندہ بھی حیران ہو رہا ہے۔ اور ہم کیسے خلاف فطرت چل رہے ہیں کہ عورت کی حکمرانی پر خوش ہیں۔ بلقیس بنت شراحیل بن ریان بن مالک کافی سمجھدار عورت تھی لیکن کافر تھی۔ ساری قوم چونکہ کفر شرک میں مبتلا تھی اس لیے وہ بھی کفر شرک میں مبتلا تھی۔ سورج کی بھی پوجا کرتے تھے وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اور اس کو ہر چیز دی گئی ہے۔ ہر چیز سے مراد یہ ہے کہ اس کی بادشاہی کے مناسب جو چیزیں ہیں وہ ساری اس کو حاصل ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو مرد کی داڑھی بھی ملی ہوئی ہے اور

بھی کچھ ملا ہوا ہے۔ جو چیزیں اس کے حال کے مناسب ہیں وہ اس کو دی گئی ہیں وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ اور اس کا بہت بڑا تخت ہے۔ اس کے متعلق تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے کہ اتنا لمبا (اسی ہاتھ) تھا، اتنا چوڑا (پچاس ہاتھ) تھا، اتنا اونچا (چالیس ہاتھ) تھا اس میں سونا، موتی، یاقوت، زمرد جڑے ہوئے تھے ساتھ سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ حضرت! وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ میں نے پایا اس ملکہ کو اور اس کی قوم کو کہ وہ سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ دیکھو! شرک کتنی بری شے ہے کہ حیوان ہدہد کو بھی اس پر تعجب ہو رہا ہے۔ سورج کو سجدہ کرتے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ پہلی نرالی بات تو یہ ہے کہ عورت حکمران بنی ہوئی ہے پھر ان کی حماقت کہ سورج کی پوجا کرتے ہیں وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ اور مزین کیے ہیں ان کے لیے شیطان نے اعمال۔ یہ کاروائی ان کے لیے شیطان نے مزین کی ہے۔ ہدہد بھی سمجھتا ہے کہ شیطان بھی کوئی بلا ہے یہ شیطان کے راستے پر لگے ہوئے ہیں فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ پس اس شیطان نے ان کو روک دیا ہے راستے سے سیدھے راستے سے فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ پس وہ ہدایت نہیں پاتے۔ ھدھد نے مزید کہا اَلَّا يَسْجُدُوْا کیوں نہیں سجدہ کرتے لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ اللہ تعالیٰ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز کو فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین میں۔ یہ بے وقوف رب تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند اور سورج سے زیادہ اختیار انسان کو دیئے چاہے اس کا وجود چھوٹا سا ہے۔ یہ اپنی مرضی سے کھاتا پیتا ہے، چلتا پھرتا ہے، اٹھتا بیٹھتا ہے، سوتا جاگتا ہے، چاند سورج میں یہ اختیارات کہاں ہیں؟ پھر ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضے اور کنٹرول میں ہے چاند سورج اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں جس رفتار اور جس

لائن میں اللہ تعالیٰ نے چلا دیا ہے اس سے ادھر اُدھر نہیں جا سکتے۔ ان کو روشنی اللہ تعالیٰ نے دی ہے رب تعالیٰ جب چاہتا ہے ان سے روشنی چھین لیتا ہے سورج گرہن اور چاند گرہن لگ جاتا ہے۔ جب تک رب تعالیٰ کو منظور ہے سورج اسی طرح چلتا رہے گا قیامت کے قریب سورج مغرب سے طلوع کرے گا آدھے آسمان تک آئے گا پھر حکم ہوگا واپس لوٹ جا۔ وہ بے چارہ تو مجبور ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے جمعہ کا دن تھا یوشع بن نون علیہ السلام دشمنوں کے ساتھ جنگ کر رہے تھے فتح قریب تھی مگر سورج غروب ہونے کا وقت آگیا ہفتے والے دن ان کے لیے لڑائی ممنوع تھی جس طرح ہمارے لیے جمعہ کی اذان سے لے کر امام کے سلام پھیرنے تک ہر وہ کام حرام ہے جس کا تعلق جمعہ کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر لڑائی بند کرتے ہیں تو دشمن کو تیاری کا موقع مل جائے گا۔ سورج کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے اِنَّکِ مَاْمُوْرَۃٌ ''اے سورج تجھے چلنے کا حکم ہے اور مجھے لڑنے کا حکم ہے۔''

پھر فرمایا اے پروردگار! اس سورج کو روک دے تاکہ ہم آج ان پر فتح پالیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا جب انہوں نے دشمن پر قابو پالیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے سورج کو حکم دیا کہ اب تو اپنی لیٹ نکال لے۔ تو سورج مجبور ہے اس کو کیوں سجدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو چھپی ہوئی چیزوں کو نکالنے والا ہے آسمانوں اور زمین میں وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور جانتا ہے وہ اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو اور جس چیز کو تم ظاہر کرتے ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مسجود و معبود نہیں ہے، نہ کوئی حاجت روا ہے، نہ کوئی مشکل کشا ہے، نہ کوئی فریاد رس اور دستگیر ہے۔ اس کا تخت چاہے کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے عرش کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ

الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ عرش عظیم کا مالک ہے ۔ سات زمینیں ہیں، سات آسمان ہیں ان کے اوپر عرش ہے ۔ فرمایا آسمانوں اور زمینوں کی نسبت عرش کے ساتھ ایسے ہیں جیسے ایک بہت بڑے میدان میں ایک کڑا پڑا ہو، حجم کے لحاظ سے اتنا بڑا ہے ۔ ہد ہد نے یہ بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو ابھی تک یقین نہیں آیا قَالَ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ بتاکید ہم غور کریں گے، دیکھیں گے، تحقیق کریں گے اے ہد ہد! تم نے سچ کہا ہے اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ یا ہو تم جھوٹوں میں سے ۔ کیونکہ غیر حاضر آدمی غیر حاضری کی کوئی نہ کوئی وجہ تو بیان کرتا ہے سچی ہو یا جھوٹی ۔ فرمایا ہم تحقیق کریں گے کہ واقعتاً آپ سچ کہہ رہے ہیں کہ ملک سبا میں عورت حکمران ہے اور وہ سورج کی پوجا کرتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی کابینہ کے افراد سے پوچھا کہ کیا تم نے سنا ہے کہ ملک سبا میں عورت حکمران ہے اور وہ سورج کے پجاری ہیں ۔ کہنے لگے جی ہاں! ہم نے تاجروں سے سنا ہے کہ وہاں عورت حکمران ہے اور وہ سورج کے پجاری ہیں ۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خط لکھ کر ہد ہد کو دیا کہ میرا خط اس کے پاس پہنچاؤ اور دیکھو کیا جواب دیتی ہے ۔ فرمایا اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا لے جاؤ تم یہ میرا خط فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ پس ڈالو تم اس کو سبا والوں کے پاس ۔ چونچ سے پکڑ کر لے جاؤ اور بلقیس اور اس کی کابینہ کے پاس پہنچاؤ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ پھر پیچھے ہٹ کر بیٹھ جانا فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ پس تم دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں ۔

تفسیروں میں آتا ہے کہ دوپہر کا وقت تھا بلقیس اپنے مخصوص پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی کمرہ بند تھا روشن دان کھلے ہوئے تھے ہد ہد روشن دان میں بیٹھ گیا ۔ ملکہ نے دیکھا کہ ہد ہد

نے چونچ میں کوئی چیز پکڑی ہوئی ہے۔ کافی دیر تک اس کی طرف دیکھتی رہی اور وہ خاموش بیٹھا رہا جس وقت ملکہ کو غنودگی آئی تو ہدہد نے خط ملکہ کی چھاتی پر رکھ دیا اور پھر روشن دان میں جا کر بیٹھ گیا۔ چنانچہ ملکہ نے دیکھا کہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے خط ہے کیونکہ اوپر مہر سلیمان علیہ السلام کی لگی ہوئی تھی۔ خط پڑھ کر گھبرا گئی اور فوراً کابینہ کا ہنگامی اجلاس بلا لیا اور کابینہ سے کہا قَالَتْ کہا بلقیس نے یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اے میری جماعت کے ساتھیو! کابینہ کے افراد اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ بے شک میری طرف ایک خط ڈالا گیا ہے بڑا عمدہ۔ یہ خط کس کی طرف سے ہے؟ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ بے شک شان یہ ہے کہ وہ خط حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف سے ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب بادشاہوں اور سرداروں کو خط لکھتے تھے تو شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا بھی ثابت ہے اور بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ بھی ثابت ہے۔ پھر لکھتے مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ "یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے ہے ﷺ اِلٰی فُلَانٍ وَّفُلَانٍ فلانے فلانے کی طرف ہے۔" تو خط کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لکھو۔ اگر صرف اتنے لفظ لکھو بِاسْمِهٖ، سُبْحٰنَهٗ تَعَالٰی تو بھی کافی ہے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھنا بھی بہت اچھا ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے۔ پھر اپنا ذکر کرے کہ یہ خط فلاں کی طرف سے ہے۔ تو ملکہ نے لکھا کہ یہ خط سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور بے شک شان یہ ہے کہ یہ خط اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھ رہا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

رحمٰن اور رحیم میں فرق :

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلویؒ لفظ رحمٰن اور لفظ رحیم کا فرق بیان کرتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ رحمٰن وہ ہے جو بن مانگے دیتا ہے رحیم وہ ہے کہ جو مانگنے پر دیتا ہے۔ بہت سی چیزیں ہیں جو انسان نے مانگی نہیں ہیں از خود اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو ٹانگیں دیں،ہاتھ پاؤں دیئے،آنکھ،کان،زبان دی،تمام اعضا دیئے، بغیر مانگے دیئے۔کیونکہ جب یہ پیدا ہوا اس وقت تو اس کو کوئی شدبد نہیں تھی۔اور بہت ساری چیزیں ہیں جو بندے کو مانگنے سے ملتی ہیں مگر دیتا ہے اپنی مرضی اور حکمت کے مطابق۔

ے اسی سے مانگ جو کچھ مانگنا ہوا ے اکبر

یہی وہ در ہے جہاں ذلت نہیں سوال کے بعد

اور مضمون یہ ہے اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ اے ملک سبا والو! میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرنا میری مان لینا اور دوسرا جملہ ہے اور آجاؤ میرے پاس مسلمان ہوکر۔میں ملک نہیں مانگتا صرف تمہارا مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔صرف یہ دو جملے ہیں خط کے۔باقی ذکر آئے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ (۳۲) قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ﳔ وَّ الْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَا ذَا تَاْمُرِیْنَ (۳۳) قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةًۚ وَ كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ (۳۴) وَ اِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ (۳۵) فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ٘ فَمَاۤ اٰتٰىنَِۧ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ (۳۶) اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ (۳۷) قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ (۳۸) قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ (۳۹)

قَالَتْ ملکہ نے کہا یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اے درباریو اَفْتُوْنِیْ مجھے بتلاؤ فِیْۤ اَمْرِیْ میرے معاملے میں مَا كُنْتُ قَاطِعَةً میں نہیں ہوں قطعی فیصلہ کرنے والی اَمْرًا کسی معاملے میں حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ یہاں تک کہ تم حاضر ہو قَالُوْا کہنے لگے نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ ہم قوت والے ہیں وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ اور سخت لڑائی لڑنے والے ہیں وَّ الْاَمْرُ اِلَیْكِ اور معاملہ آپ کے سپرد ہے فَانْظُرِیْ پس تم دیکھو مَا ذَا تَاْمُرِیْنَ کیا حکم کرتی ہو قَالَتْ اس نے کہا اِنَّ الْمُلُوْكَ بے شک

بادشاہ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں اَفْسَدُوْهَا اس کو برباد کردیتے ہیں وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً اور کردیتے ہیں وہاں کے عزت والے لوگوں کو ذلیل وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ اور ایسا ہی یہ کریں گے وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اور میں بھیجنے والی ہوں اِلَيْهِمْ ان کی طرف بِهَدِيَّةٍ تحفہ فَنٰظِرَةٌ پس دیکھنے والی ہوں بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ کس چیز کے ساتھ لوٹ کر آتے ہیں بھیجے ہوئے فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ پس جس وقت آئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس قَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے اَتُمِدُّوْنَنِ کیا تم میری امداد کرتے ہو بِمَالٍ مال کے ساتھ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ پس جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دیا ہے خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ بلکہ اپنے ہدیے اور تحفے پر خوش رہو اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ تم لوٹو ان کی طرف فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ پس البتہ ہم ضرور لائیں گے ان کے پاس بِجُنُوْدٍ ایسے لشکر لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا نہیں طاقت ہوگی ان کو ان کے مقابلے میں وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ اور البتہ ہم ضرور نکال دیں گے ان کو مِّنْهَآ اس بستی سے اَذِلَّةً بے عزت کرکے وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ اور وہ ذلیل ہوں گے قَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اے دربار والو اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ کون تم میں سے لائے گا میرے پاس بِعَرْشِهَا اس کے تخت کو قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس مسلمان ہوکر قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ کہا ایک بہت بڑے جن

نے اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ میں لاتا ہوں آپ کے پاس اس تخت کو قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ پہلے اس سے کہ آپ کھڑے ہوں مِنْ مَّقَامِکَ اپنی مجلس سے وَاِنِّیْ عَلَیْہِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ اور بے شک میں اس پر قوی ہوں امین ہوں۔

ربط آیات :

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سبا کا قصہ چلا آرہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کے ذریعے خط بھیجا کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرنا اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ میں تمہارے سے کسی اور چیز کا طالب نہیں ہوں صرف تمہارا اسلام مطلوب ہے۔ ملکہ سبا نے خط پڑھ کر ہنگامی اجلاس طلب کیا اور کابینہ سے گفتگو کی قَالَتْ یٰۤاَیُّھَا الْمَلَؤُا کہا بلقیس نے جو ملک سبا کی حکمران تھی اے میری جماعت والو! اے کابینہ کے افراد! میرے پاس ایک خط آیا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے جس میں انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ میرے خلاف سرکشی نہ کرنا اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ مجھے بتلاؤ میرے معاملے میں مَا کُنْتُ قَاطِعَۃً اَمْرًا میں نہیں ہوں قطعی فیصلہ کرنے والی کسی معاملے میں۔ میں کوئی بات طے نہیں کرتی حَتّٰی تَشْھَدُوْنِ یہاں تک کہ تم حاضر ہو لہٰذا اپنی رائے دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّۃٍ کہا بلقیس کی کابینہ کے افراد نے ہم قوت والے ہیں وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ اور سخت لڑائی لڑنے والے ہیں۔ ہمارے پاس فوج ہے، جوان ہیں، اسلحہ ہے، لڑائی لڑنا ہم جانتے ہیں گویا کہ انہوں نے ان دو جملوں میں اس بات کا اشارہ دیا کہ ہمیں ان کے ساتھ لڑنا چاہیے لیکن لڑائی کے نتائج سے وہ واقف تھے۔ کیونکہ لڑائی آخر لڑائی ہوتی ہے کھیل تو نہیں ہوتا خدانخواستہ اگر ہمیں شکست ہوگئی تو ملکہ کہے گی تمہارے کہنے پر لڑی تھی

اس لیے ساتھ یہ بھی کہا وَالْاَمْرُ اِلَیْکِ اور معاملہ تمہارے سپرد ہے۔ آخری رائے تمہاری ہے فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ پس تم دیکھو کیا حکم کرتی ہو۔ پس تم غور وفکر کرو جو حکم دوگی ہم اس پر عمل کریں گے۔ ملکہ کافی سمجھدار تھی سمجھ گئی کہ یہ لڑائی کے حق میں ہیں مگر ذمہ داری سے بچنے کے لیے معاملہ میرے سپرد کر رہے ہیں قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا کہنے لگی بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو برباد کر دیتے ہیں وَجَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً اور کر دیتے ہیں وہاں کے عزت والے اور غالب لوگوں کو ذلیل۔ جس علاقے پر قابض ہوتے ہیں تو وہاں کے طاقت ور عزت والے لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں، قید کر دیتے ہیں، جلا وطن کر دیتے ہیں۔ اگر یہ طاقتور ہیں تو کسی بھی وقت قدم اٹھا سکتے ہیں قبضہ قائم کرنے کے لیے یہ سب کچھ کرتے ہیں۔

انقلابِ روس :

روس میں جب انقلاب آیا اور سٹالن نے فیصلہ کیا کہ زمینوں کے مالک یہ قابض لوگ نہیں ہیں بلکہ حکومت مالک ہے تو جن لوگوں کے پاس جدی پشتی زمین چلی آرہی تھی وہ کاشت کرتے تھے کھاتے پیتے تھے انہوں نے مزاحمت کی تین کروڑ آدمی کو قتل کیا گیا پھر جا کر زمین پر قبضہ ہوا۔ اور تاریخ بتلاتی ہے کہ چین میں ڈیڑھ کروڑ آدمیوں کو قتل کر کے حکومت چین نے لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کیا۔ تو روس اور چین میں انسانیت کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔ اب سنا ہے کہ گورباچوف نے لوگوں کو کچھ تھوڑی سی آزادی دی ہے۔ واللہ اعلم کس حد تک بات صحیح ہے۔ جب گورباچوف صدر بنا تو اخبارات میں فاطمہ نامی ایک عورت کا بیان شائع ہوا تھا کہ گورباچوف میرا بھائی ہے اور ہمارے والد کا نام اکبر علی ہے اور ہم ترکی النسل ہیں۔ ہم بچپن میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے یہ ادھر چلا گیا اور میں

ادھر آ گئی۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر قوی بات یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد مسلمان تھے اور آباؤ اجداد کا کچھ نہ کچھ اثر تو ہوتا ہے اسی کے اثر کی وجہ سے اس نے کچھ آزادی دی ہے۔ اب وہاں پہلے والی سختی نہیں ہے۔ پہلے تو سختی کا یہ عالم تھا کہ ایک کاشتکار سارا دن محنت کرتا مزدوری کرتا فصل تیار ہو جاتی تو وہ اس سے چکھ بھی نہیں سکتا تھا مثلاً مولیاں تیار ہو گئیں تو وہ ایک مولی بھی نہیں کھا سکتا تھا جب تک اس علاقے کے افسر مجاز سے اجازت نہیں لیتا تھا۔

تو کہنے لگی کہ بادشاہ جب کسی علاقے میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ اور ایسا ہی یہ کریں گے اور ہمارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے لہٰذا میں لڑائی کے حق میں نہیں ہوں اور میں چاہتی ہوں وَاِنِّىْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ اور بے شک میں بھیجنے والی ہوں ان کی طرف تحفہ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ پس دیکھنے والی ہوں پس کس چیز کے ساتھ لوٹ کر آتے ہیں بھیجے ہوئے۔ ہمارے قاصد کیا جواب لے کر آتے ہیں۔ آخر کوئی نہ کوئی تو جواب ان کو دیں گے۔

بلقیس کے قاصد سلیمان علیہ السلام کے دربار میں :

یہاں تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے کہ اس نے تحفے میں بڑے غلام، لونڈیاں، سونے چاندی کی اینٹیں، ہیرے موتی، جواہرات، کستوری، عنبر، زعفران اور ریشمی کپڑے بھیجے اور یہ کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ آخر ملکہ تھی اپنی حیثیت کے مطابق اس نے تحفے بھیجے تھے۔ چنانچہ اس نے ایک بہت بڑا قافلہ بھیجا یہ تحائف دے کر۔ اب یہ سبا سے دمشق کی طرف چلے۔ اس زمانے میں یہ ایک مہینے کا سفر تھا بائیسویں پارے میں اس کا ذکر ہے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کی خاطر تواضع کی اس لیے کہ مہمان کی

عزت واحترام ایمان کا حصہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ ''جو شخص تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے پس چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ خاص قسم کا کھانا ایک دن ہے وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ اور عام مہمانی تین دن ہے۔'' اس میں مہمان کو ہدایت ہے کہ اچھے کھانے دیکھ کر وہاں ڈیرے نہ ڈال لے۔ بہرحال پیغمبر سے بڑھ کر بااخلاق کون ہوسکتا ہے اور کس کو قوی ایمان حاصل ہوگا۔ خوب ان کی خاطر تواضع کی قافلے کے امیر نے سامان کی فہرست پیش کی فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ پس جب آیا بلقیس کا قاصد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اور تمام تحفے تحائف پیش کر دیئے تو قَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ کیا تم میری امداد کرتے ہو مال کے ساتھ۔ یہ مال بھیج کر تم مجھے مرعوب کرنا چاہتے ہو فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰكُمْ پس وہ چیز جو رب نے مجھے دی ہے بہتر ہے اس سے جو رب نے تمہیں دی ہے۔ تم سونے چاندی کی اینٹیں اور ہیرے موتی، کستوری، عنبر، زعفران کو دیکھ کر بہت خوش ہو رب تعالیٰ نے مجھے مال کے ساتھ ساتھ جنات پر، انسانوں پر، پرندوں پر حکومت کا حق دیا ہے بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ بلکہ تم اپنے تحفوں اور ہدیوں پر خوش رہو ان کو واپس لے جاؤ ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف یہ ہی نہیں کہ ان کے تحفے واپس بھیجے بلکہ تفسیروں میں یہاں تک لکھا ہے کہ جتنا کچھ انہوں نے بھیجا تھا اس سے تین چار گنا مزید دے کر ان کو بھیجا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ اسباب دنیا ہمارے پاس ان سے زیادہ ہیں۔ عموماً لوگ تحفے رد نہیں کرتے اور کرنے بھی نہیں چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ حتی الوسع کسی کا تحفہ رد نہیں کرتے تھے چاہے کافر کا ہی ہوتا مگر یہاں محض تحفہ نہیں تھا بلکہ اس میں کچھ مقصد تھا کہ تم ہمارے تحفوں پر

خوش ہو جاؤ اور ہم سے اسلام کا مطالبہ نہ کرو۔ اس لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کے تحائف واپس کر دیئے کہ تم تحفے دے کر اسلام سے گریز کرنا چاہتے ہو لہٰذا تحفے واپس لے جاؤ اور مطالبہ پورا کرو کہ مسلمان ہو کر میرے پاس آؤ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ واپس جاؤ ان کے پاس فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّاقِبَلَ لَهُمْ بِهَا پس ہم ضرور لائیں گے ان کے پاس ایسے لشکر کہ نہیں طاقت ہوگی ان کو ان کے مقابلے کی وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے مومنوں کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا ایمان بڑی قوت ہے۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے انسان صحابی ایمانی قوت کے ساتھ جذبہ رکھنے والے پھر جنات کا لشکر جن تو ایک ہی بہت بڑی بلا ہے، پھر پرندوں کا لشکر۔ ان لشکروں کا مقابلہ کرنے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے جا کر ان کو کہہ دو وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ اور ہم ان کو ضرور نکالیں گے اس بستی سے، اس ملک سے کمزور اور عاجز کر کے اور وہ ذلیل ہوں گے۔ ظاہر بات ہے کہ گھر کے مالک گھروں کو چھوڑ کر ضرورت کی چیزیں اٹھا کر اور باقی سب کچھ چھوڑ کر بھاگیں تو اس سے زیادہ ذلت کیا ہوگی۔

تختِ بلقیس :

تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کو دھمکی دے کر روانہ کر دیا اور اپنی کابینہ کے افراد سے قَالَ کہا يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اے میرے درباریو! کابینہ کے افراد! اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ کون تم میں سے لائے گا میرے پاس اس کے تخت کو پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس مسلمان ہو کر۔ یہ ایک مہینے کا سفر تھا واپس گئے صورت حال سے آگاہ کیا ملکہ نے اپنے درباری بلائے اور مسلمان ہوگئی۔ اب وہ وفاداری کا ثبوت دینے کے لیے وہاں سے چلی۔ جب قریب آگئی تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

کہ تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت لے کر آئے اس کے آنے سے پہلے۔ تخت بہت بڑا تھا اس میں سونے چاندی کا کام کیا ہوا تھا جواہرات جڑے ہوئے تھے قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ عفریت کا معنی ہے بڑا قد آور۔ جنات میں سے ایک بڑے قد آور جن نے کہا اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ حضرت میں اس کا تخت لاؤں گا آپ کے پاس پہلے اس سے کہ آپ کھڑے ہوں اپنی مجلس سے۔ مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے دفتر میں صبح آٹھ بجے پہنچتے تھے اور بارہ بجے تشریف لے جاتے تھے۔ یہ میں سمجھانے کے لیے کہہ رہا ہوں باقی ان کا وقت ہوگا جو ہوگا۔ تو آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے میں لے آؤں گا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ اور بے شک میں اس پر قوی ہوں۔ وہ بڑا قد آور جن تھا اور امین بھی ہوں اس میں کوئی خیانت نہیں ہوگی کوئی چیز تخت کی اپنی جگہ سے ہلے گی نہیں۔ باقی واقعہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ﱎ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ ۬ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۳ ۱۸

قَالَ الَّذِیْ کہا اس شخص نے عِنْدَهٗ جس کے پاس عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ علم تھا کتاب کا اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ میں لا دیتا ہوں آپ کو وہ تخت قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ پہلے اس سے کہ لوٹے آپ کی طرف طَرْفُكَ آپ کی نگاہ فَلَمَّا رَاٰهُ پس جب دیکھا سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو مُسْتَقِرًّا رکھا ہوا عِنْدَهٗ اپنے پاس قَالَ فرمایا هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ یہ میرے رب کی مہربانی ہے لِیَبْلُوَنِیْ تاکہ وہ میرا امتحان لے ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ کیا میں شکر ادا کرتا ہوں یا میں ناشکری کرتا ہوں وَمَنْ شَكَرَ اور جو شخص شکر کرتا ہے فَاِنَّمَا یَشْكُرُ

لِنَفْسِهٖ پس بے شک وہ شکر ادا کرتا ہے اپنی ذات کے لیے وَمَنْ كَفَرَ اور جو شخص ناشکری کرتا ہے فَاِنَّ رَبِّيْ پس بے شک میرا رب غَنِيٌّ بے پرواہ ہے كَرِيْمٌ عزت والا ہے قَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے نَكِّرُوْا لَهَا تبدیل کر دو اس عورت کے لیے عَرْشَهَا اس کا تخت نَنْظُرْ ہم دیکھتے ہیں اَتَهْتَدِيْٓ کیا وہ ہدایت پاتی ہے اَمْ تَكُوْنُ یا ہوتی ہے مِنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں میں سے لَا يَهْتَدُوْنَ جو نہیں سمجھتے فَلَمَّا جَآءَتْ پس جس وقت وہ آئی قِيْلَ کہا گیا اَهٰكَذَا عَرْشُكِ کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت قَالَتْ کہنے لگی كَاَنَّهٗ هُوَ گویا کہ یہ وہی ہے وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ اور دیئے گئے ہم علم مِنْ قَبْلِهَا اس سے پہلے وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ اور تھے ہم مسلمان وَ صَدَّهَا اور روکا اس کو مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ اس چیز نے کہ جس کی وہ عبادت کرتی تھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اِنَّهَا كَانَتْ بیشک وہ تھی مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ کافر قوم سے قِيْلَ لَهَا کہا گیا اس کو اُدْخُلِي الصَّرْحَ داخل ہو محل میں فَلَمَّا رَاَتْهُ پس جس وقت دیکھا اس نے اس محل کو حَسِبَتْهُ خیال کیا اس کو لُجَّةً گہرا پانی وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا اور ننگی کی اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں قَالَ فرمایا اِنَّهٗ صَرْحٌ بے شک یہ محل ہے مُّمَرَّدٌ مزین کیا گیا مِّنْ قَوَارِيْرَ شیشوں سے قَالَتْ کہنے لگی رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ اے میرے رب میں نے ظلم کیا اپنی جان پر وَاَسْلَمْتُ اور میں اسلام لائی مَعَ سُلَيْمٰنَ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ پر

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کا واقعہ چلا آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بڑی شاہی عطا فرمائی تھی۔ انسانوں، جنوں اور پرندوں پر ان کی حکومت تھی۔ ایک موقع پر انہوں نے حاضری لگائی تو ہدہد کو غیر حاضر پایا۔ اس کا نام تفسیروں میں یعقور لکھا ہے۔ فرمایا مجھے ہدہد نظر نہیں آرہا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ہدہد آگیا۔ فرمایا تو کہاں تھا؟ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں سکھائی تھیں۔ ہدہد نے کہا کہ میں ملک سبا گیا تھا وہاں میں نے ایک عورت کو پایا کہ وہ حکمرانی کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو ضرورت کی ہر چیز عطا فرمائی ہے مگر وہ اور اس کی قوم سورج کی پوجا کرتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم غور کریں گے کیا تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے یہ میرا خط اس کو پہنچاؤ کہ وہ کیا جواب دیتی ہے۔ ملکہ بلقیس نے کابینہ کی رائے لینے کے بعد طے کیا ہم نے ان کے ساتھ جنگ نہیں کرنی بڑے تحائف بھیج کر عندیہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے تمام تحائف واپس کر دیئے اور ساتھ ساتھ اس سے دگنے چگنے اور بھیج دیئے اور ان کو بتا دیا کہ ہم مال کے طالب نہیں ہیں صرف تمہارے اسلام کے طالب ہیں، جس وقت وفد واپس پہنچا تو سمجھ گئی کہ بہتری اسلام قبول کرنے میں ہے۔ چنانچہ کابینہ کے افراد سے کہا کہ کلمہ پڑھ لو بہتر یہی ہے۔ کلمہ پڑھ کر وہاں سے چل پڑے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ساتھیوں سے فرمایا کہ ان کے آنے سے پہلے مجھے ان کا تخت یہاں چاہیے۔ ایک بڑے قدآور جن نے کہا کہ میں تمہاری مجلس کے ختم ہونے سے پہلے پہلے لا کر دے دیتا ہوں۔ جو دفتری ٹائم تھا دو چار گھنٹے۔ انسان صحابیوں میں سے ایک نے کہا جس کا نام آصف برخیا تھا رحمہ اللہ تعالیٰ، کہ آپ نگاہ اٹھا کر

نیچے دیکھیں تو تخت تمہارے پاس پڑا ہوگا۔اس کا ذکر ہے قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ کہا اس شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا پڑھا لکھا آدمی تھا اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ میں لا کر دوں گا آپ کو وہ تخت قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ پہلے اس سے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی نگاہ۔یعنی چشم زدن میں تخت لا کر دے دوں گا۔ یہ کرامت ہے اور ولی کی کرامت برحق ہے اور نبی کا معجزہ بھی برحق ہے۔ولی کی کرامت پیغمبر کی اتباع کی وجہ سے ہوتی ہے فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ جب دیکھا سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو رکھا ہوا اپنے پاس۔ان کے سامنے ٹکا ہوا تھا قَالَ فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام نے هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ یہ میرے رب کا فضل وکرم ہے کہ اتنا بڑا تخت جس میں سونا چاندی ہیرے موتی وغیرہ جڑے ہوئے تھے ایک مہینے کی مسافت سے میں آناً فاناً لے آیا ہوں یہ میرے رب کا فضل وکرم ہے۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ معجزہ کی طرح کرامت بھی فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر خلاف معمول اور خارق عادت کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔پس جس اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سورج ایک لمحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے اس کے لیے کیا مشکل تھا کہ وہ تخت بلقیس کو پلک جھپکنے میں ملک سبا سے شام پہنچا دے۔

اسم اعظم کی برکت :

علامہ جلال الدین ” تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو آصف برخیا ” نے اس وقت اسم اعظم سے دعا کی کہ یا اللہ وہ تخت لا دے۔چنانچہ وہ خدا کی قدرت سے زمین کے نیچے سے چلتا ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے پاس آ نکلا۔اس سے معلوم ہوا کہ آصف کا لانا یعنی ان کا

لانے کی نسبت اپنی طرف کرنا بایں معنٰی تھا کہ انہوں نے اسم اعظم کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی تھی۔ اس کرامت کے اظہار میں آصف " کا صرف یہ کام تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی۔ رہا تخت کو حقیقتاً سامنے لاکر رکھنا تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کام تھا اور اسی کو حضرت سلیمان علیہ السلام یوں تعبیر فرماتے ہیں هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ یہ میرے پروردگار کا فضل وکرم ہے لِیَبْلُوَنِیْٓ تاکہ اللہ تعالیٰ میرا امتحان لے ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ کیا میں شکر ادا کرتا ہوں یا میں ناشکری کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ کو تو ہر چیز کا علم ہے یہ امتحان بندوں کے سامنے حقیقت واضح کرنے کے لیے ہوتا ہے وَمَنْ شَكَرَ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات ہے وہ شکر ادا کرتا ہے اپنی ذات کے لیے کہ اس کا ثواب اور اجر اس کو ملے گا وَمَنْ كَفَرَ اور جس نے ناشکری کی تو اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑے گا فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ پس بے شک میرا پروردگار بے پرواہ ہے عزت والا ہے۔ وہ ہمارے شکر کا محتاج نہیں ہے وہ ہر وقت قابل تعریف ہے کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے۔ ایک ایک ذرہ آسمانوں کا ایک ایک ذرہ زمینوں کا اس کی تسبیح بیان کر رہا ہے۔ ریت کا ایک ایک ذرہ، پانی کا ایک ایک قطرہ اس کی تعریف کر رہا ہے قَالَ فرمایا نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا اس کے تخت کو بدل دو اس کا حلیہ اور شکل بگاڑ دو ہیرے موتی نکال دو نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ ہم دیکھتے ہیں کیا وہ اپنے تخت کو پہچان سکتی ہے اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ یا ہوتی ہے ان لوگوں میں سے جو نہیں سمجھتے حقیقت کو۔ اس تخت میں انہوں نے بڑا تغیر کیا۔ یہاں کی چیز نکال کر وہاں لگا دی وہاں کی یہاں لگا دی۔ کچھ چیزیں ویسے نکال دیں لیکن وہ بڑی سمجھدار تھی۔

ملکہ بلقیس سلیمان علیہ السلام کے دربار میں :

فَلَمَّا جَآءَتْ پس جب آئی ملکہ بلقیس اپنے عملے سمیت قِيْلَ کہا گیا اَھٰکَذَا عَرْشُكِ کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت۔ ہم نے سنا ہے تیرا تخت بہت بڑا ہے کیا وہ ایسا ہی ہے جیسے یہ ہے قَالَتْ کہنے لگی كَاَنَّهٗ هُوَ گویا کہ یہ وہی ہے۔ یہ میرا تخت ہی تو ہے اس میں تھوڑا بہت تغیر ہوا ہے لیکن ہے وہی وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا اور دیا گیا ہمیں علم اس سے پہلے کہ سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز پر حکومت عطا فرمائی ہے ہمیں آپ کے کمالات کا علم وفد کے ذریعے ہو گیا تھا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ اور تھے ہم مسلمان۔ ہم وہاں سے مسلمان ہو کے چلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور روکا تھا اس کو رب تعالیٰ کی عبادت کرنے سے اس چیز نے جس کی وہ عبادت کرتی تھی اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ سورج کی عبادت کرتی تھی اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ بے شک وہ کافر قوم کی ایک فرد تھی اس لیے وہ غیر اللہ کی عبادت میں لگی ہوئی تھی ورنہ وہ سمجھدار تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جس محل میں اس کو ٹھہرانا تھا اس کے صحن میں شیشے ایسے انداز سے جڑائے کہ خیال گزرتا تھا کہ یہ گہرا پانی ہے۔ بلقیس باوجود سمجھ دار ہونے کے نہ سمجھ سکی کہ یہ شیشے کا فرش بنا ہوا ہے جب وہاں سے گزرنے لگی تو اپنی پنڈلیاں ننگی کر لیں کہ میری شلوار نہ بھیگ جائے قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ اس کو کہا گیا داخل ہو جا محل میں فَلَمَّا رَاَتْهُ پس جس وقت اس نے دیکھا اس محل کو حَسِبَتْهُ لُجَّةً خیال کیا اس کو گہرا پانی وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا اور ننگی کیں اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں قَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ بے شک یہ محل مزین کیا گیا ہے شیشوں سے۔ یہ شیشے کا محل ہے پانی نہیں ہے۔

سوال :

اب سوال یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کیا حکمت تھی۔ تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ سلیمان علیہ السلام اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے سن رکھا تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال بہت زیادہ ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ جس عورت کی پنڈلیوں پر بال ہوں وہ خطرناک ہوتی ہے۔ حقیقت رب تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ بہر حال انہوں نے یہ حکمت عملی اختیار کی تاکہ اس کی پنڈلیوں کو دیکھ لیں۔ لیکن یہ حقیقت نہیں ہے۔ حقیقت وہ ہے جس کو امام رازیؒ وغیرہ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی عقل کی خامی کو واضح کرنا چاہتے تھے کہ باوجود سمجھ ہونے کے عقل پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ شیشے کو پانی سمجھ لیا ہے ایسے ہی سورج کی چمک دیکھ کر اس کو الٰہ سمجھ بیٹھی ہے۔ جس وقت سورج چڑھتا وہ قوم ہاتھ باندھ کر سورج کے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے۔

غیر اللہ کے پجاری :

آج بھی چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرنے والی قومیں دنیا میں موجود ہیں۔ چاند سورج تو درکنار درختوں کی پوجا کرنے والے، سانپوں، بچھوؤں کی پوجا کرنے والے اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں۔ بلکہ ہندوؤں میں ایک قوم ہے وام مارگی، اب بھی ہندوستان میں کافی تعداد میں موجود ہیں۔ وہ شرم گاہ کی پوجا کرتے ہیں۔ مرد عورتیں بالکل ننگے ہو کر ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں ہاتھ باندھ کر۔ مرد عورتوں کی شرم گاہوں کی پوجا کرتے ہیں اور عورتیں مردوں کی شرمگاہوں کی پوجا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دنیا کی جڑ اور منبع ہے۔ جب عقل پر پردہ پڑ جائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے تو آدمی بہت کچھ سمجھ سکتا ہے۔ تو جب اس نے پنڈلیاں ننگی کیں تو

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ایک محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں یہ پانی نہیں ہے قَالَتْ کہنے لگی رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ اے میرے پروردگار! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہ اب تک کفر شرک میں مبتلا رہی اور حقیقت کو نہیں سمجھ سکی۔ جس طرح یہاں نہیں سمجھ سکی وہاں بھی نہیں سمجھ سکی وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور میں اسلام لائی ہوں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ، مسلمان ہو چکی ہوں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا۔ اب رب تعالیٰ کے سامنے جھکنا ہے سورج کی پوجا نہیں کرنی نہ کسی اور چیز کی پوجا کرنی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ كَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے اِلٰى ثَمُوْدَ قوم ثمود کی طرف اَخَاهُمْ ان کے بھائی صٰلِحًا صالح علیہ السلام اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ (انہوں نے کہا) کہ تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی فَاِذَا هُمْ پس اچانک وہ فَرِيْقٰنِ دو گروہ بن گئے يَخْتَصِمُوْنَ لڑنے جھگڑنے لگ گئے قَالَ فرمایا صالح علیہ السلام نے يٰقَوْمِ اے میری قوم لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ کیوں جلدی طلب کرتے ہو بِالسَّيِّئَةِ تکلیف کو قَبْلَ الْحَسَنَةِ راحت اور آرام سے پہلے لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ کیوں نہیں معافی مانگتے اللہ تعالیٰ سے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر رحم کیا

جائے قَالُوا کہنے لگے اِطَّیَّرْنَا بِکَ ہمارے لیے بُرا شگون ہے تمہاری وجہ سے
وَ بِمَنْ مَّعَکَ اوران کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ ہیں قَالَ فرمایا طٰٓئِرُکُمْ
عِنْدَ اللّٰہِ تمہاری نحوست اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ بلکہ تم ایسی قوم ہو
تُفْتَنُوْنَ جو فتنے میں ڈال دی گئی ہے وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَۃِ اور تھے اس شہر میں
تِسْعَۃُ رَھْطٍ نوافراد یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فساد مچاتے تھے زمین میں وَلَا
یُصْلِحُوْنَ اوراصلاح نہیں کرتے تھے قَالُوْا کہنے لگے تَقَاسَمُوْا بِاللّٰہِ قسم کھاؤ
اللہ کے نام کی لَنُبَیِّتَنَّہٗ البتہ ہم رات کو حملہ کریں گے صالح علیہ السلام پر وَاَھْلَہٗ
اوراس کے گھر والوں پر ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ پھر ہم ضرور کہیں گے لِوَلِیِّہٖ اس کے وارثوں
کو مَا شَھِدْنَا ہم حاضر نہیں تھے مَھْلِکَ اَھْلِہٖ اس کے گھر کے افراد کی ہلاکت
کے وقت وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور بے شک البتہ ہم سچے ہیں وَمَکَرُوْا اورانہوں
نے تدبیر کی مَکْرًا تدبیر کرنا وَّ مَکَرْنَا مَکْرًا اور ہم نے بھی تدبیر کی تدبیر کرنا وَّ
ھُمْ لَایَشْعُرُوْنَ اوروہ شعور نہیں رکھتے تھے فَانْظُرْ پس دیکھو کَیْفَ کَانَ کیسے
تھا عَاقِبَۃُ مَکْرِھِمْ ان کی تدبیر کا انجام اَنَّا دَمَّرْنٰھُمْ بے شک ہم نے ان
کو ہلاک کردیا وَ قَوْمَھُمْ اَجْمَعِیْنَ اوران کی ساری قوم کو فَتِلْکَ بُیُوْتُھُمْ
پس یہ ان کے گھر ہیں خَاوِیَۃً خالی بِمَا ظَلَمُوْا اس وجہ سے کہ انہوں نے ظلم کیا
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً بے شک اس میں نشانی ہے لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ اس قوم کے
لیے جو جانتی ہے وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اور نجات دی ہم نے ان لوگوں کو اٰمَنُوْا جو

ایمان لائے وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور وہ تھے بچتے۔

گزشتہ قوموں کے احوال بیان کرنے کی وجہ :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنے والی نسلوں کی اصلاح کے لیے پہلی تباہ شدہ نافرمان قوموں کے حالات بیان فرمائے ہیں کہ نافرمانی کی وجہ سے وہ دنیا میں کیسے تباہ ہوئیں۔ قبر حشر کا عذاب اور آخرت کا عذاب علیحدہ ہے لہٰذا تم ان نافرمانیوں سے بچ جاؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد قوم عاد تھی۔ ان کی طرف پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے۔

قومِ صالح علیہ السلام کا واقعہ :

عاد قوم کے بعد ثمود قوم تھی جن کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے ان کا علاقہ حجر تھا۔ یہ علاقہ اب سعودیہ میں ہے خیبر سے کافی دور ہے آج بھی بڑی بڑی چٹانوں میں بنے ہوئے مکانات وہاں موجود ہیں مگر ان میں رہنے والا کوئی نہیں ہے۔ ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی بڑی مخالفت کی یہاں تک کہ ان کو بمع اہل خانہ شہید کرنے کا منصوبہ بنایا جس کا ذکر ابھی آئے گا۔ آخر دم تک وہ لوگ کفر شرک پر ڈٹے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اور البتہ تحقیق ہم نے رسول بنا کر بھیجا اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ثمود قوم کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو۔ بھائی اس لیے فرمایا کہ وہ بھی اس قوم کے ایک فرد تھے ورنہ یہ پیغمبر ہیں مومن ہیں قوم کافر ہے۔ جیسے ہم پاکستان میں رہنے والوں کو کہیں برادران وطن۔ برادران وطن میں عیسائی ہیں، ہندو، سکھ، پارسی، یہودی بھی ہیں وہ سب اس میں آجائیں گے۔ البتہ برادران ملت کہنے میں صرف مسلمان آئیں گے ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ شامل نہیں ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر نے تعلیم شروع کی قوم کو خطاب کیا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ یہ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور

جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ہیں ان کا پہلا سبق یہی تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔'' مشکل کشا، حاجت روا نہیں ہے، فریادرس، دستگیر، حاکم، مقنن نہیں ہے فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ پس وہ دو فریق بن گئے پیغمبر کے آنے کے بعد يَخْتَصِمُوْنَ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگ گئے۔ دو گروہوں سے مراد یہ ہے کہ ایک گروہ وہ جس نے پیغمبر کا کلمہ پڑھا اور دوسرا گروہ وہ جنہوں نے کلمہ نہیں پڑھا مخالف تھے۔ اور طبعی بات ہے کہ جب نظریات اور عقائد مختلف ہوں تو جھگڑا ہوتا ہے۔ کچھ تھوڑے سے لوگ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ بھی تھے ان کا کافروں مشرکوں کے ساتھ جھگڑا ہوتا تھا اور عجیب بات یہ تھی کہ گھر کے افراد میں سے ایک بھائی نے کلمہ پڑھا اور دوسرے نے نہیں پڑھا، باپ نے نہیں پڑھا بیٹے نے پڑھا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب ان کو نافرمانی پر کفر و شرک پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تو کہنے لگے کہ جس عذاب کی آپ ہمیں دھمکی دیتے ہیں دیر کس چیز کی ہے جلدی لاؤ وہ عذاب ہم تو آپ کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام نے قَالَ فرمایا يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ اے میری قوم کیوں جلدی طلب کرتے ہو برائی، عذاب کیوں مانگتے ہو قَبْلَ الْحَسَنَةِ بھلائی سے پہلے، راحت سے پہلے۔ رب تعالیٰ سے راحت رحمت مانگو تکلیف اور عذاب نہ مانگو۔

اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں بھلائی مانگنی چاہیے :

ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ایک نوجوان صحابی تھے بڑے مستعد، پھرتیلے کام بڑی تیزی کے ساتھ کرتے تھے۔ وہ چند دن آنحضرت ﷺ کو نظر نہ

آئے۔آپ ﷺ نے فرمایا فلاں جوان نظر نہیں آرہا کہاں ہے؟ ساتھیوں نے کہا کہ حضرت ہم معلوم کر کے بتائیں گے اس کے گھر جا کر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے اور بیماری کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا ہے ابوداؤد شریف میں کَانَّهٗ فَرْخٌ کے لفظ آتے ہیں گویا کہ چڑیا کا بچہ ہے جس کے ابھی پر نہیں اُگے۔ساتھیوں نے آکر بتلایا کہ حضرت! وہ اتنا بیمار ہے کہ کروٹ نہیں بدل سکتا۔آنحضرت ﷺ اس کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے دیکھا تو وہ واقعی کمزور ہو چکا تھا۔فرمایا سبحان اللہ! تجھے کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا حضرت! میں نے دعا کی ہے کہ اے پروردگار! جو سزا آپ نے مجھے مرنے کے بعد دینی ہے وہ مجھے دنیا میں ہی دے دیں تا کہ مرنے کے بعد میری زندگی صاف ستھری ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! تو نے اللہ تعالیٰ سے تکلیف مانگی ہے راحت مانگنی چاہیے تھی هَلَّا قُلْتَ ''آپ نے ایسی دعا کیوں نہیں کی رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [سورۃ البقرہ] ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے۔''

تو جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر سے کہا کہ آپ جس عذاب کی دھمکی دیتے ہیں وہ لاتے کیوں نہیں تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا اے میری قوم! کیوں جلدی مانگتے ہو برائی اور تکلیف بھلائی سے پہلے لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ کیوں نہیں معافی مانگتے اللہ تعالیٰ سے کفر شرک سے باز آجاؤ اور رب تعالیٰ سے معافی مانگو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔قَالُوا لوگوں نے کہا اِطَّيَّرْنَا بِكَ اصل میں تھا تَطَيَّرْنَا۔ تا کو طا کیا اور پھر تا کا طا میں ادغام کر دیا۔پہلے حرف ساکن تھا تو ہمزہ وصلی لے آئے اِطَّيَّرْنَا ہو گیا تَطَيَّرَ کا معنیٰ ہوتا ہے پرندے اڑانا۔ان لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی کام کے لیے

صبح سویرے گھر سے نکلتے جو قریب درخت ہوتا اس پر پتھر مارتے اس پر جو پرندے ہوتے اگر وہ دائیں طرف اڑتے تو کہتے میرا کام ہوگیا اور اگر پرندے بدحواس ہوکر بائیں طرف اڑتے تو کہتے میرا کام نہیں ہوگا۔ تو وہ پرندوں کو اڑا کر نیک فالی اور بدفالی حاصل کرتے تھے۔ بھئی! پرندوں کے اڑنے کے ساتھ تمہارے کام کا کیا تعلق ہے۔ کوئی عقلی طور پر یا نقلی طور پر عارضی یا عادی طور پر کوئی تعلق ہے پرندوں کے اڑنے کا تیرے کام کے ساتھ۔ جب ان کو پتھر مارو گے تو وہ بدحواس ہوکر یا دائیں اڑیں گے یا بائیں اڑیں گے۔ تو وہ پرندے اڑاتے تھے نیک فالی یا بدفالی حاصل کرنے کے لیے جیسے آج کل بھی بعض جاہلوں میں یہ بات ہے کہ کوا بولا تو کہتے ہیں کہ مہمان آئے گا۔

؎ منگل بدھ نہ جاویں پہاڑ جیتی بازی آویں ہار

کہ منگل اور بدھ کو پہاڑی سفر نہ کرو کیونکہ اگر تم کامیاب بھی ہو تو ناکام ہوکر آؤ گے۔ حالانکہ بھائی حقیقت یہ ہے کہ دنوں میں نہ نحوست ہے نہ سعادت ہے۔ نحوست اور سعادت ہمارے اعمال میں ہے۔ کہنے لگے ہم نے تمہاری وجہ سے بدفالی حاصل کی ہے۔ وہ نحوست کیا تھی؟ بارش کا نہ ہونا تھا۔ تو ان کے کفر اور شرک کی وجہ سے، پیغمبر کی مخالفت کی وجہ سے لیکن الٹی گنگا کہ ذمہ داری حضرت صالح علیہ السلام پر ڈال دی اور ان کے مومن ساتھیوں پر کہ ان کی وجہ سے بارشیں نہیں ہو رہیں۔ کہنے لگے ہم نے بدفالی حاصل کی ہے بِكَ آپ کی وجہ سے وَبِمَنْ مَّعَكَ اور ان کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ ہیں قَالَ فرمایا طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تمہاری نحوست اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تمہارے کفر، شرک اور نافرمانی کی وجہ سے ہماری توحید کی وجہ سے نہیں، رسالت پر یقین رکھنے کی وجہ سے نہیں، آخرت کا عقیدہ ماننے کی وجہ سے نہیں بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ بلکہ تم

ایسی قوم ہو جو فتنے میں مبتلا کی گئی ہو۔ تم اپنے گناہ اور قصور کو نہیں دیکھتے الٹا ہمارے ذمے لگاتے ہو وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ اور تھے حجر شہر میں۔ اس شہر کا نام حجر تھا اور اسی نسبت سے سارے علاقے کو حجر کہتے تھے۔ تو اس حجر شہر میں تِسْعَةُ رَهْطٍ نو افراد تھے يُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ فساد مچاتے تھے زمین میں وَلَا يُصْلِحُونَ اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ یہ نو غنڈے بدمعاش تھے ان کے سردار کا نام قیدار بن ثعلب تھا۔ قذار بھی لکھ دیتے ہیں۔ درمیانے قد کا گربہ چشم تھا بلی جیسی آنکھوں والا بڑا شریر آدمی تھا اس کے آٹھ آدمی اور تھے۔ یہ نو غنڈوں کی، بدمعاشوں کی جماعت تھی وہاں ایک بیوہ عورت تھی جس کا نام عنیزہ بنت غنم تھا۔ اس کی جوان لڑکیاں تھیں اس کے پاس کافی تعداد میں بھیڑ بکریاں اور اونٹ تھے وہاں ایک پانی کا چشمہ تھا ان لوگوں کے مطالبے پر جو اللہ تعالیٰ نے چٹان سے اونٹنی نکالی تھی حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اونٹنی ہے۔" ایک دن چشمے سے پانی یہ پیے گی اور ایک دن تمہارے جانور۔ ان لوگوں کے جانور کافی تھے۔ عنیزہ بی بی کے بھی کافی جانور تھے جب ان کی باری ہوتی تھی عنیزہ کے کچھ جانور پیاسے رہ جاتے تھے۔ اس نے قیدار بن ثعلب کو کہا کہ میری جوان لڑکیوں میں سے جس کا چاہو رشتہ لے لو مگر صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو راستے سے ہٹاؤ۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کیا۔ کہنے لگے پہلے صالح علیہ السلام کو اہل خانہ سمیت قتل کرو پھر اونٹنی کو ختم کرنا ہے۔ دوسروں نے کہا نہیں پہلے اونٹنی کو کاٹو پھر صالح علیہ السلام کا کام کریں گے۔ تو فرمایا تھے شہر میں نو آدمی جو فساد مچاتے تھے زمین میں اور اصلاح نہیں کرتے تھے قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ ان غنڈوں نے کہا قسمیں اٹھاؤ اللہ تعالیٰ کی لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ کہ ہم رات کے وقت صالح علیہ السلام اور اس کے گھر والوں پر حملہ کر کے ہلاک کر دیں گے ثُمَّ

لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِیِّہٖ پھران کے وارثوں کو کہیں گے مَا شَھِدْنَا مَھْلِکَ اَھْلِہٖ ہم حاضر نہیں تھے اس کے گھر کے افراد کی ہلاکت کے وقت وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور بے شک ہم سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَکَرُوْا مَکْرًا اور انہوں نے تدبیر کی تدبیر کرنا۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو شہید کرنے کی وَّ مَکَرْنَا مَکْرًا اور ہم نے بھی تدبیر کی تدبیر کرنا وَّ ھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور ان کو شعور بھی نہیں تھا۔ انہوں نے پہلے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹیں۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ جس وقت انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹیں تو اونٹنی نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور بڑبڑائی، آواز نکالی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے آواز سنی تو دوڑتے ہوئے آئے۔ دیکھا تو اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دی گئیں تھیں۔ قوم سے فرمایا دیکھو! رب تعالیٰ نے تمہیں تین دن کی مہلت دی ہے تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ذٰلِکَ وَعْدٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ [ہود:۶۵] ''فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن تک یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہوگا مثلاً آج جمعرات کا دن ہے فرمایا آج کے دن تمہارے چہرے سیاہی مائل ہوں گے کل بالکل سیاہ ہو جائیں گے پرسوں بالکل شکلیں بدل جائیں گی اور چوتھے دن تباہ ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تین دن کی مہلت دی توبہ کرلیں مگر جب انسان کا دل سیاہ ہو جائے تو خیر کی بات دل میں نہیں آتی۔ خدا کرے کسی کا دل کالا نہ ہو۔ حجر اسود کے بارے میں احادیث کے اندر آتا ہے یَاقُوْتٌ مِّنْ یَوَاقِیْتِ الْجَنَّةِ ''ترمذی شریف کی روایت ہے کہ جنت کے موتیوں میں سے موتی ہے۔'' یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا سورج کی طرح اس کی چمک تھی سَوَّدَتْہُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ بنی آدم کی خطاؤں نے اس کو کالا کر دیا ہے۔'' اور جامع الصغیر کی روایت میں ہے سَوَّدَتْہُ خَطَایَا الْمُشْرِکِیْنَ ''مشرکین کی خطاؤں نے اس کو کالا کر دیا ہے۔'' حجر اسود

خطاؤں سے کالا ہو گیا ہے ہمارا دل گناہوں سے کالا کیوں نہیں ہوگا؟

گناہ کی نحوست :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ دوسرا گناہ کیا دوسرا نکتہ، تیسرا گناہ کیا تیسرا نکتہ پڑ گیا، یہ گناہ کرتا گیا کالے نکتے پڑتے گئے یہاں تک کہ سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے دل پر زنگ چڑھ جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ نیکی کی رغبت ختم ہو جاتی ہے اور برائی کی طرف میلان ہوتا ہے۔ پھر تین دن کے بعد ان پر عذاب نازل ہوا۔ رجفہ کا لفظ بھی آتا ہے زلزلہ آیا اور صیحہ کا لفظ بھی آتا ہے، آواز۔ جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراؤنی سی آواز نکالی وہ جہاں جہاں تھے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور زلزلے میں تباہ ہو گئے مجرم قوم کا ایک فرد بھی نہ بچا۔ فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ پس دیکھو کیسا تھا ان کی تدبیر کا انجام أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ بے شک ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کی ساری قوم کو فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً پس یہ ان کے گھر ہیں خالی ان میں بسنے والا کوئی نہیں ہے بِمَا ظَلَمُوْا اس وجہ سے کہ انھوں نے ظلم کیا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بے شک اس میں نشانی ہے لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اس قوم کے لیے جو جانتی ہے وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور وہ تھے بچتے شرک سے، کفر سے، خدا کی نافرمانی سے۔

❀❀❀

وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ

لِقَوۡمِهٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ
شَهۡوَةً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تَجۡهَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ
قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡۤا اٰلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ ۚ اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ
يَّتَطَهَّرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ قَدَّرۡنٰهَا مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۵۷﴾
وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ
وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيۡرٌ اَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۵۹﴾
اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ
فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا ؕ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ يَّعۡدِلُوۡنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ
قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنۡهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِىَ وَجَعَلَ بَيۡنَ
الۡبَحۡرَيۡنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۱﴾

وَلُوۡطًا اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر اِذۡ قَالَ جب فرمایا
لوط علیہ السلام نے لِقَوۡمِهٖۤ اپنی قوم کو اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ کیا تم کرتے ہو بے
حیائی وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ اور تم دیکھتے ہو اَئِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً تم
دوڑتے ہو مردوں پر شہوت رانی کے لیے مِنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ عورتوں کو چھوڑ کر
بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تَجۡهَلُوۡنَ بلکہ تم قوم ہو جاہل فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ پس نہیں

تھا جواب ان کی قوم کا اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا مگر یہ کہ کہا انہوں نے اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ نکال دو لوط علیہ السلام کے گھرانے کو مِّنْ قَرْیَتِکُمْ اپنی بستی سے اِنَّھُمْ اُنَاسٌ بے شک یہ لوگ یَّتَطَھَّرُوْنَ ستھرے بنتے ہیں فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَھْلَهٗٓ پس ہم نے نجات دی لوط علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو اِلَّا امْرَاَتَهٗ سوائے ان کی بیوی کے قَدَّرْنٰھَا مقدر کر دیا تھا ہم نے اس کے بارے میں مِنَ الْغٰبِرِیْنَ کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَّطَرًا اور برسائی ہم نے ان پر بارش فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ پس بری ہوئی بارش ان لوگوں کی جو ڈرائے ہوئے تھے قُلْ آپ کہہ دیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں وَسَلٰمٌ اور سلام ہے عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اللہ تعالیٰ کے ان بندوں پر جن کو اس نے ۰ ءٰٓاللّٰهُ خَیْرٌ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے اَمَّا یُشْرِکُوْنَ یا وہ جن کو وہ شریک کرتے ہیں اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کون ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو وَاَنْزَلَ لَکُمْ اور اتارا اس نے تمہارے لیے مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان کی طرف سے پانی فَاَنْبَتْنَا بِهٖ پس اگائے ہیں ہم نے اس کے ساتھ حَدَآئِقَ باغات ذَاتَ بَھْجَةٍ بارونق مَا کَانَ لَکُمْ تمہارا کام نہیں ہے اَنْ تُنْبِتُوْا شَجَرَھَا کہ تم اگاؤ باغات کے درخت ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے بَلْ ھُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ بلکہ یہ لوگ انحراف کرتے ہیں اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا بھلا کون ہے جس نے بنایا ہے زمین کو قرار گاہ وَّ

جَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا اور بنائی ہیں زمین کے درمیان نہریں وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ اور رکھے ہیں ان میں بوجھل پہاڑ وَجَعَلَ اور بنایا ہے بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا دو دریاؤں کے درمیان پردہ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا کوئی الہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کی اکثریت نہیں جانتی۔

لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ :

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے۔ یہ عراق کے دارالخلافہ میں رہتے تھے۔ اس وقت اس جگہ کا نام کوثی بروزن طوبیٰ تھا۔ آج کل کے جغرافیہ میں اس کا نام بابل ہے۔ اب یہ چھوٹا سا قصبہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی یہی رہتے تھے۔ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا ہی نام ہے۔ کچھ لوگوں نے ویسے ہی تاویلیں کی ہیں اور تاویلیں کس کس جگہ کریں گے؟ قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے حدیث میں نام آزر ہے۔ تو آزر کے ایک بیٹے ابراہیم علیہ السلام تھے اور دوسرے بیٹے کا نام حاران تھا، ح، حلوے والی۔ لوط علیہ السلام حاران کے بیٹے تھے۔ اس علاقے میں صرف یہ تین بزرگ حق پر تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبوت ملنے کے بعد تقریباً اسّی سال قوم میں گزارے اور بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ تم عراق سے شام کی طرف ہجرت کر جاؤ اور دمشق میں لوگوں کو تبلیغ کرو۔ راستے میں کسی جگہ پر حضرت لوط علیہ السلام کو نبوت ملی اور حکم ہوا کہ بستی سدوم میں جا کر لوگوں کو تبلیغ کرو۔ سدوم بڑا شہر تھا یہ دس میل میں پھیلا ہوا تھا آج کل اس کی جگہ بحر میت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلُوطًا اور یاد کرو لوط علیہ السلام کا قصہ اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جس وقت کہا انہوں نے اپنی قوم کو وہ قوم جس کی طرف ان کو رسول بنا کر بھیجا گیا جن کا مرکزی شہر سدوم تھا۔ کیا کہا قوم کو؟ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ کیا تم کرتے ہو بے حیائی وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ اور تم دیکھتے بھی ہو یعنی تم سمجھتے بھی ہو کہ یہ برا کام ہے پھر بھی اس کا ارتکاب کرتے ہو۔ وہ بے حیائی کیا تھی؟ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بے شک تم دوڑتے ہو مردوں پر شہوت رانی کرتے ہوئے اپنی شہوت مردوں پر پوری کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر۔ اللہ تعالیٰ نے مرد بھی پیدا فرمائے ہیں اور عورتیں بھی اور نسل انسانی کو باقی رکھنے کے لیے نکاح کا حکم فرمایا ہے کہ جائز طریقے سے تم اپنی شہوت کو پورا کرو لیکن وہ قوم اس سے ہٹ کر ہم جنس پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔

ہم جنس پرستی :

حدیث پاک میں آتا ہے اُقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ ''جو مرد آپس میں بے حیائی کریں دونوں کو قتل کر دو۔'' اور حال یہ ہے کہ یورپ کے بعض ممالک میں یہ قانون پاس ہو چکا ہے کہ مرد مرد سے نکاح کر سکتا ہے اور بعض علاقوں والے اس قانون کے پاس کرانے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ان بے حیا قوموں میں انسانیت ختم ہو گئی ہے اور کہتے ہیں کہ اس میں حرج کیا ہے؟

فرمایا بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ بلکہ تم قوم ہو جاہل۔ بے سمجھ لوگ ہو اللہ تعالیٰ نے شہوت رانی کے لیے دوسری جنس بنائی ہے عورتیں پیدا فرمائی ہیں مگر تم یہ کام مردوں کے ساتھ کرتے ہو۔ اور سورۃ الشعراء آیت نمبر ۱۶۸ میں ہے۔ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ

''بے شک میں تمہارے اس فعل سے نفرت کرتا ہوں۔'' قرآن پاک میں زنا اور لواطت دونوں کو فحش کہا گیا ہے بلکہ لواطت زنا سے بھی قبیح فعل ہے۔ یہ خلاف فطرت ہے۔ یہ اتنا برا فعل ہے کہ سوائے بندروں کے کوئی دوسرا جانور بھی پسند نہیں کرتا۔ بندر کو اسی وجہ سے ذلیل جانور کہا گیا ہے۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ پس نہیں تھا جواب لوط علیہ السلام کی قوم کا اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا مگر یہ کہ کہا انہوں نے اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ نکال دو لوط علیہ السلام کے گھرانے کو اپنی بستی سے۔ اسی کو کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ مجرموں کو نکالنا چاہیے یا نیکوں کو؟ مگر جب مجرم زیادہ ہو جائیں تو نیکوں پر سختیاں ہو جاتی ہیں۔ کیوں نکالو؟ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ بے شک یہ لوگ ہیں جو پاک بنتے ہیں۔ انداز گفتگو دیکھو! کہ یہ پاک بنتے پھرتے ہیں۔ بھئی! یہ پاک بنتے نہیں پھرتے بلکہ وہ حقیقتاً پاک ہیں فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ پس ہم نے نجات دی لوط علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو اِلَّا امْرَاَتَهٗ مگر اس کی بیوی کو نجات نہیں ملی۔ حضرت لوط علیہ السلام بیوی پیچھے سے تو نہیں لائے تھے اسی قوم میں شادی ہوئی مگر وہ اسلام نہیں لائی۔ اس وقت مسلمان کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تھا بلکہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے سولہ سال بعد تک کافروں کے ساتھ نکاح جائز رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تین بیٹیاں پہلے کافروں کے نکاح میں تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں اور حضرت زینب ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں۔ حضرت ابوبکر ؓ کے نکاح میں ایک عورت تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی وجہ سے ان کی کنیت ام بکر پڑی اور حضرت صدیق اکبر ؓ ابوبکر کہلائے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بڑی کوشش کی مگر وہ مسلمان نہیں ہوئی۔ کہتی تھی رب مجھے اسلام سے بچائے۔ جب دوسرے پارے کی یہ آیات نازل

ہوئیں وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ "اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کر یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ اور البتہ مومن لونڈی بہتر ہے مشرک عورت سے وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ چاہے وہ تم کو کتنی اچھی معلوم ہو وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا اور نہ نکاح کرو مسلمان عورتوں کا مشرکوں کے ساتھ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ اور البتہ مومن غلام بہتر ہے مشرک سے وَلَوْ اَعْجَبَكُمْ چاہے وہ تمہیں اچھا معلوم ہو۔" اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد مشرکوں سے نکاح منسوخ ہوگیا۔

رشتہ کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے :

یاد رکھنا! رشتہ کرتے وقت پہلے عقیدہ دیکھو! بچہ بچی مشرک تو نہیں کافر تو نہیں تاکہ اولاد کا ایمان خراب نہ ہو۔ لیکن اب حالت یہ ہے کہ ہم شکل دیکھتے ہیں، کوٹھیاں کاریں دیکھتے ہیں، مال دیکھتے ہیں، دنیاوی تعلیم دیکھتے ہیں، عقیدے کی طرف نگاہ کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ آخرت کی فکر کرو دنیا تو گزر ہی جائے گی۔

حضرت ابوالدرداء مشہور صحابی ہیں ان کی لڑکی جوان ہوگئی رشتہ داروں نے رشتہ تلاش کیا اور کہا حضرت آپ لڑکی فلاں جگہ دے دیں۔ فرمایا میں لڑکی وہاں نہیں دوں گا۔ رشتہ داروں نے کہا حضرت کیوں؟ کیا وجہ ہے؟ کیا لڑکے کی شکل اچھی نہیں بیکار ہے؟ فرمایا نہیں شکل عقل اچھی ہے پڑھا لکھا دین دار پرہیزگار ہے سارا گھرانہ دین دار ہے مگر ان کے گھر میں لونڈیاں کام کرتی ہیں میری بیٹی کو ساس کی خدمت کا موقع میسر نہیں ہوگا جس سے اس کی آخرت ماری جائے گی اس لیے میں بیٹی وہاں دینے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ آخرت کا کتنا فکر ہے؟ آج تو ایسے لوگ بھی ہیں جو رشتہ کرتے وقت کہتے ہیں ہماری لڑکی

روٹی نہیں پکائے گی، کپڑے نہیں دھوئے گی، جھاڑو نہیں پھیرے گی۔ اس کوٹرے میں تیار روٹی ملنی چاہیے۔

یاد رکھنا! اور عورتیں اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھیں۔ یہ جو گھر کے کام کاج ہیں مثلاً بچوں کو نہلانا، تیار کرنا، کپڑے دھونا، روٹی پکانا اور کھلانا، جھاڑو پھیرنا، ان کا ثواب نفلی نماز روزے سے زیادہ ہے۔ تو فرمایا ان کی بیوی کو نجات نہ ملی قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ مقدر کر دیا تھا ہم نے اس کے بارے میں کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی۔ حضرت لوط علیہ السلام کو حکم تھا کہ آپ جلدی سے یہاں سے چلے جائیں کہ آپ کے چلے جانے کے بعد ہم نے اس علاقے کو الٹا دینا ہے۔ وہ تشریف لے گئے اور یہ پیچھے رہ گئی معذبین میں۔ اس قوم پر چار قسم کے عذاب آئے۔

پہلا عذاب: فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ [سورۃ القمر] "ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں۔" آنکھوں کی بینائی ختم کر دی۔ دوسرے عذاب کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا اور برسائی ہم نے ان پر بارش پتھروں کی فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ پس بری ہوئی بارش ان لوگوں کی جو ڈرائے ہوئے ہیں۔ تیسرا عذاب: ڈراؤنی آواز تھی۔ چنانچہ سورۃ النحل میں صیحہ کے لفظ آتے ہیں اور چوتھا عذاب: فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا [سورۃ ہود] "پس ہم نے بستی کو الٹ کر اوپر نیچے کر دیا۔" اس مقام پر بحیرہ مردار ہے وہاں پر کسی قسم کی مچھلی یا دریائی جانوروں کی قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ حالانکہ چھوٹے چھوٹے تالابوں میں بھی کیڑے مچھلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اے پیغمبر! آپ کہہ دیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ نافرمانوں کی تباہی کا حال بیان کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نصیحت کی گئی ہے کہ اچھا ہوا یہ لوگ

اپنے انجام کو پہنچ گئے ورنہ دنیا میں مزید فتنہ فساد کا سبب بنتے جیسا کہ سورۃ الانعام آیت نمبر ۴۵ میں ہے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ''پس ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔'' پہلی بات اللہ تعالیٰ کی تعریف اور دوسری یہ کہ ہر اہم کام کی ابتداء سے پہلے وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اور سلام ہے اللہ تعالیٰ کے ان بندوں پر جن کو اس نے چنا ہے۔ حمد وسلام کے بعد فرمایا ءٰآللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جن کو یہ لوگ اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔

وحدانیت باری تعالیٰ پر عقلی دلائل :

آگے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے عقلی دلائل ہیں جن پر غور کر کے انسان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچان سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ آسمان وزمین اور ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ دہریوں کی قلیل تعداد کے علاوہ ہر مذہب کے لوگ صرف اللہ تعالیٰ کو خالق مانتے ہیں۔ سورہ زمر آیت نمبر ۶۲ میں ہے اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ''ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔'' باقی سب مخلوق ہے۔ عرش سے لے کر فرش تک، ملائکہ سے لے کر جنات تک ہر چیز مخلوق ہے۔ تو فرمایا بتلاؤ ارض وسماء کا خالق کون ہے؟ دوسری دلیل بیان کرتے ہوئے فرمایا اچھا یہ بتلاؤ وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا اس نے آسمان کی طرف سے پانی۔ تمہارے لیے بارش کون برساتا ہے بارش برسانا بھی مخلوق کے بس میں نہیں ہے۔ پھر خود ہی فرمایا بارش کے نتیجے میں فَاَنْۢبَتْنَا بِہٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَہْجَۃٍ پس اگائے ہیں ہم نے اس پانی کے ذریعے باغات بارونق۔ حدیقہ اس باغ کو کہتے ہیں جس

کے ارد اگرد دیوار یا جھاڑیوں کی باڑ ہو ورنہ عام باغ کو بستان کہتے ہیں۔ فرمایا مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْبِتُوْا شَجَرَهَا تمہارے بس کی بات نہیں ہے کہ باغات کے درختوں کو اگا سکو یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ فرمایا جب ان میں سے کوئی چیز بھی کسی کے اختیار میں نہیں ہے تو پھر بتلاؤ ءَ اِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے جس نے ان میں سے کوئی کام کیا ہو؟ نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیوں بناتے ہو؟ کبھی اللہ تعالیٰ کی صفت میں دوسروں کو شریک کرتے ہو اور کبھی عبادت میں شریک کرتے ہو۔ ایسا کیوں کرتے ہو؟ فرمایا حقیقت یہ ہے بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ بلکہ یہ لوگ انحراف کرتے ہیں حقائق سے اعراض کرتے ہیں اور يَعْدِلُوْنَ کا معنی دوسروں کو برابر کرنا بھی ہے گویا کہ یہ لوگ بڑے ظالم اور ناانصاف ہیں کہ اتنی واضح دلیلوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو برابر ٹھہراتے ہیں۔ فرمایا زمین کی تخلیق کے بعد اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا بھلا کون ہے جس نے بنایا زمین کو قرارگاہ یعنی ٹھہرنے کی جگہ کس نے بنایا۔ نہ تو اتنی سخت ہے کہ اُکھاڑی نہ جاسکے اور نہ اتنی نرم ہے کہ انسان اس میں دھنس جائے وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا اور بنائیں اس زمین کے درمیان نہریں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے اور دریاؤں ندیوں کی صورت میں میدانی علاقوں کو سیراب کرتی ہے وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ اور زمین پر بوجھل پہاڑ رکھ دیے تاکہ زمین ڈولنے نہ پائے۔ زمین پر پہاڑ اسی نے ٹکائے ہیں وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا اور بنایا دو دریاؤں کے درمیان پردہ۔ آڑ پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے میٹھا کڑوا پانی آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے۔ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل ہیں تو بھلا بتاؤ ءَ اِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا کوئی اور الہ ہے جو ان میں سے کوئی کام کر

سکے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا معبود تو کوئی نہیں ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کی اکثریت نہیں جانتی۔ اکثر لوگ بے علم اور بے سمجھ ہیں جو ان تمام دلائل کے باوجود شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ بھلا کون ہے وہ ذات جو قبول کرتی ہے مجبور اور بے کس کی دعا کو اِذَا دَعَاهُ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ اور دور کرتا ہے تکلیف کو وَيَجْعَلُكُمْ اور بناتا ہے تمہیں خُلَفَآءَ الْاَرْضِ زمین میں خلیفہ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا ہے کوئی دوسرا الٰہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ بھلا کون ہے وہ ذات جو راہنمائی کرتی ہے تمہاری خشکی کے اندھیروں میں وَالْبَحْرِ اور سمندر کے اندھیروں میں وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ اور کون ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ جو خوشخبری سناتی ہیں اس کی رحمت سے

پہلے ءَ اِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰہِ کیا ہے کوئی دوسرا الٰہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا
یُشْـرِکُـوْنَ بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ان چیزوں سے جن کو یہ اس کا شریک
بناتے ہیں اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ بھلا کون ہے جو ابتداء کرتا ہے پیدائش کی ثُمَّ
یُعِیْدُہٗ پھر وہ اس کو لوٹائے گا وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ اور کون ہے جو رزق
دیتا ہے تمہیں آسمان سے وَالْاَرْضِ اور زمین سے ءَ اِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰہِ کیا اور کوئی
الٰہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قُلْ آپ کہہ دیں ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ لاؤ اپنی دلیل اِنْ
کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے قُلْ آپ کہہ دیں لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی
السَّمٰوٰتِ نہیں جانتے وہ جو آسمانوں میں ہیں وَالْاَرْضِ اور جو زمین میں ہیں
الْغَیْبَ غیب کو اِلَّا اللّٰہُ سوائے اللہ تعالیٰ کے وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ
اور وہ شعور نہیں رکھتے کس دن ان کو کھڑا کیا جائے گا بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُھُمْ بلکہ گر
گیا ہے ان کا علم فِی الْاٰخِرَۃِ آخرت کے بارے میں بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ
مِّنْھَا بلکہ وہ شک میں ہیں قیامت کے بارے میں بَلْ ھُمْ مِّنْھَا عَمُوْنَ بلکہ وہ
قیامت سے اندھے ہیں۔

اثباتِ توحید وتردید شرک :

اس رکوع میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پرزور الفاظ میں توحید کا اثبات کیا ہے اور
شرک کا رد کیا ہے۔ یاد رکھنا! تمام نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی توحید ہے اور تمام گناہوں
میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ گذشتہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل کا
ذکر تھا کہ آسمان زمین کس نے بنائے، بارش کس نے نازل کی ہے، باغات کے درخت کس

نے اگائے ہیں زمین کو جائے قرار کس نے بنایا ہے، زمین میں پہاڑ کس نے بنائے ہیں، دو دریاؤں کے درمیان پردہ کس نے بنایا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہے جو یہ کام کر سکے؟ اور کوئی ذات نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ بھلا وہ کون ذات ہے جو قبول کرتی ہے مجبور اور بے کس کی دعا کو اِذَا دَعَاهُ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے۔ انسان جب ظاہری اسباب سے ناامید اور مایوس ہو جاتا ہے تو پھر وہ رب تعالیٰ کے سامنے جھکتا اور پکارتا ہے چاہے وہ کافر مشرک ہی کیوں نہ ہو۔ کافر جب سمندر کا سفر کرتے تھے اور سمندر کی موجوں میں پھنستے تھے تو اس وقت صرف رب تعالیٰ کو پکارتے تھے۔ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۵ میں ہے فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ''پس جب یہ سوار ہوتے ہیں کشتی پر تو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص۔'' اس کی اطاعت کا عقیدہ رکھتے ہوئے کہتے ہیں اس مقام پر اے پروردگار! تیرے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ تو فرمایا مضطرّ انتہائی بے کس اور بے بس، لاچار کی دعا کو کون قبول کرتا ہے جس وقت وہ اس کو پکارتا ہے وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ اور دور کرتا ہے اس کی تکلیف کو تو بتلاؤ حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر اور کون ہے؟ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ اور بناتا ہے تمہیں زمین میں خلیفہ۔ تم اپنے بڑوں کے نائب ہو تم دنیا سے چلے جاؤ گے تو تمہاری اولاد تمہارا خلیفہ بنے گی ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور حاجت روا، مشکل کشا ہے، کوئی فریادرس، دستگیر ہے؟ کون ہے تمہیں خلیفہ بنانے والا قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دعاؤں کو قبول کرنے والا نہیں ہے نہ کوئی تکلیف دور کرنے والا ہے۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۷ میں ہے وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا

کَاشِفَ لَـهٗٓ اِلَّا هُوَ ''(اے انسان اچھی طرح سن اور سمجھ) اور اگر پہنچائے اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پس نہیں ہے اس کو دور کرنے والا سوائے اس کے۔'' اللہ تعالیٰ کے سوا ساری مخلوق جمع ہو کر بھی اس کو دور نہیں کر سکتی وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ''اور اگر وہ پہنچائے آپ کو کوئی بھلائی پس وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔'' اور سورۃ یونس آیت نمبر ۱۰۷ میں ہے وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ''اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرے آپ کے ساتھ بھلائی کا پس کوئی نہیں رد کر سکتا اس کے فضل کو۔'' نافع بھی وہی ہے اور ضار بھی وہی ہے۔ نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ جیسی ذات گرامی کو حکم دیا قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ''اے پیغمبر آپ کہہ دیں نہیں مالک میں اپنے نفس کے لیے نفع کا اور نہ نقصان کا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ مگر جو اللہ چاہے۔'' اور سورۃ جن میں فرمایا قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ''آپ کہہ دیں میں تمہارے ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہوں۔'' جب آنحضرت ﷺ جیسی ذات گرامی کسی کے نفع نقصان کی مالک نہیں ہے تو اور کسی کی کیا حیثیت ہے اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸۸ میں ہے وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ''اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو زیادہ کرتا بھلائی سے اور نہ پہنچتی مجھ پر کوئی برائی کوئی تکلیف۔'' مجھے پہلے سے علم ہوتا کہ اس شخص نے مجھ پر اس طرح حملہ کرنا ہے تو میں پہلے اپنا بچاؤ کر لیتا۔ احد کے مقام پر آپ ﷺ اپنے دھیان میں تھے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کا ہونٹ مبارک اور نیچے والا دانت شہید ہو گیا۔ پہلے سے اگر آپ ﷺ کو علم ہوتا تو آپ ﷺ دفاع نہ کرتے۔ عبداللہ بن قمیہ کافر نے تلوار کا وار کیا جس نے آپ ﷺ کا خود کاٹا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا خون کا فوارہ پھوٹا

علم ہوتا تو پہلے سے دفاع نہ کرتے۔ اگر آپ ﷺ کو پہلے سے علم ہوتا تو خیبر میں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو زہر دی جاتی اور کیا آپ ﷺ اس کو کھاتے۔

واقعہ بیرِ معونہ :

ہجرت کا تیسرا یا چوتھا سال تھا رعل، ذکوان، عصی قبیلوں کے لوگ وفد کی شکل میں آپ کے پاس آئے مدینہ طیبہ میں اور کہنے لگے کہ ہماری برادریاں بہت سارے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں انہیں اسلام کی بڑی طلب ہے مگر ان کو اسلام سمجھانے والا کوئی نہیں ہے حضرت! آپ اپنے سارے ساتھیوں کو بھیج دیں تبلیغ کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سارے تو نہیں جاسکتے ان میں کوئی زراعت پیشہ ہیں کوئی تاجر پیشہ ہیں کسی نے جانور رکھے ہوئے ہیں ان کو چارہ ڈالنا ہے دودھ نکالنا ہے یہ میرے پاس اصحاب صفہ ہیں طالب علم ان کو لے جاؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ستر آدمی ان کے ساتھ بھیج دیئے جس وقت یہ ان کی بستیوں کے قریب پہنچے تو ان کی بولیاں بدل گئیں۔ ان میں ایک کعب بن یزید رضی اللہ عنہ لنگڑے صحابی تھے وہ کسی غار میں چھپ گئے باقی سب کو انہوں نے دھوکے کے ساتھ شہید کر دیا۔ آپ کئی دن مسجد میں پریشان رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو اتنا غمگین کبھی نہیں دیکھا جتنا بیرِ معونہ کے واقعہ پر دیکھا اگر آپ ﷺ کو علم ہوتا کہ انہوں نے ایسے دغابازی کرنی ہے تو آپ ﷺ ان کے ساتھ ساتھیوں کو بھیجتے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ بھلا کون ہے جو تمہاری راہنمائی کرتا ہے فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ خشکی کے اندھیروں میں وَالْبَحْرِ اور سمندر کے اندھیروں میں۔ آسمان پر ستارے کس نے بنائے ہیں جن کو دیکھ کر تم اپنی منزل تک پہنچتے ہو وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ [النحل:١٦] ’’اور ستاروں کے ذریعے بھی یہ لوگ راہ پاتے ہیں۔‘‘ کون ہے جو تمہاری راہنمائی کرتا ہے خشکی کے

اندھیروں میں اور سمندر کے اندھیروں میں وَ مَنْ يُرْسِلُ الرِّيحَ اورکون ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ جو خوشخبری سناتی ہیں اس کی رحمت سے پہلے۔ بارش سے پہلے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں جس سے سمجھدار لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ اب رحمت کی بارش ہوگی ءَ اِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند ہے ان چیزوں سے جن کو یہ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ بھلا کون ہے جو ابتداء کرتا ہے پیدائش کی۔ ابتداءً مخلوق کو پیدا کرنے والا کون ہے ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہ اس مخلوق کو لوٹائے گا قیامت برپا ہوگی تمام انسان ،تمام جنات، حیوانات، حشرات الارض میدان محشر میں جمع ہونگے۔ بتلاؤ یہ دوبارہ لوٹانے والا کون ہے؟ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اورکون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے۔ آسمان کی طرف سے بارش برستی ہے بارش کے ساتھ فصلوں کا تعلق ہے سورج کی کرنیں فصلوں پر پڑتی ہیں چاند کی چاندنی اور ستاروں کی دھیمی روشنی کا بھی فصلوں کے ساتھ تعلق ہے اور ہوا کا بھی۔ تو تمہارے رزق کا سارا انتظام کرنے والا کون ہے؟ ءَ اِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا ہے کوئی اور الٰہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قُلْ آپ کہہ دیں هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ لاؤ کوئی اپنی دلیل اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ تک جتنی چیزیں بیان ہوئی ہیں ان کے بنانے اور پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی الٰہ ہے تو اس پر دلیل لاؤ۔ اتنی واضح آیات کے بعد بھی کوئی مشرک ہے تو اس کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

علم غیب خاصہ خداوندی ہے :

صفت تخلیق کے بعد صفت علم کا ذکر ہے قُلْ آپ فرمادیں لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں جانتے وہ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں غیب کو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ آسمانوں اور زمین کا غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ آسمانوں میں مخلوق ہے فرشتے اور زمین میں انسان، جنات اور فرشتے وغیرہ کوئی مخلوق غیب کو نہیں جانتی اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو غیب کی خبریں بتلائی ہیں غیب نہیں دیا۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۴ میں ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ "یہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ بعض جاہل قسم کے لوگ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ اور علم غیب میں فرق نہیں جانتے۔ چند غیب کی خبریں رب تعالیٰ نے بتلائیں ہیں پھر ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ خبریں ہم نے آپ کو بتلائی ہیں۔ سورہ ہود آیت نمبر ۴۹ میں ہے مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا "نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم جانتی تھی اس سے پہلے۔" یعنی ہمارے بتلانے سے پہلے۔ علم غیب خاصہ خداوندی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

عباسیوں کا پہلا خلیفہ ابوجعفر منصور بڑا زیرک آدمی تھا۔ ترپن (۵۳) لاکھ مربع میل کا حکمران تھا۔ عرب سے لے کر کاشغر تک۔ اس کی خواب میں ملک الموت سے ملاقات ہوئی اور خواب میں کوئی پیغمبر یا فرشتہ نظر آئے تو وہ پیغمبر اور فرشتہ ہی ہوتا ہے۔ چونکہ انبیاء کرام بھی معصوم ہیں اور فرشتے بھی معصوم ہیں۔ تو ان معصوموں کی شکل میں شیطان نہیں آسکتا۔ تو انہوں نے عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ خوش قسمتی سے آپ کے

ساتھ ملاقات ہوگئی ہے مجھے یہ بتلاؤ کہ میری زندگی کتنی باقی ہے؟ اس نے پنجہ کھڑا کر کے دکھا دیا بس! اور کچھ نہیں کیا۔ صبح ہوئی تو خلیفہ نے تعبیر بتلانے والے بلائے اور ان کو خواب سنایا تو کسی نے کہا کہ آپ کی زندگی کے پانچ دن رہ گئے ہیں کسی نے کہا پانچ مہینے رہ گئے ہیں کسی نے پانچ سال کہا لیکن وہ مطمئن نہ ہوا اور کہا نعمان بن ثابت کو بلاؤ۔ یہ نام ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ کا۔ امام صاحب کو بلایا گیا ان کو اپنا خواب سنایا کہ خواب میں میری ملاقات عزرائیل علیہ السلام سے ہوئی تو میں نے ان سے اپنی زندگی کے متعلق سوال کیا کہ میری کتنی زندگی باقی ہے تو انہوں نے مجھے اس طرح پنجہ کھڑا کر کے دکھایا ہے اس کی تعبیر بتلاؤ کسی نے مجھے پانچ دن کی تعبیر بتلائی ہے، کسی نے پانچ مہینے کی، کسی نے پانچ سال کی آپ بتلائیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا کَذَبَ کُلُّهُمْ سب نے جھوٹ بولا ہے، غلط کہا ہے۔ ملک الموت نے پنجہ سامنے کر کے یہ بتلایا ہے کہ موت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سورہ لقمان کے آخر میں ان پانچ چیزوں کا ذکر ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ "بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے وہ بارش اور جانتا ہے جو کچھ ہے رحموں میں اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کل کیا کمائے گا اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس سرزمین پر وہ مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔" تو غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ چھوٹے مسائل نہیں ہیں یہ عقائد کے مسئلے ہیں عام لوگ ان مسائل کی پرواہ نہیں کرتے۔ فقہاء کرامؒ جیسا محتاط طبقہ کوئی نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو وہ کافر ہے

اور جو یہ کہے کہ آپ ﷺ غیب جانتے ہیں وہ بھی کافر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے سوا غیب نہیں جانتے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ اور وہ شعور نہیں رکھتے کہ کس دن ان کو کھڑا کیا جائے گا۔ قیامت کے متعلق نہیں جانتے کہ کب آئے گی۔ آنحضرت ﷺ کی وفات سے ایک مہینہ پہلے پوچھنے والوں نے پوچھا کہ حضرت! قیامت میں کتنا وقت رہ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ غیب ہے وَمَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ''اور غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' قیامت آنی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کب آنی ہے جیسے ہم تم سب جانتے ہیں کہ مرنا ہے مگر کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کب مرنا ہے کس وقت مرنا ہے؟

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بلکہ تھک کر گر گیا ہے ان کا علم آخرت کے بارے میں۔ بڑے بڑے محقق تحقیق کرتے گئے آخرت کے بارے میں مگر رب تعالیٰ نے کسی کو کوئی دلیل نہیں بتلائی بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بلکہ وہ قیامت کے بارے میں شک میں ہیں بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ بلکہ وہ قیامت کے بارے میں اندھے ہیں۔ قیامت کے منکر بھی ہیں اور اندھے بھی ہیں۔ اندھے نہ ہوتے تو تیاری نہ کرتے۔ آج معمولی سا امتحان ہوتا ہے اس کے لیے پوری تیاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو آنکھیں دے اور آخرت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۞۞۞

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے كَفَرُوْٓا جو کافر ہیں ءَ اِذَا كُنَّا کیا جس وقت ہم ہو جائیں گے تُرٰبًا مٹی وَّ اٰبَآؤُنَآ اور ہمارے باپ دادا اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ کیا بے شک ہم نکالے جائیں گے (قبروں سے) لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ البتہ تحقیق وعدہ کیا گیا اس چیز کا ہمارے ساتھ وَاٰبَآؤُنَا اور ہمارے

آباؤاجداد کے ساتھ بھی مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے اِنْ ھٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں قُلْ آپ کہہ دیں سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ سیر کرو زمین میں فَانْظُرُوْا پس دیکھو کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُجْرِمِیْنَ کیسا تھا انجام مجرموں کا وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ اور آپ غمگین نہ ہوں مجرموں پر وَلَا تَکُنْ فِیْ ضَیْقٍ اور نہ ہوں آپ تنگی میں مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ اس چیز سے جو وہ تدبیر کرتے ہیں وَ یَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ کب ہوگا یہ وعدہ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے قُلْ آپ کہہ دیں عَسٰٓی ممکن ہے اَنْ یَّکُوْنَ رَدِفَ لَکُمْ یہ کہ ہو پیچھے لگی ہوئی تمہارے بَعْضُ الَّذِیْ بعض وہ چیز تَسْتَعْجِلُوْنَ جس کی تم جلدی کرتے ہو وَاِنَّ رَبَّکَ اور بے شک آپ کا رب لَذُوْفَضْلٍ البتہ فضل کرنے والا ہے عَلَی النَّاسِ لوگوں پر وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ اور لیکن اکثر ان کے لَا یَشْکُرُوْنَ شکر ادا نہیں کرتے وَاِنَّ رَبَّکَ اور بے شک آپ کا رب لَیَعْلَمُ البتہ جانتا ہے مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ جس کو چھپاتے ہیں ان کے سینے وَمَا اور اس چیز کو یُعْلِنُوْنَ جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ اور نہیں ہے کوئی چیز غائب فِی السَّمَآءِ آسمان میں وَالْاَرْضِ اور زمین میں اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ مگر وہ ایک روشن کتاب میں درج ہے اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ بے شک یہ قرآن یَقُصُّ بیان کرتا ہے عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بنی اسرائیل پر اَکْثَرَ الَّذِیْ اکثر وہ چیزیں ھُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ کہ وہ ان میں

اختلاف کرتے ہیں وَاِنَّهٗ اور بے شک یہ قرآن لَهُدًى البتہ ہدایت ہے وَّرَحْمَةٌ اور رحمت ہے لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والوں کے لیے اِنَّ رَبَّكَ بے شک آپ کا رب يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان بِحُكْمِهٖ اپنے حکم کے مطابق وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ اور وہ غالب ہے جاننے والا ہے۔

بعث بعد الموت :

کل کے سبق کی آخری آیت کریمہ میں تھا بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ''بلکہ گر گیا ہے ان کا علم آخرت کے بارے میں۔'' مشرکوں کی اکثریت قیامت اور حشر کی قائل نہیں تھی۔ کچھ لوگ قائل بھی تھے اور عرب کے مشرک قیامت کے منکر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مقولہ نقل فرمایا ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں۔ کیا کہا؟ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا کیا جس وقت ہم ہو جائیں گے مٹی وَّاٰبَآؤُنَآ اور ہمارے باپ دادا بھی اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ کیا بے شک ہم نکالے جائیں گے قبروں سے۔ اور سورہ مومنون آیت نمبر ۳۶ میں ہے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ''بعید ہے یہ بات بعید ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے'' کہ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے اجزا میں مل جل کر دوبارہ نکالے جائیں گے۔ اور سورہ یٰسین میں ان کا مقولہ اس طرح نقل کیا گیا ہے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ''کون زندہ کرے گا ان بوسیدہ ہڈیوں کو۔'' لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ البتہ تحقیق وعدہ کیا گیا اس چیز کا ہمارے ساتھ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اور ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی اس سے پہلے کہ تم قبروں سے اٹھو گے مگر ابھی تک تو کوئی چیز قبروں سے نہیں نکلی لہٰذا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ [مومنون: ۳۷] ''اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔'' بس یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔'' پھر انہوں نے یہ بھی کہا اِنْ هٰذَآ

اِلَّآ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ نہیں ہیں یہ مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں۔ بے شک قرآن کریم میں پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ہے، حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ ہے، حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ہے، حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ ہے اور پیغمبروں کے واقعات ہیں مگر یہ قصے محض قصے نہیں ہیں کہ ان میں صرف ذہنی عیاشی ہو کہ چلو ایک اجنبی چیز کا علم ہو گیا اور وقتی طور پر خوش ہو گئے وقت پاس ہو گیا۔ قرآن پاک میں جو قصے بیان کیے گئے ہیں وہ تو بڑے عبرت اور سبق آموز ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دی ہے کہ اگر یہ لوگ آج حق کا انکار کر رہے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے بھی لوگوں نے حق کا انکار کیا جو حشر ان کا ہوا ان کا بھی وہی ہوگا جیسے ان پر عذاب آیا ان پر بھی آئے گا۔ قرآن کریم کا ہر واقعہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے وہ محض قصہ نہیں ہے وہ محض ذہن کی عیاشی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلۡ آپ کہہ دیں سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ چلو پھرو زمین میں فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ دیکھو کیا انجام ہوا مجرموں کا جو حق کو مٹانا چاہتے تھے ایمان اور توحید والوں کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی مخالفت کرتے تھے آج ان کا نام و نشان مٹ چکا ہے، ان کی اجڑی ہوئی بستیاں اور کھنڈرات تمہارے راستے میں ہیں۔ کیونکہ مکہ مکرمہ میں نہ باغات تھے نہ کھیت تھے پہاڑ ہی پہاڑ تھے زمین بھی پتھریلی تھی وہاں پر کچھ نہیں ہوتا تھا روحانی برکات تھیں، ہیں اور رہیں گی۔ مکہ مکرمہ کے لوگ تاجر پیشہ تھے سال میں دو سفر کرتے تھے رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیۡفِ "سردی کے موسم میں اور گرمی کے موسم میں سفر کرنا۔" گرمی کے زمانے میں شام کا سفر کرتے تھے کیونکہ وہ ٹھنڈا

علاقہ تھا اور سردی کے زمانے میں یمن کے علاقے کا سفر کرتے تھے کہ وہ گرم علاقہ تھا ان دو سفروں میں یہ سال کا خرچہ نکال لیتے تھے۔ مکے والوں کی وہ بڑی قدر کرتے تھے کہ مکہ مکرمہ سے آئے ہیں ان کو چارپائیاں بچھا کے دیتے تھے کھانا مفت کھلاتے تھے ان سے چیزیں مہنگی خریدتے تھے اور ان کو چیزیں سستی دیتے تھے کہ یہ بیت اللہ کے پاس رہنے والے ہیں تو یہ آتے جاتے ان تباہ شدہ بستیوں کو دیکھتے تھے۔ تو فرمایا کہ ان سے عبرت حاصل کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اور آپ غم نہ کھائیں ان پر اور نہ ہوں تنگی میں اس چیز سے جو وہ پوشیدہ تدبیریں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ان سے نمٹ لے گا یہ اپنی سازشوں میں کامیاب نہیں ہوں گے آپ اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہیں۔ فرمایا ان لوگوں کا حال یہ ہے وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور کہتے ہیں کافر یہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا جس قیامت سے ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گی بتاؤ اگر تم سچے ہو تو ہمیں اس کا وقت بتلاؤ۔ کل کے سبق میں گزر چکا ہے قُلْ ''آپ کہہ دیں لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بغیر علم غیب کوئی نہیں جانتا۔'' اور قیامت غیب میں سے ہے اس کا صحیح علم اور صحیح وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ ''اے نبی کریم ﷺ! یہ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب آئے گی؟'' فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا [سورۃ النازعات] ''آپ کو اس کے ذکر سے کیا واسطہ۔''

علم قیامت :

صحیح حدیث میں ہے کہ معراج کی رات جب آپ کی پیغمبروں کے ساتھ ملاقات

ہوئی علیہم الصلوٰۃ والسلام فَتَذَاكَرُوْا فِيْمَا بَيْنَهُمْ عِلْمَ السَّاعَةِ ''تو قیامت کے علم کا مسئلہ چل پڑا کہ قیامت کب آنی ہے، کتنی صدیاں رہ گئی ہیں، کتنے سال رہ گئے ہیں، کتنے مہینے باقی ہیں؟'' تمام پیغمبروں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام بڑی شخصیت ہیں یہ خلیل اللہ ہیں ان سے پوچھو شاید ان کے پاس کوئی راز ہو۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لَا عِلْمَ لِی مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ پھر پیغمبروں نے مشورہ کر کے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام سے پوچھو کہ حضرت! قیامت کب آئے گی قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا لَا عِلْمَ بِهَا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ پھر سب نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھو کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں کہ قیامت ان کے نزول کے بعد آنی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا فَلَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللهُ اس کی صحیح گھڑی کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔ مجھے صرف اتنا رب تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ میں قیامت سے پہلے آسمان سے زمین پر اتروں گا دجال لعین کو قتل کروں گا اس کے بعد اپنی ہمت کے مطابق دین کی خدمت کروں گا۔ روایات میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد چالیس سال تک حکمران کریں گے اور قرآن کے مطابق فیصلے کریں گے، حدیث کے مطابق فیصلے کریں گے۔ یوں سمجھو کہ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت کے ایک وفادار جرنیل کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور آپ کی شریعت کو ہی نافذ کریں گے ان کی انجیل والی شریعت منسوخ ہوگی لَا يَبْقٰى اِلَّا مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ جس علاقے میں ہوں گے وہاں نہ کوئی یہودی ہوگا اور نہ کوئی عیسائی وغیرہ ہوں گے صرف اسلام ہوگا سب مسلمان ہوں گے البتہ دوسرے علاقوں میں ہوں گے۔ تو قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔

یہ پوچھتے ہیں قیامت کب ہوگی؟ قُلْ آپ کہہ دیں عَسٰٓى ممکن ہے اَنْ

یَّکُوْنَ رَدِفَ لَکُمْ یہ کہ ہو پیچھے لگی ہوئی تمہارے بَعْضُ الَّذِیْ بعض وہ چیز تَسْتَعْجِلُوْنَ جس کی تم جلدی کرتے ہو یعنی جس قیامت کا تم مطالبہ کرتے ہو یہ تمہارے پیچھے لگی ہو اور قیامت دور نہیں ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے فرشتے بھی نظر آئیں گے جنت دوزخ بھی نظر آئے گی اور کوئی آدمی اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ میں جوان ہوں تندرست ہوں میری موت دور ہے۔ نہ، موت سب کے لیے ہے پھر آج کل کا دور تو حادثاتی دور ہے کچھ پتہ نہیں تھوڑی دیر بعد کیا ہوگا۔ جو آدمی گھر سے باہر جائے اور رات کو خیر خیریت سے گھر آ جائے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے کہ میں خیر خیریت سے گھر پہنچ گیا ہوں۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْفَضْلٍ عَلَی النَّاسِ اور بے شک آپ کا رب البتہ فضل کرنے والا ہے لوگوں پر وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے شکر ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور انہی کی برکت سے یہ سلسلہ چل رہا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے وہ نیک بندے نہ ہوں تو ہم ایک لمحہ بھی زندہ رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور سورہ شعراء میں ہے وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ”اور ان کی اکثریت مومن نہیں ہے۔“ وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ اور بے شک آپ کا رب جانتا ہے مَا تُکِنُّ صُدُوْرُهُمْ ان چیزوں کو جن کو چھپاتے ہیں ان کے سینے وَمَا یُعْلِنُوْنَ اور ان چیزوں کو جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ظاہر باطن کو جانتا ہے دل میں جو خیالات اور وساوس پیدا ہوتے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور وہ خیالات جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کو بھی جانتا ہے وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور نہیں ہے کوئی چیز غائب آسمانوں میں اور زمین میں اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ مگر وہ لکھی ہوئی ہے ایسی کتاب میں جو روشن ہے جس کا نام لوح محفوظ ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا پیدا کی ہے اس

وقت سے لے کر جنت میں داخل ہونا اور دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ابدالآباد کے سب حالات درج ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہیں اِنَّ هٰـذَا الْقُرْاٰنَ بے شک یہ قرآن جس کو تم پہلے لوگوں کی کہانیاں کہہ کر ٹرخا دیتے ہو یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بیان کرتا ہے بنی اسرائیل پر اَکْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اکثر وہ چیزیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ یہود ونصاریٰ نے اپنے دین کا نقشہ بدل دیا۔

ناجی فرقہ :

آنحضرت نے فرمایا یہودی اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے نصاریٰ نے بہتر (۷۲) فرقے بنائے اور میری امت کے تہتر فرقے بنیں گے کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدًا ان میں بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے ایک جنت میں داخل ہوگا قِیْلَ پوچھا گیا حضرت جو جنت میں جائے گا وہ کون ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے موٹی علامت بتلائی مَآ اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلے گا وہ ناجی فرقہ ہے جنت میں داخل ہونے والا۔ آپ ﷺ نے اصول بیان فرمادیا کہ نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو میرے راستے پر ہوگا اور میرے صحابہ کے راستے پر ہوگا۔ اب اس اصول کو سامنے رکھ کر دیکھو کہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے۔ اور لوگوں نے جو یہ بدعات اور رسومات کو دین بنالیا ہے یہ آپ کے زمانے میں کب تھیں؟ یہ تعزیے تابوت کہاں تھے؟ یہ خرافات کب تھیں؟ یہ جلوس اور تعزیے والی بدعت تیمور لنگ کے زمانے میں نکلی ہے اور اب یہ دین کا حصہ بن گئی ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا دین کے ساتھ تعلق ہی نہیں ہے۔ پھر عجب یہ ہے کہ ایران جہاں شیعہ حکومت ہے وہاں یہ چیزیں نہیں ہیں نہ تعزیہ ہے نہ جلوس ہے اور یہاں اس پر پورا زور لگتا ہے پوری حکومت ساتھ ہوتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی

العظیم۔ اور یہی حال میلاد والے جلوس کا ہے۔ یہ جو بڑی عمر والے بزرگ بیٹھے ہیں ان سے پوچھو ۱۹۲۹ء میں ہمارے سامنے تین آدمیوں نے یہ جلوس نکالا تھا اور اس کا بانی ابھی تک زندہ ہے۔ شیخ عنایت اللہ قادری اور ایک اس کا دست راست تھا مولوی عبدالمجید صاحب پٹی والے اور تیسرا لاہور کا جو میسر تھا شجاع، اس کا والد عبدالقادر۔ ان تین آدمیوں نے میلاد کے جلوس کی بنیاد رکھی تھی۔ آج بھی اگر کشمیری بازار لاہور جانا ہو تو دیکھ لینا شیخ عنایت اللہ قادری کے مکان کے ماتھے پر لکھا ہوا ہے حاجی شیخ عنایت اللہ قادری بانی جلوس میلاد النبی۔ یہ پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہوا۔ جو کام کرنے والے ہیں ان کو مسلمان کرتے نہیں ہیں اور خرافات کو سنبھال کر ٹکا کے سینے کے ساتھ لگایا ہوا ہے۔

تو فرمایا یہ قرآن پاک بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کی اکثر وہ چیزیں جن میں اختلاف کرتے ہیں وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور بے شک یہ قرآن البتہ ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بے شک آپ کا رب فیصلہ کرے گا ان کے درمیان بِحُكْمِهٖ اپنے حکم کے مطابق۔ ان کے متعلق جو قرآن کو قصے کہانیاں کہتے ہیں اور توحید و رسالت کے منکر ہیں اور خرافات کو دین بنائے ہوئے ہیں وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ اور وہی غالب ہے اور جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۖ اِنَّكَ عَلَى
الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۝٧٩ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ
اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝٨٠ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ
اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝٨١ وَاِذَا وَقَعَ
الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ
النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۝٨٢ ع وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝٨٣ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ
قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ۝٨٤ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝٨٥

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پس آپ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر اِنَّكَ بے شک آپ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ واضح حق پر ہیں اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى بے شک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اور آپ نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ جس وقت وہ پھر جائیں پشت پھیر کر وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ اور آپ نہیں ہدایت دے سکتے اندھوں کو عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ان کی گمراہی سے اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا آپ نہیں سنا سکتے مگر ان کو جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس وہ مسلمان ہیں وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ اور جس وقت واقع ہو جائے گی بات عَلَيْهِمْ ان پر اَخْرَجْنَا لَهُمْ

ہم نکالیں گے ان کے لیے دَآبَّةً ایک جانور مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے تُكَلِّمُهُمْ جو ان کے ساتھ گفتگو کرے گا اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بے شک لوگ تھے بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ اور جس دن ہم جمع کریں گے ہر امت سے فَوْجًا ایک فوج مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا ان میں سے جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ پس ان کو گروہ در گروہ بنا دیا جائے گا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ یہاں تک کہ وہ جب آئیں گے قَالَ فرمائے گا اللہ تعالیٰ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ کیا جھٹلایا تم نے میری آیتوں کو وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اور تم احاطہ نہ کر سکے ان آیتوں کا علم کے ساتھ اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کیا کچھ تم کرتے تھے وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اور واقع ہو جائے گی بات ان پر بِمَا ظَلَمُوْا ان کے ظلم کی وجہ سے فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ پس وہ بول نہیں سکیں گے۔

ماقبل سے ربط :

اس سے پہلی آیت کریمہ میں ہے کہ آپ کا رب ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اپنے حکم کے ساتھ وہ غالب بھی ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اب آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پس آپ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں، نصاریٰ کے اختلاف کی پرواہ نہ کریں، مشرکین کی جھگڑے بازی سے نہ ڈریں سب سے بے نیاز ہو کر اپنے رب کی ذات پر بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حالات سازگار کر دے گا اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ بے

شک آپ حق پر ہیں جو بڑا واضح ہے۔ اس میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں ہے اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اور آپ نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ جس وقت وہ پھر جائیں پشت پھیر کر۔

مسئلہ سماع موتیٰ :

اس مقام پر ایک بڑا طویل الذیل مسئلہ چلا آ رہا ہے۔ وہ یہ کہ آیا مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلے کی دو شقیں ہیں۔ ایک عام مردوں کا سماع اور ایک ہے انبیاء کرام علیہم السلام کا سماع۔ اگر کوئی آدمی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں سے دور صلوٰۃ وسلام پڑھے اور یہ سمجھے کہ وہ سن رہے ہیں تو یہ اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ اس کو فقہاء کرام تسلیم نہیں کرتے۔ ایک ہے قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ وسلام پڑھنا اور آپ سے استشفاع کرنا، یہ بالکل حق ہے اس میں امت کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت گنگوہی ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ امداد الفتاویٰ میں فرماتے ہیں یہ مسئلہ اتفاقی ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ اس مسئلے میں پہلا شخص اختلاف پیدا کرنے والا سید عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی ہے۔ ان سے پہلے امت میں مشرق سے لے کر مغرب تک شمال سے لے کر جنوب تک اس مسئلہ میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ سید عنایت اللہ شاہ بخاری کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک کے پاس بھی پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام نہیں سنتے۔ ہم اٹھارہ سال اکٹھے رہے ہیں جلسوں میں مناظروں میں یہاں بھی آتے رہے ہیں تقریریں کرتے رہے ہیں۔ جس وقت انہوں نے اس مسئلے میں غلو کیا تو میں نے علیحدگی اختیار کر لی۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کے عند القبور سننے میں امت کا کوئی اختلاف نہیں ہے حنفی، شافعی

حنبلی، مالکی، مقلد، غیر مقلد سب مانتے ہیں ہاں عام مردوں کے سماع کے بارے میں اختلاف ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نہیں سنتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جمہور صحابہ کرام ﷺ فرماتے ہیں کہ سنتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی آخری عدالت ہیں آپ ﷺ کے فیصلے کے بعد کسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے باب اِنَّ الْمَیِّتَ لَیَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ چلتے وقت جوتوں کی جو آواز ہوتی ہے اس کو خفق کہتے ہیں کہ مردے کو جب دفنا کر جا رہے ہوتے ہیں تو وہ اس وقت واپس جانے والوں کے پاؤں کی آواز سنتا ہے۔ یہ باب قائم کر کے امام بخاریؒ نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے چلے جاتے ہیں حَتّٰی اَنَّهٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَکَانِ ''ابھی وہ ان جانے والوں کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ ہی سن رہا ہوتا ہے کہ اچانک اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں۔ (بخاری صفحہ ۱۷۸، جلد ۱) اور یہ روایت مسلم شریف اور ابو داؤد شریف میں بھی ہے۔ تو یہ لوگ صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ جب کوئی آدمی قبر کے پاس سلام کہتا ہے تو مردے سلام کو سنتے ہیں۔ یہ اس کا بھی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے۔ پہلے حضرات میں سے جنہوں نے سماع موتی کا انکار کیا ہے ان دو چیزوں کو وہ بھی مانتے ہیں کہ مردہ جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتا ہے اور سلام بھی سنتا ہے۔

ان میں ایک حافظ ابن ہمامؒ ہیں جو بڑے چوٹی کے فقیہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے ہاں! جوتوں کی آہٹ اور سلام سنتے ہیں اس کے علاوہ تم انہیں کچھ اور نہ سناؤ۔ شاہ محمد اسحاق نے اپنی کتاب ''مائة مسائل'' میں باب قائم کیا ہے اِنَّ الْمَوْتٰی لَا تَسْمَعُ ''بے شک مردے نہیں سنتے۔'' پھر فرماتے ہیں ہاں! سلام سنتے ہیں۔ تو جن حضرات نے انکار کیا

ہے انہوں نے بھی کلیۃً انکار نہیں کیا۔ باقی اس آیت کریمہ کا سماع موتی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اس سے ثابت کرنا کہ مردے نہیں سنتے غلط ہے۔ کیونکہ اس میں تو نفی ہے کہ آپ ان کو نہیں سنا سکتے۔ آپ ﷺ کے سنانے کی نفی ہے تو آپ ﷺ تو نہیں سناتے سناتا تو رب ہے سنانا تو رب تعالیٰ کا کام ہے۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا اِنَّکَ لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ [قصص:۵٦] ''اے پیغمبر علیہ السلام بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں مگر اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔'' اور سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۲ میں ہے اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ''بے شک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہے وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ اور آپ نہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں۔''

تو فرمایا بے شک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ بہروں کو سنا سکتے ہیں پکار جب کہ وہ پشت پھیر کر جا رہے ہوں تو بھاگنے والوں کو کون سنا سکتا ہے وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ اور آپ ہدایت نہیں دے سکتے اندھوں کو عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ان کی گمراہی سے۔ جو دل کے گمراہ ہیں آپ ان کو ہدایت نہیں دے سکتے اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا آپ نہیں سنا سکتے مگر ان کو جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کافر نہیں سنتے اور مومن سنتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد سماع قبول ہے کہ ایسا نہیں سنتے جس سے وہ قبول کریں۔ تو جب قبول نہ کیا تو پھر سننا نہ سننا برابر ہے۔ وہ سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس وہ مسلمان ہیں، حکم مانتے ہیں گردن جھکاتے ہیں۔ یہ حق و باطل کا اختلاف چلتا رہے گا پھر ایک وقت آئے گا وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اور جس وقت بات واقع ہو جائے گی ان پر، بات ان پر واضح ہو

جائے گی حکم خداوندی آپہنچے گا۔

دابۃ الارض :

اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ ہم نکالیں گے ان کے لیے ایک جانور زمین سے۔تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں بڑی تفصیل ہے کہ صفا کی چٹان پھٹے گی اور بیل کی طرح کا ایک جانور نکلے گا اس کی شکل اور حلیہ بیل کی طرح ہوگا اور ایسی تقریر کرے گا کہ کوئی پروفیسر بھی ایسی تقریر نہ کر سکے گا۔لوگ اس کے ارد گرد اکٹھے ہوں گے اور اس کی تقریر سنیں گے اور ایک دوسرے کو کہیں گے کہ دیکھو بیل کیسی معقول بات کر رہا ہے۔اس وقت لوگوں کی شکلیں تو انسانوں والی ہوں گی مگر حیوان صفت ہوں گے۔عربی کا مقولہ ہے.....

اَلْجِنْسُ يَمِيْلُ اِلَى الْجِنْسِ

”جنس کو جنس کے ساتھ پیار ہوتا ہے۔“ یہ بتلانا مقصود ہوگا کہ انسان تمہیں وعظ نصیحت کرتے تھے مگر تم نہیں مانتے تھے اب تم بیل کی بات مان رہے ہو کیونکہ اب تم اس حالت پر پہنچ گئے ہو۔

ایک حکایت :

مولانا رومؒ بڑے عجیب بزرگ گزرے ہیں۔ان کی مثنوی شریف حکایات کی شکل میں ہے اور بڑی عبرت والی کتاب ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا مکان تھا اس پر مکان والوں نے خشک کرنے کے لیے دانے ڈالے ہوئے تھے۔اوپر جاتے دانوں پر پاؤں مارتے کہ خشک ہو جائیں۔خاوند بیوی اور ایک دودھ پیتا بچہ تھا اوپر گئے کہ دیکھیں دانے خشک ہو گئے ہیں یا نہیں،بوریوں میں ڈالیں یا نہیں۔بچہ بھی ساتھ لے گئے بچہ پرنالے میں چلا گیا یہ پریشان ہو گئے کہ پرنالہ ٹوٹا تو یہ نیچے گر جائے گا اور گلی میں پتھر ہیں۔

وہ بچے کو لینے کے لیے آگے ہوتے تو بچہ پرنالے میں نخرے کرتا۔ کسی سمجھدار نے ان کو کہا کہ اگر تمہیں بچے کی جان کی ضرورت ہے تو جلدی سے اس طرح کا بچہ لے آؤ اور اس کو مکان پر بٹھاؤ یہ اس کو دیکھ کر فوراً پرنالے سے نکل آئے گا۔ وہ پڑوسیوں کا بچہ لے کر آئے تو وہ بچہ پرنالے سے نکل آیا۔ مولانا رومؒ یہ حکایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر انسانوں کی جنس سے بھیجے ہیں کہ یہ ان کی طرف مائل ہو کر گمراہی سے باہر آ جائیں۔

یہ دابۃ الارض بالکل آخر میں آئے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا اسی دن یہ نکل آئے گا اور اگر دابۃ الارض پہلے نکل آیا تو اسی دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں ایک ہی دن ہوں گی۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوگا اور یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نئے نیک اعمال بھی قبول نہیں ہوں گے۔ ہاں! جو پہلے سے چلے آرہے ہیں وہ چلتے رہیں گے وہ سفیر ہوں گے۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ جس طرح نزع کے عالم میں ایمان قبول نہیں ہے۔ تُكَلِّمُهُمْ وہ جانور لوگوں کے ساتھ بات کرے گا، گفتگو کرے گا اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ بے شک لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔ دیکھو! پیغمبر بیان کرتے رہے ان کے نائبین بیان کرتے رہے لیکن لوگوں نے یقین نہ کیا۔ علماء صالحین نے بیان کیا مگر ان لوگوں نے یقین نہ کیا۔ بیل بیان کرے گا تو سارے کہیں گے جی ہاں! بالکل ٹھیک ہے۔ اس لیے کہ لوگ انسانیت سے گر کر حیوانیت کو پہنچ چکے ہوں گے اور جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ تو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے دابۃ الارض کا نکلنا، ایک نشانی ہے

یاجوج ماجوج کا نکلنا ،ایک نشانی ہے سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔لیکن نشانیوں سے پہلے امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، یہود ونصاریٰ کے ساتھ جنگیں ہوں گی۔جس علاقے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے وہاں نہ کوئی یہودی ہوگا نہ عیسائی نہ اور کوئی کافر ہوگا وہاں صرف اسلام ہی اسلام ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے مجاہد ساتھی کسی کافر کونہیں چھوڑیں گے قیامت سے پہلے لوگوں پر قحط سالی کے سال آئیں گے بارشیں نہیں ہوں گی لوگ سخت پریشان ہوں گے یُصَدَّقُ فِیْهِ الْكَاذِبُ ''جھوٹے کوسچا کہا جائے گا وَ یُكَذَّبُ فِیْهِ الصَّادِقُ اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا''اور رُوَیبِضَہ قسم کے لوگ ان کے لیڈر ہوں گے۔پوچھا گیا حضرت! رویبضۃ کیا ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو نہ رب کی قدر کریں گے نہ دین کی مدد کریں گے نہ شریعت کی پرواہ کریں گے۔آج اقتدار ان لوگوں کے پاس ہے جو پرلے درجے کے کمینے اور بے دین ہیں فاسق ،فاجر اور عیاش ،صبح کو کچھ اور شام کو کچھ۔اس دن سب کی حقیقت واضح ہو جائے گی جس دن وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا اور جس دن ہم اکٹھا کریں گے ہر امت میں سے ایک فوج مِمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا ان میں سے جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو۔یعنی ہر امت میں ماننے والے بھی ہیں اور جھٹلانے والے بھی ہیں۔تو جو ہماری باتوں کو جھٹلانے والے ہیں ہم ان کو جمع کریں گے فوج کر کے فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ پس ان کو گروہ در گروہ بنا دیا جائے گا۔مثلاً ایک نمبر کے جھٹلانے والے الگ ہوں گے ،دو نمبر والے الگ ہوں گے ،تین نمبر والے الگ ہوں گے ،چار نمبر والے الگ ہوں گے ،ہوتے ہوتے دس نمبر والے الگ ہوں گے جس طرح ان کے درجات بنیں گے اسی طرح اہل حق کے بھی درجات قائم ہوں گے۔سورۃ زمر آیت نمبر ۷۳ میں ہے وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى

الْجَنَّةِ زُمَرًا ’’اور چلائے جائیں گے وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے جنت کی طرف گروہ در گروہ۔‘‘ مجاہدین الگ ہوں گے، شہداء الگ ہوں، صالحین الگ ہوں گے۔ اکثریت جہنمیوں کی ہوگی۔

بخاری شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہزار میں سے ایک جنتی ہوگا نوسوننانوے (۹۹۹) جہنمی ہوں گے۔ جس وقت یہ لفظ صحابہ کرام ﷺ نے سنے تو پریشان ہو کر کہنے لگے حضرت! پھر تو بڑی مشکل ہوگی؟ فرمایا پریشان نہ ہو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بڑی ہے یاجوج ماجوج ہیں، اس وقت چین کی آبادی ایک ارب تیس کروڑ ہے اس میں مسلمان صرف چار پانچ لاکھ کے قریب ہیں۔ انڈیا کی آبادی نوّے کروڑ ہے اس میں انڈیا کے بیان کے مطابق مسلمان پچیس کروڑ ہیں واللہ اعلم کہاں تک بات صحیح ہے۔ اور یقین جانو! ہم سے وہ اچھے مسلمان ہیں باوجود یہ کہ وہ کافروں کے ملک میں رہتے ہیں اور ہم مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہیں جو انگریزوں کے خلاف بنا تھا اور جس کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ ہے۔

تو فرمایا مکذبین گروہ در گروہ کیے جائیں گے حَتّٰىٓ اِذَا جَآءُوْ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جائیں گے قَالَ رب تعالیٰ فرمائیں گے اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلا دیا تھا وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اور تم احاطہ نہ کر سکے ان آیتوں کا علم کے ساتھ۔ تم نے توجہ ہی نہیں کی سمجھا ہی نہیں ویسے ہی جھٹلا دیا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یا کیا کچھ تم کرتے رہے بولو تو سہی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کیا بولیں گے وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا اور لازم ہو جائے گی بات ان پر ظلم کی وجہ سے فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ پس وہ بول نہیں سکیں گے۔ پھر ہاتھ پاؤں بولیں گے دوسرے اعضاء بولیں گے وہ جگہ بولے گی جہاں بیٹھ کر انہوں نے برائیاں کی ہوں گے انتہائی ذلیل ورسوا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے اور اپنے عذاب سے بچائے۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىٕذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ؗ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

اَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ بے شک بنایا ہم نے رات کو لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ تاکہ وہ آرام کریں اس میں وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا اور دن بنایا ہم نے روشن اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے وَ يَوْمَ يُنْفَخُ اور جس دن

پھونکا جائے گا فِی الصُّوْرِ بگل فَفَزِعَ پس گھبرا جائیں گے مَنْ جو ہیں فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اور جو ہیں زمین میں اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ مگر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہے گا وَ کُلٌّ اور سب کے سب اَتَوْہُ آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس دٰخِرِیْنَ ذلیل ہو کر وَ تَرَی الْجِبَالَ اور دیکھیں گے آپ پہاڑوں کو تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً آپ گمان کریں گے ان پہاڑوں کے بارے میں کہ ٹکے ہوئے ہیں وَّھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ اور وہ چلیں گے جیسے پہاڑ چلتے ہیں صُنْعَ اللّٰہِ کاریگری ہے اللہ تعالیٰ کی الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ جس نے مضبوط کیا ہے ہر چیز کو اِنَّہٗ خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ بے شک وہ خبردار ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ جو شخص لایا نیکی فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْھَا پس اس کے لیے اس سے بہتر ہوگا وَ ھُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے اٰمِنُوْنَ امن میں ہوں گے وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ اور جو شخص لائے گا برائی فَکُبَّتْ وُجُوْھُھُمْ پس الٹے کیے جائیں ان کے چہرے فِی النَّارِ دوزخ کی آگ میں ھَلْ تُجْزَوْنَ (ان سے کہا جائے گا) نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مگر اس چیز کا جو تم کرتے ہو اِنَّمَآ اُمِرْتُ پختہ بات ہے مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ یہ کہ میں عبادت کروں رَبَّ ھٰذِہِ الْبَلْدَۃِ اس شہر کے رب کی الَّذِیْ حَرَّمَھَا جس نے اس شہر کو عزت والا بنایا ہے وَلَہٗ کُلُّ شَیْءٍ اور اسی کے لیے ہے ہر چیز وَّاُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا ہے

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کہ ہو جاؤں میں مسلمانوں میں سے وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ اور یہ کہ میں تلاوت کروں قرآن کی فَمَنِ اهْتَدٰى پس جو شخص ہدایت حاصل کرے گا فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات ہے ہدایت حاصل کرے گا اپنے نفس کے لیے وَمَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ ہو گا فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ پس آپ کہہ دیں میں ڈرانے والوں میں سے ہوں وَقُلِ اور آپ کہہ دیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ عنقریب وہ تمہیں دکھائے گا اپنی نشانیاں فَتَعْرِفُوْنَهَا پس تم ان کو پہچانو گے وَمَا رَبُّكَ اور نہیں ہے آپ کا رب بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ غافل ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔

قدرت کی نشانیاں :

اس سے پہلے قیامت کا ذکر تھا منکرین قیامت قیامت کو بہت بعید اور نرالی چیز سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کر کے سمجھایا کہ رب تعالیٰ کی قدرت کو تم روزمرہ دیکھتے ہو یہی رب قیامت برپا کرے گا۔ فرمایا اَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ بے شک ہم نے بنایا رات کو لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ تاکہ وہ آرام کریں اس میں وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اور دن کو بنایا روشن۔ یہ رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور اس سے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے جو پروردگار رات لاتا ہے دن کو روشن کرتا ہے وہی قیامت برپا کرے گا یہ رات دن کی نشانیاں تمہارے سامنے ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں رب تعالیٰ کی قدرت کی لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو

ایمان لاتی ہے کہ رات کا لانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے دن کو روشن کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ہر چیز کی حقیقت کھل کر اس دن سامنے آجائے گی۔

جب صور پھونکا جائے گا :

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ اور جس دن پھونکا جائے گا بگل۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بگل اپنے منہ میں لیے کبڑے آدمی کی شکل میں رکوع کی حالت میں اس طرح کھڑے ہیں کہ ایک کان اوپر کیے ہوا ہے اور ایک نیچے رب تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اور میں بگل میں پھونک ماروں جب بگل بجے گا تو اس کی آواز قریب دور والے یکساں سنیں گے۔ مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک کوئی ایسی جگہ نہیں ہوگی جہاں بگل کی آواز نہ جائے۔ بگل میں یہ پھونک دو دفعہ ماری جائے گی۔ نفخہ اولیٰ میں ساری کائنات فنا ہو جائے گی چالیس سال کے وقفے کے بعد دوبارہ بگل پھونکی جائے گی اور ہر شے زندہ ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی نیک کو نیکی اور بُرے کو برائی کا صلہ ملے گا۔ تو فرمایا جس دن پھونکا جائے گا صور فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ پس گھبرا جائیں گے جو ہیں آسمانوں میں وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اور جو ہیں زمین میں اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ مگر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔ اکثر مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں کہ یہ نہیں گھبرائیں گے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے مراد اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور شہداء ہیں کہ جس وقت بگل پھونکی جائے گی سب گھبرا جائیں

گے مگر انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ پر کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی ۔ بعض حضرات نے حوریں مراد لی ہیں کہ وہ نہیں گھبرائیں گی پھر اس کے بعد ایک وقت آئے گا کہ جبرائیل علیہ السلام ، میکائیل علیہ السلام ، اسرافیل علیہ السلام حتی کہ عزرائیل کی بھی جان قبض ہو جائے گی اور کوئی جاندار زندہ نہیں رہے گا کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔ [سورۃ آل عمران] ''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی جو حی و قیوم ہے۔ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ اور سب کے سب آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس عاجز ہو کر۔ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۸ میں ہے لَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ''نہیں سنے گا تو مگر ہلکی آواز'' اللہ تعالیٰ کی عدالت کی طرف جب جائیں گے تو پاؤں کی آواز کے علاوہ کوئی آواز نہیں ہوگی ۔ دنیا میں چند آدمی اکٹھے ہوں تو کتنا شور ہوتا ہے؟ لیکن سکوت ہوگا۔ سورۃ مریم آیت نمبر ۹۸ میں ہے اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ''یا سنتا ہے تو ان کے لیے ہلکی سی آواز'' کوئی آہستہ آواز بھی نہیں نکال سکے گا خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ [معارج: ۴۴] ''آنکھیں ان کی جھکی ہوئی ہوں گی'' اور عاجز ہو کر رب تعالیٰ کی عدالت کی طرف جا رہے ہوں گے وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً اور دیکھیں گے آپ پہاڑوں کو آپ گمان کریں گے ان پہاڑوں کے بارے میں کہ ٹکے ہوئے ہیں وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ حالانکہ وہ چلیں گے جیسے پہاڑ چلتے ہیں۔ سورۃ الواقعہ میں ہے وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ''ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے پہاڑ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا پس ہو جائیں گے وہ غبار اڑا ہوا'' کوئی پہاڑ زمین پر نظر نہیں آئے گا کوئی پستی اور بلندی زمین میں نہیں رہے گی ساری زمین ہموار ہو جائے گی۔ فرمایا صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ کاریگری ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے مضبوط کیا ہے ہر چیز کو۔ پہاڑوں کو زمین کو اسی نے مضبوط کیا ہے سارے نظام کو

اسی نے مستحکم کیا ہے اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ بے شک وہ خبردار ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔ پھر کیا ہوگا؟ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا پس جو شخص لایا نیکی پس اس کے لیے اس سے بہتر ہوگا۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۶۰ میں ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا "جو شخص نیکی کرے گا اس کو اس کا دس گنا اجر ملے گا۔"

نیکی کی بنیادی شرائط:

مگر اس کے لیے بنیادی شرط ایمان ہے اور ایمان بھی پوری شرائط کے ساتھ کہ جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان پر ایمان لائے۔ دوسری شرط اخلاص ہے۔ ریاکاری اور دکھاوے کے طور پر کرتا ہے تو کچھ حاصل نہ ہوگا اور تیسری شرط اتباع سنت ہے ہر نیکی سنت کے مطابق ہے۔ اگر سنت کے مطابق نہیں ہے چاہے وہ کتنی بڑی نیکی ہو اس کا کوئی اجر نہیں ہے۔ کئی دفعہ سن چکے ہو کہ عید کا دن تھا اچھا زمانہ تھا لوگ جوق در جوق عید گاہ کی طرف آرہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ عید گاہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک صوفی قسم کے آدمی نے نماز شروع کی ہوئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خادم کو بھیجا کہ جاؤ اس آدمی کو کہو کہ عید والے دن عید گاہ میں عید کی نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہے بلکہ عید والے دن اشراق کی نماز بھی نہیں ہے نہ گھر میں نہ عید گاہ میں۔ البتہ چاشت کی نماز پڑھ سکتا ہے لیکن وہ بھی عید گاہ میں نہیں واپس گھر آکر پڑھے یا مسجد میں پڑھے۔ تو وہ صوفی باز نہ آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے جا کر اس کا کندھا پکڑا اور جھنجھوڑ کر فرمایا سنتے نہیں ہو کہ عید والے دن نفل نہیں ہیں۔ اس نے کہا کہ میں کون سا گناہ کر رہا ہوں نماز ہی تو پڑھ رہا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا گناہ کر رہے ہو۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ہیں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی نہ حکم دیا ہے۔ تو جو چیز سنت کے مطابق نہ ہو وہ چاہے نماز ہی کیوں نہ ہو وہ گناہ ہے کوئی نیکی نہیں

ہے۔تو جس شخص کا عقیدہ صحیح ہو اور اخلاص کے ساتھ نیکی کرے اور سنت کے مطابق ہو تو عام حالات میں دس گنا اجر ملے گا اور اگر فی سبیل اللہ کی مد میں ہوگا تو سات سو گنا ملے گا وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ''اور اللہ تعالیٰ دگنا کرتا ہے بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہے۔'' ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔کسی مسلمان بھائی کو السلام علیکم کہا دس نیکیاں مل گئیں وعلیکم السلام کہا دس نیکیاں مل گئیں ایک صغیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے اور ایمان میں ایک درجہ بھی بڑھے گا۔ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔اور سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۳ میں ہے لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ ''نہیں غم میں ڈالے گی ان کو گھبراہٹ۔'' اور اس کے برخلاف وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ اور جو شخص لایا برائی۔متعدد مقامات میں ہے کہ برائی کا بدلہ برائی ہے اس کے مثل، زیادہ نہیں۔تو فرمایا جو شخص برائی لایا فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ پس وہ اوندھے منہ ڈالے جائیں گے دوزخ کی آگ میں۔ان کو الٹا کر کے دوزخ میں پھینکا جائے گا۔آج جس طرح آدمی پاؤں کے بل چلتے ہیں اسی طرح وہاں سر کے بل چلے گا۔ ایک آدمی نے سوال کیا حضرت! سر کے بل کیسے چلے گا؟ فرمایا جس رب نے پاؤں پر چلایا ہے وہ سر کے بل بھی چلا سکتا ہے۔یہ الٹا کر کے پھینکنا اس بات کی علامت ہوگی کہ دنیا میں ان کی کھوپڑیاں الٹی تھیں۔سورہ ملک میں ہے اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ''بھلا وہ آدمی ہدایت والا ہے جو اوندھے منہ چل رہا ہے یا وہ جو سیدھا چلتا ہے۔'' فرمایا هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اس چیز کا جو تم کرتے ہو۔یہ جس وقت الٹے کر کے پھینکے جائیں گے اس وقت کہا جائے گا۔

حرمت کعبہ :

آنحضرت ﷺ کو حکم ہے کہ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ اُمِرْتُ پختہ بات ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ کہ عبادت کروں میں اس شہر کے رب کی۔ شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے کیونکہ یہ سورۃ نمل مکی ہے ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ کون رب؟ الَّذِیْ حَرَّمَهَا جس نے اس شہر کو عزت والا بنایا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی جب لوگ کافر مشرک تھے حرم کے اندر کسی قسم کے جرم کو گناہ سمجھتے تھے۔ اگر کسی بات پر آپس میں تلخی ہو جاتی تو حرم میں نہیں لڑتے تھے کہتے تھے حرم سے باہر چلو۔ اسی طرح چوری ڈکیتی وغیرہ بھی حرم میں نہیں کرتے تھے۔ ہاں! کوئی بڑا ہی بدبخت انسان ہوتا جو کرتا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بھی حرم کا احترام کرتے تھے ہتھیار ساتھ ہونے کے باوجود کچھ نہیں کرتے تھے۔ آج بعض جاہل قسم کے لوگ وہاں ایک دوسرے سے الجھتے ہیں کہ وہاں کے لوگ کہتے ہیں الحاج حرم الحاج حرم "حاجی یہ حرم ہے یہاں جھگڑا وغیرہ نہیں کرنا۔" اور تم پہلے یہ بات سن چکے ہو کہ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ [حج: ۲۵] "اور جو کوئی ارادہ کرے گا اس کے اندر کجروی کے ساتھ ظلم کا تو ہم چکھائیں گے اس کو دردناک عذاب۔" حرم میں اگر کوئی آدمی برائی کا ارادہ بھی کرے تو وہ برائی ہے اور حرم سے باہر ایسا نہیں ہے حرم سے باہر جب تک انسان لفظ زبان سے بولتا نہیں یا عملاً برائی کرتا نہیں تو وہ لکھی نہیں جاتی لیکن حرم میں اگر برائی کا ارادہ بھی کیا تو لکھی جائے گی۔ اس لیے کہ حرم کا مقام بہت بلند ہے۔ تو فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں عبادت کروں اس شہر کے رب کی جس نے اس کو عزت والا بنایا ہے وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ اور اسی کے لیے ہے ہر شے۔ آسمان اس کے زمین اس کی، چاند، سورج، ستارے اس کے، پہاڑ، دریا اس کے،

انسان، حیوان، جنات، فرشتے اس کے وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہو جاؤں میں مسلمانوں میں سے۔ مسلمان کا معنٰی ہے فرمانبردار حکم ماننے والا۔ مجھے حکم ہے کہ میں رب تعالٰی کے احکام مانوں۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے ہی رب تعالٰی کے احکام مانے ہیں جب وحی نازل ہوئی اگر آپ نہ مانتے تو تبلیغ کیسے کرتے اور یہ بات بھی تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ اسلام کا مادہ ہے سَلِمَ. اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ ''مسلمان وہ ہے کہ دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہوں۔''

تلاوتِ قرآن :

فرمایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ اور یہ کہ میں تلاوت کروں قرآن پاک کی۔ چونکہ آپ کے اولین مخاطبین عربی لوگ تھے۔ وہ قرآن پاک کی تلاوت سے ہی اکثر باتیں سمجھ جاتے تھے ہماری زبان چونکہ عربی نہیں ہے اس لیے ہم محض تلاوت سے نہیں سمجھ سکتے۔ ہاں! جن کا تھوڑا بہت مطالعہ ہے وہ کچھ سمجھیں گے۔ باقیوں کو سمجھنا پڑے گا اور بڑی نیکیوں میں سے ہے قرآن مجید کا سیکھنا اور سکھانا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث ہے خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ ''تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرے اور دوسروں کو تعلیم دے۔'' اور یہ تمہارے فریضہ میں داخل ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دو اگر تمہیں ایک آیت بھی آتی ہے تو وہ انہیں سناؤ اور سمجھاؤ۔ قرآن کریم صرف مولویوں کے لیے نہیں ہے کہ بس یہ پڑھتے پڑھاتے رہیں یہ تمہارا بھی فریضہ ہے اور قرآن پاک کی تلاوت بڑا ورد اور وظیفہ ہے اور ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ بھی آئے تو نُورٌ علٰی نور ہے۔ فرمایا فَمَنِ اهْتَدٰى پس جو شخص ہدایت حاصل کرے گا۔

یعنی جب میں پڑھوں گا تلاوت کروں گا سن کر جو ہدایت حاصل کرے گا فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات ہے وہ ہدایت حاصل کرے گا اپنے نفس کے لیے وَ مَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوگا فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ پس آپ کہہ دیں میں ڈرانے والوں میں سے ہوں منوانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دل میں تصرف کرے، ایمان رکھ دے اور کفر نکال دے۔ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کا ہے پیغمبروں کا کام ہے سیدھا راستہ بتلانا حق کی بات واضح کرنا۔ تو فرمایا میں ڈرانے والوں میں سے ہوں منانا میرے فریضہ میں داخل نہیں ہے وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور آپ کہہ دیں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم نے توحید، رسالت، قیامت وغیرہ صاف صاف تمہیں بتلا دیا ہے سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں دکھائے گا اپنی قدرت کی نشانیاں فَتَعْرِفُوْنَهَا پس تم ان کو پہچان لوگے دیکھ کر۔ رب تعالیٰ کو کوئی سمجھنا چاہے تو اس کی قدرت کی نشانیوں سے سمجھ سکتا ہے وہ نشانیاں رب تعالیٰ کی رحمت کی بھی ہو سکتی ہیں اور عذاب کی بھی ہو سکتی ہیں۔ یہ موسم کی تبدیلیاں وغیرہ بھی رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور یاد رکھو وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہیں ہے آپ کا رب غافل ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔ نیکی بدی سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے رب تعالیٰ کی عدالت میں ہر چیز سامنے آجائے گی۔

آج بروز بدھ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۰ر فروری ۲۰۱۲ء

سورۃ النمل مکمل ہوئی۔

والحمدللہ علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ